U6970 22-12-09

Title - AARAISH MEHFIL BA TASVEERAAT (QISSA HATIM TAI).

Creator - Haider Bakhsh Haidery

Publisher - Rajo Ram Kumar Press Book Dipo (Lucknow).

Date - 1967.

Pages - 192

Subjects - Urdu Qasas; Urdu Dastanein.

آرائش محفل با تصویر

۱۸۹۳



در مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ باہتمام احمد علیخان طبع گردید

ری زندگی او جوانمردی اور ... عیاسے چنانچہ
بہ مین بخوبی ہو چکا جس جس نے سنا اوسکے منہ سے لفظ مرحبا نکلا اور
پچھلے گھر چلے جاتی تھی اتفاقاً وہ کسی جنگل مین ایکدن شکار کھیلنے گیا کہ اتنی
یا یہ اندیشہ کر کے اپنے دل مین کہنے لگا اگر خنجر مارتا ہون تو حیوان بے زبان

AMD
30-11-69

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U6970
URDU TEXT BOOK
Checked 1962-63
CHECKED-2002

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لگی ہے مجھ روشن بیانی
لپیٹ خامہ کو میرے لگا پر

کہ تا دل پر کھلے راز نہانی
ہم معنی ہیں مجھکو آشنا کر
کہیں سنکر اسے ارباب اردو

زبان کو مخزن اسرار کر دے
پلا دے مجھکو جام ارغوانی
کہ ہے یہ گوہر نایاب اردو

ہیں گو گوہر معنی سے بھر دے
کہ جس سے طے ہو جام کی کہانی

قصہ عبارت سلیس سے زبان فارسی میں کسی شخص نے آگے لکھا تھا اب اس سید حیدر بخش متخلص بحیدری
بسنے والے دہلی کے نے امیر والا تدبیر پشت پناہ ہر پیر و جوان دستگیر درماندگان بیکسان نوشیروان وقت
یون بخت زبدہ نوئنان عظیم الشان مشیر خاص شاہ کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئیس ویلزلی گورنر جنرل
دوام اقبالہ کی حکومت میں خداوند خداوندگان والاشان عالیخاندان جان گلکرسٹ صاحب بہادر
م اقبالہ کی حکم سے سنہ ۱۲۱۶ ہجری اٹھارہ سو ایک عیسوی کے مطابق اور سنہ جلوس تینتالیس شاہ عالم
تازی کے موافق زبان ریختہ میں اپنی طبع کے موافق جو اوس کتاب سے ہاتھ لگی تھی ترجمہ نثر میں کیا اور
آرائش محفل رکھا مگر اکثر اس میں اپنی طبیعت سے جہاں جہاں موقع مناسب پایا وہاں زیادہ کیا کہ
قصہ میں طولانی ہو جائے اور سننے والوں کو خوش آئے لکھنے والے نے یوں لکھا ہے کہ اگلے زمانہ میں [illegible]
[illegible] کا ایک بادشاہ تھا نہایت صاحب حشم عالیجاہ فوج لطیف سے فرخندہ حال کہ زر و جواہر سے مالا مال اسکی
[illegible] زار اور سپاہ بیشمار القصہ اپنی چچا کی بیٹی کو نکاح میں لا کر تمام جاودانی کا امیدوار ہوا باری خدا کے
فضل سے ایک لڑکا مہر لقا [illegible] اسنے حکیموں اور نجومیوں رمالوں
کو بلوا کر کہا کہ اسکے ستارے بچارو دیکھو تو اس
صاحب اقبال پایا

عرض کی خداوند ہمکو تو اپنے علم سے یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحبزادہ ہفت اقلیم کا بادشاہ ہوگا اور تمام
عمر اپنے خدا کا کام کیا کریگا اور اسکا نام مہر سپہر کیطرح قیامت تک دنیا مین جلوہ گر رہیگا اس بات کو سنکر
اوسے نہایت خوشی حاصل ہوئی اور سجدہ شکر ادا کرکے اون لوگون کو زر بیشمار سے مالامال کر دیا اور
اوس لڑکے کا نام حاتم رکھا اپنے مصاحبون [illegible]
[illegible] سے نور پادشاہی پہلا اوسکے مان باپ
محل مبارک مین پہونچا دین وہ پرورش بھی یہین ہو رہیگا چنانچہ اوسی روز اوس ملک مین چھہ ہزار لڑکے پیدا ہوئے تھے
یہ حکم سنتے ہی ہر ایک کے مان باپ اپنا لڑکا حضور اعلی مین پہونچا گئے اسوقت چھہ ہزار دائیان نوکر رکھی گئین
اور ایک ایک لڑکے پر تقسیم ہوگئین چار دائیان حاتم کیواسطے مقرر ہوئین وہ کس کس طرح سے تھپکیان
لوریان دیکر چمکارتی تہین کہ یہ کسیطرح سے دودہ پیئے پر وہ ہرگز آنکھین نہ کھولتا تھا دائی کی چہاتی منہ
مین نہ لیتا تھا چنانچہ یہ خبر بھی بادشاہ کو پہونچی وہ اس بات کو سنکر نہایت متفکر ہوا اور اپنی اہلکارون سے
کہنے لگا کہ جلد سیانون کو بلاؤ غرض وہ آگئے اور عرض کرنے لگے جہان پناہ یہ حاتم زمانہ ہوگا تنہا دودہ نہ پیگا
بہلا اونکو بلوالیگا تو پیچہے آپ پیئیگا اور جبتک جیتا رہیگا تنہا نہ کہائیگا نہ پیئیگا حاصل کلام جب وہ لڑکے بلائے گئے
تب اوسنے بھی پیا الغرض ابتدا عمر سے ہر روز تا زندگی کبھی اکیلا کھانا نہ کھاتا اور نہ غفلت کی نیند سے سوتا جب دودہ چھڑایا گیا تب
اونہین چھہ ہزار لڑکون کے ساتھ کھانا پینا مقرر کیا حق تو یہ ہے کہ جس غریب غربا کو بھوکے پیاسے ننگے کو دیکھتا روپیہ پیسہ
دانہ پانی سے وسیلے دلائے نہ رہتا تھا اور رات دن وسیلے دلانے مین مشغول رہتا فضل خدا سے جب چودہ برس کا ہوا
جو زر و جواہر باپ نے جمع کیا تھا اوسکو راہ خدا مین صرف کرنے لگا جب شکارگاہ مین جاتا کوئی جانور نظر آتا تو
جیتا ہی پکڑ لیتا اور چھوڑ دیتا اور کبھی سخت و سست نہ کہتا فضل الہی سے حسن بھی ایسا رکھتا تھا کہ جس زن و مرد نے
دیکھا ہزار جان سے عاشق ہوا اور اگر کوئی مسافر سواری بھی فریاد کرتا تو یہ گھوڑے کی باگ تھام لیتا اور اوسے داد کو
پہونچا دیتا اور جو نہ مانتا اوسے میٹھی میٹھی باتون سے سمجھا دیتا اور کبھی ظلم و ستم کو روا نہ رکھتا اپنی حمایت نہ بیگانہ کی
رعایت کرتا بارے فضل الہی سے تھوڑے دنون مین جوانی کا سبزہ رخسار نازنین پر لکا حسن دونا ہوگیا تو ہر شخص کو
یون نصیحت کرنے لگا کہ بندگان خدا مجھسے بہت ہین قدرت خدا دیکھو کہ اوسنے اپنی خداوندی سے اٹھارہ ہزار عالم
پیدا کیا ہے اسکی سیر کیجیو اور سجدہ شکر بجا لائیے اور اپنی زندگی کو جوانمردی اور نام آوری کیساتھ بسر کیجئے چنانچہ
اوسکی حسن و خلق اور دلیری کا شہرہ ہر شہر و قصبہ مین بخوبی پہونچا جس نے سنا اوسکے منہ سے لفظ مرحبا نکلا اور
اکثر اوسکی دیکھنے کو آتے تھے اور مسرور ہوکر اپنے اپنے گھر چلے جاتے تھے اتفاقاً وہ کسی جنگل مین ایکدن شکار کھیلنے گیا کہ اتنے
مین ایک شیر آتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہ اندیشہ کرکے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اگر خنجر مارتا ہون تو حیوان بے زبان

مارا جاتا ہے اور اگر چھوڑے دیتا ہوں تو میں جان سے جاتا ہوں یقین ہے کہ پھر لیکے اور مجھ کھا جاے ان دونوں شکلوں پر نظر کرکے یہ خیال کیا کہ اگر یہ میرا گوشت کھا کر اپنا دل تازہ کرے تو اس سے اور کون سی بات بہتر ہو مجھکو ثواب ہوگا اور اسکا پیٹ بھر جاےگا یہ سوچکر اوسکے آگے گیا اور کہنے لگا اے شیر صحرائی میرا گوشت حاضر ہے اگر رغبت کرے تو پیٹ بھر کر کھا اور جہاں چاہے وہاں چلا جا یہ سنتے ہی وہ شیر اپنا سر جھکا کر حاتم کے قدموں پر گر پڑا اور اپنی آنکھیں

شبیہ بادشاہ یمن کی اور پیدا ہونا شہزادہ حاتم کا اور دکھوانا نجومیونسے اوسکے ستارہ کا



اوسکے تلووں سے ملنے لگا حاتم نے کہا کہ اے شیر حاتم کی ہمت سے دور ہے کہ تو بھوکا جاے اگر مجھکو نہیں کھاتا تو میرا گھوڑا موجود ہے کہا اور اپنے جنگل کو چلا جا وہ ہرگز نہ بولا اور اپنا سر جھکا کر چلا گیا حاصل کلام یہ ہے

مین ہمسون سمیت رہا کرتا تھا اور کار خلق برای خدا کیا کرتا تھا سنا ہی کہ خراسان کے ملک مین ایک بادشاہ تھا کہ لاکھون سوار پیادے اوسکی جلو مین ہمیشہ حاضر رہا کرتے تھے اور عدل و انصاف مین بھی ایسا تھا کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا تھا بلکہ اپنے بیٹے کا بھی پاس نکرتا تھا اوسکے وقت مین برزخ نام سوداگر نہایت مالدار صاحب ثروت و وقار تھا [illegible]

نکالے جانے کا اور اوسی جنگل سے زر و جواہر بیشمار اوسکی ہاتھ آنیکا اور منیر شامی شہزادیکا اوسپر عاشق ہونے اور حاتم کی مدد

اور اوسکو بہت سا مال و اسباب دیکر بھیجا کرتا تھا اور آپ اوس ملک مین دلجمعی سے رہا کرتا تھا بادشاہ سے بھی اپنی رسوخیت بہم پہونچائی تھی اور بادشاہ بھی اوسکے اوپر کمال مہربانی کرتا تھا ایک مدت کے بعد قریب مرگ پہونچا اوسکی زندگی کا پیالہ بھرنے لگا وہ حسن بانو کے سوا کوئی بیٹی وارث نرکھتا تھا غرضکہ اوسکا مال و اسباب اوس لڑکی کو پہونچا اور وہ اوسوقت بارہ برس کی تھی آخر اوسنے اوسکو اپنے گھر کا مالک کیا اور بادشاہ کے سپرد کرکے آپ ملک عدم کا رستہ لیا اوس بادشاہ نے بھی اوسکی لڑکیکو اپنی بیٹی کیطرح سے رکھا اور اوسکی زر و جواہر کا کچھ لالچ نکیا بلکہ وہ اسباب سب کا سب اوسے بخشا چند روز کے بعد وہ لڑکی جب سن شعور کو پہونچی تب اپنے ذہن کی رسائی سے اور شگفتگی کے باعث سے دائی کو بلا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان دنیا مثل حباب ہے اسکا بیٹھنا کچھ بڑی بات نہین اسقدر دولت دنیا لیکر تن تنہا کیا کرونگی مصلحت نیک ہے کہ اسکو خدا کی راہ مین لٹا دون اور آپ کو آلائش دنیوی سے پاک رکھون بلکہ یاد خدا ہی مین مصروف رہون اسواسطے تمسے پوچھتی ہون کہ اس سے کسی صورت سے چھٹکارا پاؤن جو مناسب جانو کہو دائی پہلے دونون باتون سے بلائین لیکر کہنے لگی اے جان مادر ان سات سوالونکا اشتہار نامہ لکھکر اپنے دروازہ پر لگادے اور یہ لکھ کہ جو کوئی یہ ساتون سوال پورے کریگا مین اوسکو قبول کرونگی وہ ساتون سوال یہ ہین پہلا سوال یہ کہ ایکبار دیکھا دوسری دفعہ کی ہوس ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ نیکی کر دریا مین ڈال تیسرا سوال یہ ہے کہ کسی کی بدی نکر اگر کریگا وہی پائیگا چوتھا سوال یہ ہے کہ سچ کہنے مین ہمیشہ راحت ہے پانچوان سوال یہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لادے چھٹا سوال یہ ہے کہ موتی جو مرغابی انڈے کے برابر بالفعل موجود ہے اوسکے جوڑ کا پیدا کرے ساتوان سوال یہ ہے کہ حمام بادگرد کی خبر لادے حسن بانو نے دائی کی اس بات کو پسند کیا اور خوش ہوکر اپنے جی مین کہا کہ وہ شخص ایسا کونسا ہے جو ان ساتون سوالون کے جواب بہم پہونچائیگا اسی گمان پر وہ آپ آٹھون پہر نماز مین مشغول رہتی تھی اتفاقاً ایکدن اپنے کوٹھے پر بیٹھی ہوئی بازار کا تماشہ دیکھ رہی تھی کہ اتنے مین ایک فقیر نہایت بزرگ صورت ظاہر درست

ادہی کہ جنت سے گذرا اور پاؤن بہی زمین پر رکہتا تہا چنانچہ وہ بہی اوسکے ساتہی سونے چاندی کی اینٹین
کے نیچے رکہدیتی تہے وہ اونپر پاؤن رکہتا ہوا چلا جاتا تہا اس حال مین جو حسن بانو نے اوسے آتے دیکہا تہا
خوش ہوکر دائی سے کہا کہ لے اماجان یہ فقیر کوئی بڑا صاحب کمال معلوم ہوتا ہی جو اس شان و شوکت سے آتا ہی
اوسنے کہا اناں واری یہ بادشاہ کا پیر ہی ہر مہینے ... مرتبہ بادشاہ اوسکے گہر جاتا ہی اور یہ کبہی کبہی اوسکے
پاس آتا ہی اسکے برابر دنیا مین اب کوئی عمدہ درویش نہوگا کیونکہ یہ نہایت پرہیزگار اور متقی ہی حسن بانو نے یہ سخن سنکر
کہا کہ اگر تم پروانگی دو تو مین درویش کی مہمانی کرون اور گہڑی دو گہڑی اپنے گہر بلا کر تکلیف دون اور اپنی آنکہین
اوسکے قدمون پر ملون دائی نے کہا جانی تجہکو مبارک ہو یہ کام کر بیشک مثل مشہور ہی آنکہون سے لگا کے کلیجے ٹہنڈا کر
غرض اوسنے کسی شخص کے ہاتہ اوس فقیر کی خدمت مین کہلا بہیجا اگر کسی روز بزرگونکے طور سے میرے غریب خانہ
اپنے قدم مبارک سے رنجہ کرو اور تشریف فرما ہو تو یہ کمترین دونون جہان مین دولت حاصل کرے اور اپنی دامن مراد
گوہر مقصود سے بہرے وہ گیا اور اوسکی آرزو کا حال سنا کر کہنے لگا کہ بزرگون کو لازم ہے کہ خوردون پر مہربانی
کرین اونکا دامن تمنا کو گل مراد سے بہرین اس بات کو اوسنے قبول کیا اور کہا کہ مین ضرور آؤنگا کیونکہ یہ سنت نبوی ہی
جو کوئی اوس سے پہرے قعر جہنم مین گرے مگر آج مجہے کام ہی کل صبح کو آؤنگا یہ خبر حسن بانو کو پہونچی کہ کل وہ چار گہڑی
دن چڑہے شاہ صاحب اپنے چالیسون خادمون کو لیکر رونق افزا ہونگے اس خبر کے سنتے ہی اوسنے اقسام اقسام کے
کہانے پکوائے اور کئی خوان میوے اور مٹہائی کے تیار کرلیے اور کئی کشتیان ابریشمی زربافی زر و جواہر
و اشرفیون کی بہی شاہ صاحب کی نذر کیواسطے درست کر رکہین اس امید پر کہ درویش زمانہ کل آ کے
تو مین یہ کشتیان انکی آگے دہرونگی اور عجز و انکسار سے اونکے پاؤن پر گرونگی اتنے مین صبح ہوئی کہ وہ درویش زمانہ
سونے اور چاندی کی اینٹون پر پاؤن رکہتا ہوا حسن بانو کے گہر تک پہونچا ابیات کرون وصف اوسکا مین کیا
وہ ظاہر مین انسان تہا سربسر جو باطن پہ اوسکے کرو تم نظر تو شیطان سے بہی ہی ابلیس تر کہ نہ بالی کا خطرہ نہ بوڑہی کا غم
وہ تہا قتل کرنے مین تیغ دو دم حسن بانو نے دروازہ سے نشستگاہ تک فرش زرین بچہوا رکہا تہا وہ اوسکو
روندتا ہوا مسند شاہانہ پر آ بیٹہا اور خواجہ سرا زر و جواہر کی کشتیان اوسکے پاس لائے اوسنے کسی کو
ہرگز قبول نہ کیا اور کہا کہ یہ اسباب میرے کس کام کا ہی پہر وہ اندر گئی اور کئی خوان پوشاک کے لے آئے اوسنے
اونکو بہی پسند نہ کیا پہر وہ محل مین گیا اور بہت سے خوان میوے اور شیرینی کے لے آئے اور بڑا سا ایک دسترخوان
لطیف و پاکیزہ بچہا کر اوسے چننے لگی اور خوان سونے چاندی کے باسنون سے بہرے تہے اور اونمین اقسام اقسام کے
کہانے دہرے تہے اور فرش شاہانہ بچہے تہے اور زربفت کے پردے کلابتون کی ڈوریون سے دالان کے در مین بندہے
اوسکے آگے جہومتا تہا اور خود لباس زرین اور جواہر سے سجا ہی جڑاؤ اسکی چلمچی آفتابہ

اور ہاتھ منہ دہلوا کر سامنے بلوا با ادب کھڑی ہو کر عرض کرنے لگی کہ ہماری بی بی اس بات کی امیدوار ہی کہ خداوند کچھ
تناول کرین اس بات کو سنکر وہ مکار کھانے لگا اور اوس سونے چاندی کے اسباب کو بھانپنے لگا اور ہر نوالے پر اپنے جی مین کہتا تھا
کہ برزخ سوداگر کوئی بڑا مالدار تھا جو اسطرح بادشاہون کیطرح مال و اسباب اپنے گھر مین چھوڑ گیا چاہیے کہ اس سبکو
اجلی رات کیطرح اپنے گھر لیجاے اور غنیمت سمجھے اس اندیشہ مین اوس ملعون نے تھوڑا بہت کھانا زہر مار کرکے
ہاتھ کھینچا [illegible]
[illegible] رات ہوئی اور [illegible] دن [illegible]
کاروبار مین دن بھر کی تھکی ہوئی تھی رات کو سوتے ہی بے اختیار پاؤن پھیلا کر سو رہی تھا اونہون نے کوٹھون کے دروازے
اور دروازے بند کیے تھے اوس اسباب و جواہر کو ٹھکانے رکھا پھر رات کی بعد وہ ڈکیت انسان صورت شیطان خصلت اپنے
وہین چالیسون چورون کو ساتھ لیکر اوس حویلی مین آیا اور تمام زر و جواہر مال و متاع غارت کرنے لگا اس عرصہ مین جو
تھوڑے بہت لوگ جاگ اوٹھے اون لوگون کی ہاتھ سے زخمی ہوے اور کچھ مارے گئے حسن بانو اپنی کوٹھی کی کھڑکی سے جھانک
کر دیکھتی تھی اور انکو پہچان کر ہاتھ مل کر کہتی تھی کہ افسوس یہ تو موا وہی خانہ خراب درویش ہی اور اوسکے
ساتھی ہین اسکا علاج کوئی کیا کرے غرض رات تو اسی بپتا مین کاٹی مگر صبح کو اون مردون زخمیون کو چارپائیون پر
ڈالکر بادشاہ کے در دولت پر لیگئے اور فریادیون کیطرح جاکر کھڑی ہوئی اور با آواز بلند دہائی دیکر کہنے لگی کہ مین لٹ گئی
بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کون ہے اور کسکے ظلم سے بلبلا رہی ہی خبردارون نے عرض کی کہ اے خداوند برزخ سوداگر کی بیٹی
دو چار چارپائیون پر کئی مردے اور کئی زخمی لائی ہی اور رو کر عرض کرتی ہے کہ اگر جہان پناہ اپنی مہربانی سے نزدیک
بلوائین تو یہ لونڈی کچھ حال اپنی واردات کا حضور مین ظاہر کرے اس بات کو سنتے ہی بادشاہ نے اوسے بلوایا اور حال پوچھا
اوسنے مجرا کر کے کہا کہ عمر و دولت خداوند کی ترقی ہو اور مہر انصاف سپہر حق پرستی پر تا قیامت جلوہ گر رہے کل دن کو اس
لونڈی نے اوس فقیر کی مہمانی کی تھی سو اوسنے یہ غضب مجھ پر ڈالا کہ پھر رات گئی اپنے چالیسون رفیقون سمیت آکر مجھ غریب
کے گھر کو لوٹا اور دس بیس کو زخمی کیا دو چار کو مار ڈالا گیارہ لاکھ روپیہ کے قریب زر و جواہر نقد و اسباب لے گیا
اوسکا منہ کالا کیجے کہ اسقدر ظلم و ستم اوسنے اس عاجز پر کیا اسکے سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا اور کہنے لگا اے نادان بیوقوف
تجھے شعور ہی جو ایسے ولی کو اسطرح کی تہمت لگاتی ہے وہ تمام جہان کی چیزون سے نفرت رکھتا ہے حسن بانو نے پھر عرض کی کہ اے
کافر کو ولی نہ کہیے یہ تو شیطنت مین شیطان سے بھی زیادہ ہے آپنے ارشاد فرمایا ہے ۵ اسکو کسطور سے کہین انسان
زادہ شیطان ہے اس بات کو سنتے ہی وہ اور بھی غضبناک ہو گیا اور تاؤ پیچ کھا کر کہنے لگا ارے کوئی ہے جو اس بدبخت
کو سامنے سنگسار کرے کہ یہ اپنی سزا کو پہنچے تو عبرت ہو کہ پھر کوئی ایسی حرکت نکرے کہ ایسے بزرگ کو
مین ایک وزیر نیک خواہ نے پایہ تخت شاہی چوم کر عرض کی جہان پناہ یہ وہی برزخ سوداگر کی لڑکی ہے

کہ جسکے سر پر خداوند ہمیشہ دست شفقت پھیرتے تھے اور پیار کرکے اپنے پاس بٹھاتے تھے آج اوسکو سنگسار کرتے ہیں اگر اسکو
تمیں سنگسار کیا تو ان غلاموں کو دل سے خداوند کی مہربانی اور بندہ پروری فرزندوں کے حق میں اوٹھ جائیگی اور ہر ایک
اسی اندیشہ میں ہلاک ہوگا کہ جہاں پناہ بعد ہمارے فرزندوں سے بھی یہی سلوک کرینگے جو لڑکی کے ساتھ کرتے ہیں اس
خیال کو اپنے جی میں جگہ دیکر کنارہ کش ہونگے اور فرصت پاکر بھاگ جاوینگے اغلب ہے کہ غنیموں سے ملیں اور خداوند سے دشمنی
کریں یہ حقیقت عرض کرنی واجب تھی عرض کی آگے جو مرضی خداوند کی اس بات کو سنکر بادشاہ نے کہا اے دانشمند تیری سفارش سے
اور برنج سوداگر کی خاطر سے اسکی جان بخشی کی پر اپنا بھلا چاہتی ہے تو آج ہی اس شہر سے نکل جائے بلکہ حضور عالی سے جاکر
اوسکو بیرون شہر نکال دیویں اور زر و جواہر سب لیکر جھاڑو کی تنکے تک اسکا اسباب توشہ خانہ میں داخل کریں اس ہدایت کے سنتے ہی
فوج بادشاہی گئی اور اوسکو اوسکے گھر سے دربدر کرکے مال و اسباب لوٹ جو اوس فقیر کی ہاتھ سے بچا تھا وہ سب لے آئے
اور وہ غریب تن تنہا وہاں سے نکلکر کسی جنگل میں دائی سمیت چاروں طرف گھبرائی گھبرائی پھرتی تھی اور رو رو کے اپنی
دائی سے کہتی تھی کہ اے مادر مہربان ایسی مجھسے کیا خطا ہوئی جو میں عذاب میں گرفتار ہوئی وہ اوسکو گلے لگا کر اور بلائیں
لیکر دلاسا دیتی تھی کہ بابا گردش فلکی سے کچھ چارہ نہیں صبر کر اگر خدا فضل کریگا تو سب کچھ ہو جائیگا اسی صورت سے
گریہ وزاری کرتی ہوئی دائی سمیت درخت کے نیچے خاک پر سو رہی کیا خواب دیکھتی ہے کہ ایک شخص بزرگ صورت
نیک خصلت سفید ... کپڑے پہنے عصا ہاتھ میں لیے گلے میں تسبیح ڈالے کھڑاویں پہنے کھڑا کہتا ہے کہ بابا تم نے کہا اور
اندیشہ نکر وہ کریم کارساز ہے اوس سے کچھ عجب نہیں جو تجھے پھر اوسی مرتبہ کو پہونچاوے چنانچہ اس درخت کے نیچے
سات بادشاہت کی دولت گڑی ہے حق تعالی نے تیرے واسطے یہاں چھپا رکھی ہے اب تو اوٹھ اور اس خزانہ کو
اپنے تصرف میں لا دل کو خدا کی یاد میں رکھ اوسنے کہا میں عورت ناتوان کیونکر اس دولت بیشمار کو اپنے تصرف میں
لاؤں اوسنے کہا کہ ایک لکڑی سے تھوڑا سے کھودا ورق قدرت خدا دیکھ کہ وہ مشکل کیونکر آسان کرتا ہے یہ سنتے ہی
حسن بانو چونک اوٹھی اور اپنی دائی سے کہنے لگی آخرکار اوسنے تھوڑی سی لکڑی سے کھودا تو سات کوٹھڑیاں اشرفیوں سے
بھری ہوئی اور صندوق ہر طرح کے جواہر موتی سمیت جوہر مرغابی کے انڈے کے برابر تھے دکھلائی دیا
حسن بانو اس دولت خداداد سے بہت خوش ہوئی اور سجدہ شکر ادا کرکے اپنی دائی سے کہنے لگی کہ اماجان تم
اسی گھڑی شہر کیطرف جاو اور ہمارے کیلئے لوگ اور کچھ کھانے پینے کی قسم سے لاؤ اوسنے کہا کہ جانی میں تمکو
تنہا چھوڑکر کیونکر جاؤں اور اونکو کیونکر لاؤں اگر تیرے پاس کوئی اور رہتا تو مضائقہ نہ تھا یہ مجھکو ڈر ہے کہ
کہیں کوئی آفت نہ آوے اسی بات چیت میں تھیں کہ حسن بانو کا کوئی نوکر فقیری بھیس بنائے آنکلا
بے اختیار پاؤں پر گرنے لگا حسن بانو نے اوسکو گلے سے لگایا اور رو کر دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ حق تعالی
اسقدر زر و جواہر دیا ہے کہ جسکا حساب نہیں اور اچھے اچھے مزدور اور معمار بلا لا کہ وہ ایک عمارت عالیشان طیار

کیونکہ یہ منظور ہے کہ مین ایک شہر بہت بڑا بساؤن اوسکا نام شاہ آباد رکہون مگر یہ حال تو کسی پر ظاہر نکرنا وہ
یہ بات سنکر کچہ تہوڑا بہت روپیہ لیکر شہر مین گیا اور اوسکے اقربا جو جا بجا تباہ بہیک مانگتے پہرتے تہے ان
سبہون کو بخوبی جمع کرکے اوسکے پاس لے آیا حسن بانو کو دیکہکر وہ سب خوش ہوئے اور ایک خیمہ بہت
بڑا کہڑا کرکے آپس مین رہنے لگے اس کاروبار سے جب فرصت اوسنے پائی تب وہ پہر آیا اور معمارون کے
سردار سے ملاقات کرکے کہنے لگا کہ تم تہوڑے کاریگرون کو اپنے ہمراہ لیکر فلانے جنگل مین چلو مجہے کچہ تمسے
کہنا ہے اوسنے یہ بات قبول کرکے اپنے عملے سمیت اوسکی ہمراہی اختیار کی وہ اونکو اپنے ساتھ لیے ہوئے حسن بانو
کے پاس آیا اوسنے بہت سی تسلی اور انعام دیکر جس کام کے واسطے بلوایا تہا اوسمین لگا دیا چند مہینے کے بعد جب ایک
حویلی ستہری سی بنوا چکی تب معمارون سے کہنے لگی کہ اب تم اوسکے گرد شہر عالیشان کا ڈول ڈالو اور اوسے آباد کرو
اونہون نے عرض کی کہ بادشاہ کی بے مرضی اتنا بڑا شہر یہان بسانا اچہا نہین یہ سنتے ہی حسن بانو لباس مردانہ پہنکر ایک
عربی گہوڑے پر سوار ہوکر تہوڑے سے پیادون کو آگے رکہ ایک خوان جواہر اور ایک ہور یاقوت کا اپنے ساتھ
لیکر شہر کی طرف روانہ ہوئی یہ خبر بادشاہ کو پہونچی کہ ایک سوداگر بچہ نہایت عمدہ حضور کی قدمبوسی کی آرزو رکہتا ہے
اور در دولت تک آپہونچا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو نہایت عزت و حرمت سے حضور مین حاضر کرو لوگ
اوسکو ہاتہون ہاتہ امتیاز کے ساتھ حضور مین لے آئے وہ مجرا گاہ مین کہڑے ہوکر آداب قواعد بادشاہی سے
تسلیمات و کورنشات بجا لائی اور نذر کے خوان زیر تخت رکہکر مہربانی کی امیدوار ہوئی بادشاہ اوسکو دیکہکر
خوش ہوا شفقت سے احوال یون پوچہنے لگا کہ تم کس شہر کے رہنے والے ہو اور کس کام کو یہان آئے ہو
تمہارا کیا نام ہے وہ ہاتہ باندہ کر عرض کرنے لگی کہ مین فلانے سوداگر کا بیٹا ہون قبلہ گاہی گردش زندگی سے
فلانے شہر کے قریب فلانے جنگل مین چند روز ہوئے مر گئے امیدوار ہون ایک شہر آباد کرکے اوسکا نام شاہ آباد
رکہون بادشاہ اس سخن سے نہایت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ دیکر کہنے لگا کہ اے جوان صالح تیرے ماں باپ
نہین ہین تو آج سے اونکی جگہ مجہکو سمجہ میری فرزندی مین داخل ہو چکا ہے سو کہ جہان چاہے وہان رہ
کچہ اندیشہ خاطر مین نلا جو چاہے سو لیجا کہا جہان پناہ مین نے اس سخن کو پسند کیا اور اوسنے اوسکا نام [illegible]
رکہا پہر فرمایا اے فرزند ارجمند وہ جنگل یہان سے بہت دور ہے جی چاہتا ہے کہ ایک شہر اپنے نام سے تو اس شہر کے
قریب آکر اور اوسمین بخوبی رہ اوسنے عرض کی کہ جہان پناہ نزدیک دار السلطنت کے دوسرا شہر آباد کرنا ترک ادب ہے
اگر حضور سے ارشاد ہو تو اس جنگل مین جلد شہر بسائین بادشاہ نے اسکو اجازت دی بلکہ فرمایا کہ سرکار [illegible] اور
اس شہر کے آباد کرنے مین مشغول ہو غرض وہ بہی ایک مہینے مین تین بار حضور مین مجرے کو آتی اور [illegible]
انعام دیکر تاکید کرتی کہ جلدی تیار کرو وہ اونکے کہنے کے سبب سے کبہی نہین مصروف رہتی اور نہایت سرگرمی سے [illegible]

تعمیر کرنے مین رات دن مستعد رہے تھے دو برس کے بعد ایک شہر عظیم آباد کیا نام اوسکا شاہ آباد رکھا کاریگرون کو بہت سا انعام و خلعت دیکر رخصت کیا پھر تو حسن بانو اکثر بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہونے لگی ایک دن بادشاہ کے مجرے کو وہ آئی اور حضرت اسوقت اُس درویش بزرگ صورت شیطان سیرت کے گھر جایا چاہتے تھے حسن بانو کو دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ای فرزند آج جی چاہتا ہی کہ ہم تم دونو اُس بزرگ درنیک کردار کی خدمت مین حاضر ہوکر سعادت دارین حاصل کرین کیونکہ ایسے غوث زمانہ کی زیارت نجات کی صورت ہی بسم اللہ کیجیے حسن بانو نے عرض کی خداوندا ایک تو ایسے بزرگ کی قدمبوسی سے دونون جہان کی خوبی حاصل ہوتی ہی دوسرے جہان پناہ کے ہمراہ رکاب چلنا اسبابت کے سوا میرے حق مین کیا بہتر ہی جو کرون اور آپ کے ساتھ چلنا ضرور ہی کہ اُسکا گھر میرے واسطے خانہ گور ہی اور اس دولت عظمی سے ہاتھ اوٹھاؤن مگر جی مین کہتی تھی کہ ایسے شیطان مجسم کی صورت دیکھنا ہو نہین لیکن کیا کرون مطیع بادشاہ ہون حاصل کلام بادشاہ کے ساتھ اُس فقیر کے گھر گئی اور بادشاہ اُسکی تعریف اُس شیطان مجسم کے آگے کرنیلگا ماہروشاہ کے نام سے یہ مشہور تھے اپنا سر جھکا کر تعریفین سنتے تھے اور جی مین کہتی تھی کہ اسقدر مجھپر سرفرازی جہاں پناہ کرتے ہین یہ سبب جواہر کی تعریف ہی یہ مین تو وہی اُسی برزخ سوداگر کی بیٹی ہون کہ جسکو اپنے شہر سے ہی نکلوا دیا تھا اور مال و خزانہ لوٹ لیا تھا اتنے مین بادشاہ اُٹھا اور اس فقیر سے رخصت ہونے لگا ماہروشاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کی اگر پیر و مرشد اس کمترین کے گھر مین قدم رنجہ فرمائین تو عین سرفرازی و بندہ نوازی ہی اور یہ بات بزرگونکی خصلت سے بعید نہین اُس انسان صورت شیطان سیرت نے کہا کہ بابا البتہ مین آؤنگا ماہروشاہ نے پھر بادشاہ سے عرض کی کہ میری حویلی شہر سے بہت دور ہی شاہ صاحب کو تصدیع ہوگی صلاح یہ ہی کہ یہان ایک حویلی برزخ کے سوداگر کی قابل بادشاہون کے ہی بالفعل خالی پڑی ہی اگر خداوند دو چار روز کے واسطے عنایت کرین تو یہ غلام ایسے ولی کی خدمت قرار واقعی کرے اور دولت بیزوال سے بہرہ مند ہو بادشاہ نے کہا کہ ای فرزند تو نے اسکی خبر کہانسے پائی اکثر اس شہر کے رہنے والے اُسکی تعریف کرتے ہین بادشاہ نے کہا ای ماہروشاہ حویلی تجھی کو بخشی اسبابت کے سنتے ہی وہ آداب بجالایا اور اپنے لوگون کو ساتھ لیکر اُس حویلی مین داخل ہوا اور اُسکو حیرت دیکھکر بے اختیار در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر رو دیا لوگون سے کہا کہ اسکی مرمت کرکے جلد درست کر دو یہ کہکر اپنے گھر چلا گیا ایک پابعد ضیافتون کا سر انجام کرکے اُسمین بھیجا اور کئی خوان چاندی سونے کے جڑاؤ باسنون سمیت اور بہت سا اسباب زر تار و زر بفت اور ایک بدم طلا اور ایک طاؤس یاقوتی اور بہت سا جواہر بیش قیمت اپنے ساتھ لیا پھر تو کیونکر اُس حویلی مین چھوڑ کر بادشاہ کے پاس گیا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا کہ جہان پناہ ارادہ ہی کہ چند روز برزخ سوداگر کے مکان مین رہون سلام مجرے کو بھی حضور حاضر ہوا کرون لیکن کل اپنے پیر و مرشد کی تواضع کرون بادشاہ نے فرمایا بہت بہتر یہ تیرا اختیار ہی بلکہ جانا بادشاہت کا بھی تجھے اختیار ہی وہ اُسکا آداب بجالایا اور عرض کرنے لگا کہ اسقدر بندہ نوازی اور اتنی سرفرازی خداوند کی محض ذرہ پروری ہی حضور سے بادشاہ عالم پناہ کا اقبال بعد ازاں غرض بادشاہ سے رخصت ہوا اور اپنے باپ کے گھر آکر ضیافت کی تیاری کی

پھر ایک آدمی سے کہا کہ تو جا کر اُس فقیر مکار کی خدمت میں اس عاجز کی طرف سے بعجز عرض کر کہ کل تشریف آوری فرماؤ تو گویا کمترین کو سرفراز کرو
قبول لو غرض وہ گیا اور اسکے بموجب عرض کی اُسنے اسبات کو قبول کیا صبحکو آسی اپنی عادت سے فقیروں کو ساتھ لیے ہوئے سونے
چاندی کی اینٹوں پر پاؤن رکھتا ہوا چلا ماہرو شاہ نے فرش مکلف اور مسند شاہانہ سے ایک مکان پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا
اُسمین داخل ہوا شاہزادہ نے اُسکو مسند شاہانہ پر بٹھا دیا خوان زر و جواہر مع طاؤس مرصع نذر دیے فقیرون نے قبول نہ کیے
تب اُسنے تمام طاقوں پر چنوا دیے اسلیے کہ انپر فقیر کی نظر پڑے پھر کئی خوان میوہ کے منگوائے اور ایک دسترخوان زربفت کا بچھوایا
چار لونگ سنگ یشب کے باسنوں میں طرح بطرح کے اور قسم قسم کے کھانے نکالکر چنے اور گنگا جمنی چلمچی آفتابہ سے ہاتھ دھلوا کر عرض کی
کہ پیر و مرشد کچھ آلائش کریں اور اس کمترین کو سرفراز فرمائین اس بات کو سنکر بد اندیش نے ہاتھ بڑھایا اور اپنے اُنہیں چالیسوں
فقیروں کو ساتھ کھانا کھایا تھوڑا سا کھا کر کہا فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا نہیں چاہیے کیونکہ اگر بہت کھائینگے تو عبادت الٰہی نکر سکینگے
ماہرو شاہ نے پھر عرض کی کہ پیر و مرشد اس کمترین کی تسلی نہیں ہوتی دو چار نوالے آپ اور بھی تناول کرین اُسنے کہا تیری
خاطر سے کھا لیا ورنہ تمام دن رات میں دو چار نوالے کھاتا ہوں آٹھ پہر یاد خدا میں مشغول رہتا ہوں کیونکہ جو زیادہ کھاوے وہ عبادت
کیا خاک کرے اور دلمین کہتا تھا کہ یہ سبکا سب ہی اپنا ہے کہاں جاتا ہے پھر ایک مرصع کا عطردان اور پاندان آگے لا کر رکھا اُسنے عطر
گھڑی دو گھڑی کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھر آیا اور اُن چورون سے کہنے لگا کہ یہ کہا صاحب حلال ہے کہ ہم تم آج ہی کی رات چلکر تمام اسباب
چرا کر لیجائین یہ اسی گفتگو میں تھے کہ رات ہو گئی تب اُسنے چورون کے کپڑے پہنے اور انہیں چالیسون کو ساتھ لیکر آدھی
رات کو اُسکی حویلی کی طرف چلا ماہرو شاہ نے اپنے لوگوں سے پہلے ہی کہہ رکھا تھا کہ تم آج کچھ اسباب کہیں سے سمیٹنا جہاں کا تہاں
پڑا رہنے دینا مگر مستعد بیٹھے رہنا اور ایک رقعہ شہر کے کوتوال کو لکھ بھیجا کہ آج کی تاریخ ڈاکہ پڑنے کی خبر ہے تم تھوڑے سے لوگ
لیکر جلد آؤ اور ایک کونے میں چھپے گھات میں رہو جسوقت اُس حویلی سے آواز بلند ہو اُسی گھڑی تم آ پہونچنا اور چورون کو
باندھ لینا کوتوال یہ خبر سنتے ہی سو دو سو پیادوں سے اُسکی حویلی کے دائیں بائیں آ کر بیٹھ رہا کہ اتنے میں وہ اجل گرفتہ
ایک بارہ لیکر اُسکی حویلی میں پہنچا اسباب غارت کرنے لگا غرض ہر ایک نے ہر ایک طرح کے اسباب کا گٹھر باندھ کر اپنے سر پر لیا
وہ درویش بھی اُس طاؤس کو لیکر حویلی سے باہر نکلا چاہتا تھا کہ لوگ جو اُسی لاگ پر لگے ہوئے تھے اپنی جگہ سے کود پڑے اور انکو باندھنے لگے
جھٹ پٹ اُن سبھوں کی مشکیں باندھ لیں اور گٹھریاں اُنکے گلے میں ڈال دیں غرض اسقدر شور و غل ہوا کہ کوتوال خود چلا آیا
اُنہوں نے عرض کی کہ اب بھی اس سے خبردار رہیں صبح کو حضور عالی میں لیچلیں پھر وہانسے جو حکم ہو گا سو کیا جائیگا حسن بانو نے انکو
دیکھکر خوش ہوئی اور اپنے نوکرون کو انعام دیکر ٹھنڈے جی سے پاؤن پھیلا کر سو رہی اتنے میں صبح ہوئی بادشاہ نے برآمد ہو کر
تخت سلطنت پر جلوس فرمایا وزیر و امیر وغیرہ اور نواب مجرا کر کے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہوئے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ آج رات شہر میں
کیا شور و غل ہوا تھا اتنے میں کوتوال اُن سبکو باندھے ہوئے آ پہونچا اور آداب شاہی بجا لایا عرض کرنے لگا آج پہر رات گئے بیزخ
سوداگر کی حویلی میں ڈاکہ پڑا یہ کمترین خبر اس حال کی دریافت کرتے ہی وہاں پہونچا اور انکو مع زر و جواہر باندھ کر حضور ہی میں

لے آیا ہون مگر معلوم ہوتا ہی کہ شاید بیتے انکو کہین دیکہا ہے ظاہر صورت آشنا ہے نظر پڑتے ہین وہ یہ عرض کر رہا تہا
اتنے مین ماہرو شاہ آیا اور مجرا تواعد بادشاہی سے ایک کرسی جواہر پر بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچہا کہ ای فرزند ارجمند کیا
تمہاری حویلی مین شب کو چور آئے تہے اس نے کہا جہان پناہ کوتوال شہر بروقت پہونچا نہین تو گہر لٹتا اور مین مارا
جاتا یہ سنکر بادشاہ نے فرمایا انکو ہمارے روبرو حاضر لاؤ وہ اسیطرح لے آئے بادشاہ ہنسا اور کہنے لگا کہ ای فرزند یہ تو ہمارے ازرق
شاہ معلوم ہوتے ہین جب تک بلایا تو وہی شاہ صاحب تہے انکی چالیسون مریدیہر کو کوتوال کو حکم کیا کہ تو انکی گہٹریان اور
گہر مین کہول اسباب دکہلا اسنے انکا جا کر دیکہا تو ہر ایک کے پاس مال وزر کتنے ہین اور پہانسیان نکلین بلکہ ازرق کے بہی
گہر مین طاؤس مرصع اور کئی پہانسیان ہاتھ آئین بادشاہ اس حال کو دیکہکر متعجب ہوا اور غضب سے کہنے لگا انکو سولی دو
کہ پہر کوئی ایسا کام نکرے حسن بانو نے جب دیکہا کہ دشمن اپنے ساتہیون سمیت مارا گیا کرسی سے اٹہی اور ہاتھ باندھ کر
عرض کرنے لگی کہ جہان پناہ یہ لونڈی خانہ زاد موروثی بہزرخ سوداگر کی بیٹی ہے حضرت نے اسی فقیر کیواسطے لونڈی کو
شہر بدر کیا تہا تب بہی اس عاجزہ کی تقصیر نہ تہی چنانچہ یہ میرے باپ کا مال اسی گہر مین ہے اگر خداوند اسکو کہدوائین
تو نکلے اور جہوٹ اور سچ معلوم ہو بادشاہ نے فرمایا کہ مین تجہہ سے نہایت شرمندہ ہون اور حکم دیا کہ اسکا گہر کہدوادین
جب کہدوا تو تمام مال بہزرخ سوداگر کا نکلا حسن بانو نے اسکو بادشاہ کے نذر کیا اور عرض کی خداوند امیدوار ہے
کہ اگر آپ اس بیکس کے ہان قدم رنجہ فرمائین تو یہ لونڈی بہت کچہہ رکہتی ہے سب حضور عالی مین گزرانے
اور اپنی حقیقت ظاہر کرے بادشاہ نے قبول کیا وہ حضور سے رخصت ہوکر اپنے شہر مین آئی اور تمام شہر آئینہ بندی
سے آراستہ کیا وہ تین روز کے بعد بادشاہ نے شہر کی طرف کوچ کیا جب نزدیک پہونچا استقبال کے واسطے
باہر آئی اور قدمبوس ہوکر محل مین لیگئی ایک مسند شاہانہ پر بٹہا کر دوسرا طاؤس مرصع اور کئی خوان زر وجواہر کے
آگے رکہے بادشاہ انکو دیکہکر خوش ہوا پہر آسنے ساتون کنوے زرین سرخ کے بہرے ہوے دکہلائے
اور ہاتھ باندہکر عرض کی کہ اہلکارون کو حکم ہو کہ اس مال واسباب کو چہکڑون پر لدوا کر بہجوا دو وہ متصدیون سمیت
کنوے پر گئے کیا دیکہتے ہین کہ ساتون کنوے زر سرخ سے مالا مال ہین جو ہین چاہا کہ نکالکر لادین وہ سب زر سانپ
بچہو کی صورت ہوگیا وہ اس واردات سے ڈرکر بادشاہ کے پاس گئے اور اس حال کو ظاہر کیا بادشاہ
حیران ہوا اور حسن بانو کے چہرے کا رنگ زرد ہوگیا تب حضرت نے فرمایا کہ کچہہ اندیشہ نہ کر حق تعالی نے تیری قسمت مین
لکہا ہے دوسرا اسکو نہ لے سکیگا وہ تسلی آمیز باتون سے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی اگر حکم ہو تو اسکو راہ خدا
مین صرف کردون بادشاہ نے پروانگی دی اور رخصت ہوکر دولتخانہ مین تشریف لیگئے اور حسن بانو اپنے مکان کو
واپس آئی بادشاہ نے فرمایا کہ تہوڑے لوگ فوج مین سے اسکی حفاظت کے واسطے وہان چہوڑے
آسنے اوسی روز سے ایک مسافرخانہ عالی شان بنایا ہر ایک مسافر کو کہانا کپڑا نقد وجنس دیتی اور رخصت کرتی

غرضکہ جو کوئی کہین کا ادہر کے شہر مین آتا تھا یہ اُسکو اُسکی قدر کے موافق خرچ دیکر رخصت کر دیتی تھی چند روز مین مسافر لوگون
نے یہ چلن اور وصف اُسکا گانون گانون مین مشہور کیا کہ ایک نئے شہر مین ایک لڑکی ایسی مروّت و سخاوت رکھتی ہے
کہ ہر بندۂ خدا کا سر اپنے بار احسان سے جھکا دیتی ہے اور اپنی شیرین سخنی سے ہر ایک بشر کو غلام کر لیتی ہے حق تو یہ ہے کہ
ایسی ہنسی خوشی اور نوکر ہی اُسکے امانت دار مین ہر ایک محتاج اور غریب کو روپیہ اور اشرفیون سے نہال کر دیتی ہے
اُسکا نام زمانہ مین سخاوت کے باعث چاند اور سورج سے بھی زیادہ روشن ہے یہ خبر رفتہ رفتہ شہر خوارزم مین پہونچی
وہانکا بادشاہ لشکر عظیم اور ملک وسیع رکھتا تھا ایک بیٹا اُسکا منیر شامی نام چودہ برس کا نہایت حسین اور خوبصورت
تھا اتفاقاً حسن بانو کی سخاوت و خوبصورت ہونیکا آوازہ سنتے ہی عاشق ہوگیا اور ایک مصور کو بلوا کر کہا کہ مین اسقدر
روپیہ تجھے دیتا ہون تو شاہ آباد مین جا اور حسن بانو کی تصویر جسطرح ہو سکے کھینچ لا اُس نے مہینے کا وعدہ کر کے رخصت
ہوا اور شاہ آباد کے قریب جا پہونچا حسن بانو کے نوکر اسی کام کے واسطے مقرر رہتے ہر ایک مسافر کو اپنے اپنے مکان پہ
لیجاتے اور اچھے اچھے کہانے کہلاتے جب اُسکو رخصت کرتے تب اُسکو اپنے پاس لے آتے اُسکا احوال پوچھتے
اور اُسکے حال کے موافق دیکر رخصت کرتے اسی صورت سے وہ لوگ اُسکو حسن بانو کے پاس لے آئے تب اوسنے
ایک پردہ ڈال کر اپنے پاس بلوایا اور احوال پوچھا اوسنے عرض کی مین اس بات کا امیدوار ہون کہ یہ باقی عمر آپکے
سایۂ دولت مین بسر کرون اُسنے کہا تو کیا کام جانتا ہے وہ بولا مین مصوری کا کام جانتا ہون جسکی تصویر چاہون پس پچھ
کھینچون اوسنے نوکر رکھا تھوڑے دنون مین خیال آیا کہ اپنی تصویر کھنچوا لیجے اُسکا جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا ایک دن
اُسکو بلوایا اور کہا اے مصوّر میری تصویر بے دیکھے کھینچ اوسنے کہا آپ کوٹھے پر چڑھ جائین اور ایک لگن پانی سے
بھروا کر زیر دیوار رکھوا دین مین پانی مین ذرا عکس دیکھ لون تو آپکی تصویر ہو بہو کھینچون اُسنے ایک طشت پانی سے
بھر کر جلد دیوار کے تلے رکھوانے کا حکم دیا نوکرون نے ویسا ہی کیا وہ اوپر گئی اور پرچھائین پانی مین پڑی مصوّر
نے ایک نظر پانی مین اُسکی شبیہ دیکھ لی اور اپنے گھر آکر دو تصویرین کھینچین جو تصویر تھی سو اپنے پاس رکھی اور
ایسی ویسی حسن بانو کے حوالے کی اُسنے اُسکو بھی پسند کر کے لیلیا اور انعام دیکر رخصت کیا مصوّر تھوڑے
دنون مین منیر شامی کے پاس جا پہونچا وہ تصویر دیکھتے ہی غش کر گیا جب ہوش مین آیا یہی جی مین ٹھرائی کہ چل نکلیے
آخر فقیرون کا بھیس بدل کر تن تنہا نکلا اور شاہ آباد کی طرف راہی ہوا ایک مدّت کے بعد شہر مین پہونچا پر کچھ نہ کہاتا
خبردارون نے یہ خبر حسن بانو کو پہونچائی کہ ایک مسافر شہر مین ایسا آیا ہے کہ وہ کچھ نہ کہاتا ہے اور نہ کسی سے
بات کرتا ہے حسن بانو نے اُسکو اپنے پاس بلوایا اور کہا اے مسافر تو نے کہانا پینا کیون چھوڑا اور اس قدر نقد کیون
نہین لیتا اگر لیتا تو کہین نہ کہین تیرے کام ہی آتا بلا سے کچھ تو لے اُسنے کہا کہ زر و جواہر کو محتاج ہو کر نہین
آیا ہون مین بھی بہت سی دولت و حشمت رکھتا ہون بلکہ شہر خوارزم کا شہزادہ ہون اُسنے کہا اگر شہزادہ ہے تو فقیر کا

سا حال کیون بنایا ہے بولا کہ مین تیری تصویر دیکھکر و یہ تصورا اپنی شہزادگی کو خاک مین ملا کر شہر سے نکلا خاک چھانتا ہوا یہانتک
آپہونچا فقط آرزو ہے وصال رکھتا ہون جو بات سچ تہی سو کہی آگے تیری مرضی جو چاہے سو کر اس بات کو سنتے ہی
بے تامل سر نیچا کر لیا ایک دم کے بعد کہا ای جوان اس خیال کو دل سے دور کر کیونکہ اگر خاک ہو کر ہوا کے ساتھ
اوڑتا پھریگا تو بھی میرے ایک رونگٹے کی برابر نہ پہونچیگا منہ دیکھنے کا تو کیا ذکر مگر وہ شخص جو میری یہ ساتون
شرطین پوری کرے تب شاہزادہ بولا کہ مین تیرے دروازہ پر اپنی جان دونگا وہ مسکرا کر بولی جان دینا آسان
ہے مگر میرا دیکھنا مشکل تب اوسنے کہا تمکو اپنی جان کی قسم ہے وہ سوال کون ہین مجھے کہو تب حسن بانو بولی
پہلا سوال تو یہ ہے کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ کی ہوس ہے اسکا جواب دے اسنے کہا وہ کہان ہے اور
کب سے یہ سخن کہتا ہے یہ بات سنکر وہ ہنسی اور کہنے لگی کہ کیا خوب اگر مین جانتی تو تجھسے کیون پوچھتی شہزادہ سنکر
اپنے گریبان مین سر ڈال کر جی مین کہنے لگا اب کیا کرون بن دیکھے مکان کی طرف کیونکر چلا جاؤن پھر اوسنے
کہا ای سراپا ناز میرے حق مین تیرے شہر ہی کا رہنا اچھا ہے اور یہین کے کوچون کا مرنا مبارک ہے یہ سنکر اسنے کہا
ہم ایسے بادہ گردون کو اپنے شہر مین رہنے نہین دیتے اگر آپ سے جاتا ہے تو جا نہین تو بے حرمت ہو کر
نکالا جائیگا شہزادہ اس گفتگو سے مایوس ہوا اور ایک برس کا وعدہ کر کے چلنے کا قصد کیا تب سوداگر بچے سنے جانا
کہ یہ اپنا نقد دل یہان کہو چکا ہے تہوڑے بہت روپے خرچ راہ دیے اور نام پوچھا اسنے کہا منیر شامی القصہ یکبارگی
روتا پیٹتا سر پیٹتا چلا کسی جنگل مین ہنس دیتا کسی پہاڑ سے سر ٹکرا کر رو دیتا پر قدم بڑھائے جاتا اور بہی اس فتنہ انگیز
کی صورت پر کتنے شہزادے وزیرزادے آئے اور انہین سوالون مین گرفتار ہو ہو کر کتنے کافور ہو گئے اور
پتہر سے سر پٹکے مگر اسکا ایک سوال بہی پورا نکر سکے القصہ منیر شامی اوسکی تصویر کو بغل مین دبائے جنگل جنگل
بگولے کے مانند پہرتا تہا پر کہین مطلب کا کہوج نہ پاتا تہا اتفاقاً پہرتے پہرتے ایک جنگل مین جا نکلا اور کسی
درخت کے نیچے بیٹھکر ابر بہار کے مانند زار زار رونے لگا حاتم ہی اسی روز شکار کھیلنے گیا تہا اتنے ہی مین ایک آواز
دردناک اسکے کانمین پڑی اسنے اپنے لوگون سے کہا کہ اس آواز سے خبر لاؤ دیکھو تو اس بیابان مین ایسا
ستم رسیدہ کون ہی جو اسقدر پہوٹ پہوٹ کر روتا ہی غرض کئی شخص گئے اور آکر عرض کرنے لگے ای خداوند ایک شخص
نوجوان فقیرون کی شکل فلانے درخت کے نیچے بیٹھا رو رہا ہے نہ آنکھین کہولتا ہی نہ منہ سے بولتا ہی حاتم اس بات کو
سنتے ہی اسکی طرف آیا چپکا کہڑا رہا دور سے تماشہ دیکھنے لگا وہ بیچارہ درد کے آہین بہرتا تہا اور اپنے جگر کے ٹکڑے
کرتا تہا یہ حالت اسکی دیکھ حاتم بیتاب ہو گیا اور آنکہون سے آنسو بہر لایا اور اپنے جی مین کہنے لگا الٰہی اس غریب
کیا حادثہ پڑا ہے جو ایسا حال ہو گیا غرض اپنے گہوڑے سے اوتر اسکے سرہانے جا کر کہڑا ہوا اور پہر تم ہو پوچہنے لگا
ای جوان رعنا تجہپر ایسی کیا مصیبت پڑی جو تیری یہ حالت ہی اسنے سر اوٹہا کر جو دیکھا تو ایک شخص نوجوان حسین سرو قد

زلف مشکین پادشاہون کی سی پوشاک پہنے ہوئے احوال پوچھا ہی جب اُسنے اِس لطف و شفقت کے ساتھہ آسے
دیکھا بے اختیار بول اوٹھا ای بھائی کیا کہون نہ طاقت تحریر کی نہ قدرت تقریر کی اسکے سوا کوئی نظر نہین آتا جو یہ درد
دل سے دور کرے اور اُسکا علاج کرے حاتم نے کہا تو خاطر جمع رکھہ اور سمجھے کہ کیونکہ مین نے خدا کی راہ پر کمر باندہی ہی تیرے
بہی کام کرنے مین قصور تا مقدور نکرونگا اگر دولت دنیا درکار ہی تو ابہی لے اور اگر کسی دشمن نے ستایا ہی تو اوسکو تیرے
سامنے کردے مارونگا یا آپ ہی مرجاونگا اگر معشوق کے ملنے کی آرزو رکہتا ہی تو وہ بے سعی نہین ملسکتا اسکی تدبیر
کرونگا خدا کے فضل سے اُسکو بہی تجہسے ملا دونگا اگر ہنر کا طالب ہی تو وہ بہی حاضر ہی منیر شامی نے جو اس سے یہ باتین
سنین آفرین و مرحبا کہکر دعائین دین اور کہا ای جوان صاحب وقار تو سلامت رہے جو تم غریبون کو دلاسا دیتا ہی
یہ کہکر وہ تصویر اپنی بغل سے نکالی اور اُسے دکہائی اور پوچھا کہ اب تو ہی بتا کہ بن دیکہے اسکے کیونکر جیون اور اپنا
حال تباہ کسطرح ظاہر کرون حاتم نے جو وہ شکل دیکہی بہچک رہگیا پہر کہنے لگا فی الواقع تیرا ہی ہے اتنا بیتاب نہو ذرا
صبر کر خاطر جمع رکہہ خدا سے دہیان لگا نا امید نہو مین بہی تیرے کام مین قصور نکرونگا جبتک تیرا یار تجہے نہین ملتا
تیرا ساتہہ نہین چہوڑتا غرض اسیطرح تسلی دیکر ڈہارس بندہا کر گہر مین لیگیا وہان حمام کروا پوشاک بدلوائی ضیافتین
کہلائین ناچ دکہلائے دو چار روز اسی طور سے مشغول رکہا پہر ایک دن آسے اداس دیکہکر کہا ای عاشق صادق
مین تجہے ٹالتا نہین اب تیرے مطلب کی تلاش کرتا ہون اور کمر کوشش کی باندہتا ہون شہزادہ ولا میرے کام کا
میرا کام آغاز و انجام نہین رکہتا مین روادار نہین کہ تو عیش و عشرت چہوڑے اور آپکو محنت و مشقت مین ڈالے
حاتم بولا کہ تو نہین چاہتا نچاہ مگر مین اپنے سخن کو تا مقدور نباہونگا اور تجہے تیری محبوبہ سے اگر جیتا بچا تو ملادونگا
غرض اپنے ارکان دولت کو جمع کر کے فرمایا کہ جس صورت سے مسافرونکو مکان ہو کہانا ننگون کو کپڑا
مفلسون کو خرچ جیسے سامنے ملتا ہی اسیطرح میرے آنیکے زمانہ تک سبکو ملے جاے یہ کوئی نہ کہے کہ حاتم
اس شہر مین نہین اب کون کسی کو دے اس امر مین تساہل و تغافل نکرنا بلکہ یہ کاروبار بخوبی جاری رکہنا اس
طرح سے انکو سمجہادیا اور آپ منیر شامی کے ہمراہ شاہ آباد کا رستہ لیا کتنے دنون مین وہان پہونچا حسن بانو کے
لوگ جو مہمانداری پر مقرر رہتے تہے پیشوائی کر کے اُن دونو کو مہمانسرا مین لے گئے قسم قسم کے کہانے لیجا کر روبرو
رکہے اشرفی اور روپیے بہت حاضر کیے اور بہت التماس کیا کہ آپ بے تکلف کہانا نوش جان کیجیے اور زر
سرخ و سفید جسقدر درکار ہو بے تامل لیجیے اُسنے کہا ای عزیز بفضل خدا کے مین محتاج دولت نہین اور طالب زر و جواہر کا
ہوکر نہین آیا ہون حق تعالی نے مجکو بہی سب کچہہ دیا ہی اور بہت سے لوگون کا سہارا کیا ہی میری تو آرزو بہت بڑی ہی
لوگون نے اس بات کو سنکر حسن بانو سے کہا کہ حاتم نام ایک شخص نا نہ وارد تمہارے سوال کا جواب دینے پر مستعد ہی لیکن
منیر شامی بہی اُسکے ساتہہ ہی اُسنے اس ذکر کو سنکر ان دونون کو بلوایا جب وہ آئے تو چلمن کی اوٹ مین بیٹہی اور

اور پوچھنے لگی کہ تمہارا کیا حال ہے حاتم نے کہا شکر ہے جیسے تو ہی اے مہرلقا اپنے مبتلا کو ذرا صورت دکھا کہ اسکے دل کو ذرا تسکین ہوجاوے اور کچھ زندگانی کا پھل پاوے وہ بولی اے بندۂ خدا مین نامحرم کے سامنے کیون ہون اور کسطرح اپنا دیدار دکھاؤن مگر جو تیرے جی مین سمایا تو ان سوالون کو پورے کریگا وہی عقد کے بعد میرے گلشن عیش سے گل راحت چنیگا اور شراب وصل پیے گا

یہ تصویر اس وقت کی ہے کہ حاتم کا پرستان مین آنا اور غائب ہوجانا اور کہنا اسکا
کہ ایک بار دیکھا دوسرے دفعہ کی ہوس ہے



تب حاتم نے کہا کہ وہ کون سے سوال ہین تم اپنی شیرین زبانی سے بیان کرو اور اسکے ساتھ یہ قول بھی دو اگر ان سوالون کو پورا کردن تو تمکو جیسے چاہون دون اسنے اس بات کو مانا اور قرار بخوبی کیا پھر ایک دن دسترخوان پاکیزہ بچھوا کر طرح طرح کے کھانے کھلوا کر تھوڑے بہت روپیے دیے

اور رخصت کیوقت یہ کہا اے حاتم پہلا سوال تو یہ ہی کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے
اسکی خبر لا کہ وہ کون ہے اور کہان ہی اور اوسنے ایسا کیا دیکھا ہی کہ دوبارہ جسکے دیکھنے کی آرزو رکھتا ہی پہلے اسکو پورا کر
پھر دوسری کی فکر کیجیو حاتم نے اس بات کے سنتے ہی منیر شامی کی سپرد کیا کہ یہ میرا بھائی ہی جبتک مین یہان نہ آؤن تب تک اوسکو
اپنی مہمانی مین رکھنا اور خاطر کیا کرنا یہ کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوے اور منیر شامی کو کہانسرای مین چھوڑکر کسیطرف کو چلا [illegible]

پہلا قصہ حاتم کے جانے کا اور پہلی شرط بجا لانے کا

القصہ حاتم تھوڑی دور گیا
تب اپنے جی مین کہنے لگا اب کیا کرون کس سے کہون نے دیکھی بھالی کدہر جاؤن اور اس عقدہ کو کیونکر کہولون مگر اے خدا
یہ مشکل اپنی اور پرائی ہی وہی آسان کریگا مجھسے تو کچھ نہین ہوسکتا یہ کہکر توکل بخدا آگے بڑھا اثنای راہ مین کیا دیکھتا ہے
کہ ایک بھیڑیا قریب ہے کہ ایک ہرنی کو پکڑے اور پھاڑ چیر کر کھا جائے اس بیکسی مین جو اوسنے ہرنی کو دیکھا جلد جاکر
آواز مہناک سے پکار کر کہا کہ اے نابکار کیا کرتا ہی خبردار غریب بچہ والی ہے [illegible] اوسکی جان تو لیے کرتا ہی وہ اس بات کو
سنکر ڈرا اور کھڑا ہوکر کہنے لگا شاید تو حاتم ہے جو ایسے وقت مین اوسکی اڑی آسان کرنے آیا وہ بولا تو نے کیونکر جانا
اوسنے کہا مین نے تیری ہمت سے تجھے پہچانا لیکن تمام ملک مین یہ بات مشہور ہی کہ ہر ایک مخلوق مین احسان کرتا ہی پھر بے سبب
معلوم نہین کہ یہ شکار میرے منہ مین سے کسواسطے چھڑایا تب حاتم نے کہا کیا تو چاہتا ہی وہ بولا میری خوراک گوشت ہے
جو پاؤن سو کھاؤن حاتم نے کہا بہت بہتر جو چاہتا گوشت چاہے میری بدن سے کاٹ لے اور اپنا پیٹ بہر کر چلا جا اوسنے کہا مین
کا گوشت کہانی ہی موٹا ہی اگر ذراسا یہ کہا دی تو تمہاد ون تب حاتم نے اوسی گھڑی خنجر کمر سے کہینچ لیا اور ایک لوتھڑا
جوتڑ سے کاٹ کر اوسکے آگے ڈالدیا وہ گوشت اوسنے کہایا اور سیر ہوکر بولا اے حاتم ایسی مصیبت تجھے کیا پڑی جو تو نے
یمن سے شہر چھوڑکر اور ایسی تکلیفین اوٹھاکر اس جنگل خونخوار مین آپڑا تب حاتم نے یہ جواب دیا منیر شامی حسن بانو پر
عاشق ہوا ہے اور وہ سات سوال رکھتی ہی جو اونکو پورا کریگا اوسکو قبول کریگی لہذا اس کام پر کمر باندھی ہی چنانچہ
پہلا سوال اوسکا یہ ہے کہ ایکبار دیکھا ہی دوسری بار دیکھنے کی ہوس ہی یہ ایک شخص کہتا ہی خبر نہین کہ وہ مکان کہان ہے
اور وہ شخص کون ہی اور ایسا کیا دیکھا ہی کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو رکھتا ہی مین بخدا ایکیطرف کو لگا سر بے خبر چلا جاتا ہون
کہین تو کہوج اور اوسکا پتا ملیگا اس بات کو سنکر بھیڑیے نے کہا اے جوان مین اوس مکانکو جانتا ہون اگرچہ کسیکی زبانی
اوسکا پتا پایا ہی اوسکا نام دشت ہویدا ہی وہان جو جاتا ہے تمام دن پھرتا ہی اور یہی آواز سنتا ہی حاتم نے کہا وہ
دشت کہان ہے بھیڑیا بولا یہانسے تھوڑی دور جاکر دو رستے ملینگے تو بائین ہاتھ کی راہ چھوڑکر داہنی راہ سے جانا
یقین ہی کہ وہان پہونچیگا اور اپنا مدعا حاصل کریگا ہرنی اوسکو دعا دیکر [illegible] کہنے لگا اے حاتم مین بھی تیرے ساتھ
ہون وہ دونون اوسکے بچے اوسکے کہا اے جوان مین تیرے ایک احسان سے تو گردن اوٹھا ہی نہین سکتا دوسرا یہ کہ چھوڑ کر کیونکر جاؤن
کے نیچے تڑپنے لگتے ہین سے آوارہ کسلیے کرون برائے خدا ان باتون سے باز آ یہ مجھسے نہ ہوسکیگا اگر تو ساتھ ہو

دو چار گھڑی کے بعد وہ گیدڑ آیا اور حاتم کو اپنی جگہ تڑپتی پایا تب مادہ نے اوس سے کہا یہ آدم زاد کہان سے آیا ہے
اس بیچارے کو چھوڑنا چاہیئے کیونکہ غیر جنس سے کسطرح موافقت ہو اور صحبت کب بنے مثل مشہور ہے آدمی کو حیوان سے کیا نسبت
گیدڑ نے کہا اے مادہ یہ جوان حسین حاتم ہے قسمت بد سے اسکی خبر کو جاتا ہے اب یہ بڑے درد سے اس درخت کے نیچے گر پڑا اگر جان دیگا
وہ بولی تو نے کیونکر دریافت کیا اوسنے کہا میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ فلان تاریخ فلان روز اسجگہ حاتم کا گذر ہوگا اور درخت
کے نیچے اذیتین کھینچیگا سو وہ تاریخ اور دن یہی ہے اوسنے کہا کہ اسکا حال سچ کہو وہ بولا یہ یمن کا شہزادہ ہے اور بڑا سخی ہے
آج فلان جنگل میں ایک ہرنی بچے والی چرتی تھی اور ایک بھیڑیا اوسپر لپکا اسنے اپنے جوڑ کا گوشت دیکر اوس بھیڑیے سے وہ
ہرنی چھڑا دی اور اپنے اوپر یہ مصیبت لی اوسنے کہا انسانون میں کب ایسے صاحب ہمت ہوتے ہیں اور کب کسی کی کسی پر یہ
رحم کھاتے ہیں اوسنے کہا ارے خدا تو یہ کیا کہتی ہے انسان ہر ایک مخلوق پر بزرگی رکھتا ہے اشرف المخلوقات کہلاتا ہے
خصوصاً حاتم نہایت اہل ہمت و صاحب مروت و قدر دان و خدا پرست ہے سخاوت بھی اسقدر رکھتا ہے کہ اپنا گوشت دیکر
جان بچا دی اوسنے جو اوسکی اتنی خوبیان سنین تو کہا کہ یہ ایسی زخم سے کیونکر اچھی دور ہو جایگا گیدڑ نے کہا اگر پری روکے
سر کا بھیجا اسکے زخم پر لگے تو بات کی بات میں اچھا ہو جائے پر یہ بات مشکل ہے اسواسطے کہ وہ ایک جانور ہے دشت مازندران
میں کہ اوسکا جسم مور کی مانند ہے اور سر آدمی کا سا جو کوئی اوسکے پاس جاتا ہے اور شربت پلاتا ہے تو وہ مست ہوکر
ناچنے لگتا ہے اور تماشا دکھاتا ہے بعضے آدمی اوس سے ایسی صحبت رکھتے ہیں جیسے عمر تو نے یہ سنکر وہ بولی ایسا کون شخص ہے
جو اوسکا سر کاٹ لاوے اور حاتم کو اچھا کرے اوسنے کہا اگر تو نہ سات روز دن کو دن بھی و شرات کو رات جاوے اور نہ کہا وہ واپس نہ آوے
دور آٹھوین پھر اوسکی خبر گیران رہے تو میں جاؤن اور اوسکا سر کاٹ لاؤن اوسنے کہا اس سے کیا بہتر ہے کہ انسان پر جو انکا
احسان ہوگا غرض وہ اون دونون کو وہان چھوڑکر دشت مازندران میں وارد ہوا اور اوسکو کسی درخت کے نیچے سوتا پایا
نزدیک جاکر اوسکا سر ایسے زور سے کھینچا کہ بدن سے جدا ہوگیا پھر اوسکو لیے ہوئے اپنے وعدہ پر آپہونچا مادہ بھی اوسیقدر سے
اوسکی خبرداری میں مستعد رہی چنانچہ اوسکے آنے تک اوسنے بھیڑیے کے بچے کو بھی اوسکے پاس نہ آنے دیا اور رات کو اوسکے سرہانے بیٹھی
جاگا کی حاتم بھی پڑے پڑے اوسکی محنت و شفقت کو دیکھا کرتا تھا کہ اتنے میں گیدڑ نے پریدہ جانور کا سر لاکر مادہ کے آگے
رکھدیا اوسنے وہ سر توڑا اور اوسکا مغز حاتم کے جوڑ پر لگایا وہ زخم وہین بھر آیا اور درد جاتا رہا حاتم اوٹھکر کھڑا ہوا اور
اوسکی طرف دوڑ کر کہنے لگا اے حیوان یہ مجھپر بڑا احسان کیا مگر خوب نہ کیا کہ میرے واسطے ایک جانور کی جان گئی اسکا
عذاب مجھپر ہوگا میں خدا کو کیا منہ دکھاؤنگا اس بات کو سنکر اوسنے کہا یہ گناہ میری گردن پر ہے تو کچھ اندیشہ نکر
وہ اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں حاتم نے کہا کہ اگر تمنے مجھپر احسان کیا ہے تو

حاتم کر اسکے سر سے یہ آفت ٹالی تو بڑا احسان کرے بلکہ بڈا مول لے حاتم نے کہا کہ مجھکو اونکا مکان دکھا دو مین
قدور تصور نکرونگا وہ مکان وہانسے چھ کوس پر تھا غرض وہ حاتم کو لیکر گیا اور کہا کہ آپ کسی جھاڑ مین چھپ رہا
حاتم آگے گیا اور اوس جگہ کو خالی پاکر بیٹھا کہ اتنے مین ایک جوڑا آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہمارے مکان پر بیٹھا ہے
اس بات کو دریافت کرکے وہ دونوں آگے بڑھے اور کہنے لگے کہ ای شخص یہ جگہ تیری نہین جو تو یہان آیا ہے نہ سیر ہو کر آ بیٹھا اگر
اپنا بھلا چاہتا ہے تو الٹے پاؤن پھر جا نہین ابھی تکا بوٹی کر لیتے ہین اوسنے کہا ای نادان مین مردم آزار نہین اور نہ شکار
ہون تم مجھسے اتنا کیون ڈرتے ہو اگر یہ مکان تمہارا ہے تو تمہین مبارک رہے شوق سے آرام کرو گفتار دون نے کہا کہ آدمی کو
مروت سے کیا کام تو ہمکو فریب ندے چلا جا نہین تو رنج پہنچیگا اور مارا جائیگا حاتم نے کہا کہ ای حیوان برای خدا جیسے
اپنی جان جاتی ہو ویسی غیر کی بھی جانو یہ کیا نا انصافی ہے جو گیدڑ کی بچے مار ڈالے اور آپ کو پالو وہ بولے کہ ای جوان
کیا اس گیدڑ کا حمایتی ہو کر ہمسے لڑنے آیا ہے اوسنے کہا کہ خدا کی قسم مین اونکا حمایتی بنکر نہین آیا ہون بلکہ منت
کرتا ہون کہ تم اوسکے بچون کے کھانے سے توبہ کرو اور غضب خدا سے ڈرو وہ بولے کہ ای انسان تو اونکا غم کیا کھاتا ہے
کوئی دم مین وہی حال تیرا بھی ہوتا ہے اس بات کو سنکر حاتم نے کہا از برای خدا اوسکی بچون کی عوض مجھے کہا و مگر اونکی سمجھ [illegible]
ہاتھ اوٹھاؤ وہ بولے کہ اونکو تو کھا چکے آج تجھے بھی نچھوڑینگے حاتم نے کہا کہ قسم ہے تمکو اپنے خدای معظم کی کہ جسنے اٹھارہ ہزار
عالم کو پیدا کیا ہے تم گیدڑ کے بچون کے کھانے سے باز آؤ وہ کریم روزی رسان ہے بہر صورت تمہین رزق پہنچائیگا
وہ بولے اوسکی قسم کب چھوڑتے ہین اور بچے کب سلامت جانے دیتے ہین تب حاتم نے معلوم کیا کہ یہ کمبخت نہایت سخت دل ہین
خدا کی قسم بھی نہین مانتے انکو مار ڈالنا چاہیے یہ سمجھکر مارے غصہ کے لال ہو گیا اور اپنی جگہ سے اوچھلکر اون دونو کی گردن پکڑکر
زمین پر دے پٹکا اور کہنے لگا اب انکو کیونکر مارون کیونکہ مینے آج تک نہ کسیکو مارا نہ کسیکو دکھ دیا ہے پر انہون نے خدا کی
قسم سے انکار کیا ہے کچھ سزا دیا چاہیے اس بات کو جی مین ٹھہرا کر خنجر کمر سے کھینچا منہ سے اونکے دانت توڑ ڈالے اور پھر پاؤن
کاٹ ڈالے پھر سجدہ شکر ادا کرکے دعا مانگی کہ ان حیوانوں کا درد دور کر یہ دعا اوسکی جناب الٰہی مین قبول ہوئی اوسی
گھڑی درد جاتا رہا پھر اوسنے اونکو کھولکر آزاد کیا وہ رو رو کر کہنے لگے اب ہمکو رزق کیونکر ملیگا اور ہم کیونکر چلینگے حاتم نے
کہا کچھ اندیشہ نکرو خدا رزاق ہے وہ کسی نکسی ڈھب سے پہونچا دیگا اتنے مین وہ گیدڑ سامنے آکر کہنے لگا کہ آپ تنہا خاطر جمع
رکھیں آجکے دنسے کھانا پینا ہمارے ذمہ ہوا ہم جہانین جبتک جیتے ہین تب تک جہانسے پاوینگے وہانسے لاکر انکو کھلاتے رہینگے
یہ بات سنکر حاتم اونسے رخصت ہوکر آگے ترہا اتنے مین مادہ نے نر سے کہا ای گیدڑ مروت سے دور ہے جو حاتم دشت [illegible] جدا
یقین [illegible] تنہا جاوے اور تو اوسکا ساتھ ندے اس سخن کے سنتے ہی وہ دوڑا اور پکار کر کہنے لگا ای حاتم مین بھی تیرے ساتھ
[illegible] چلونگا اوسنے کہا اے حیوان مین تیرے ایک احسانسے تو گردن اوٹھا ہی نہین سکتا دوسرا [illegible]
[illegible] واسطے مجھے وطن سے آوارہ کیا چاہتا ہے خدا ان باتون سے باز آ یہ مجھسے نہو سکیگا [illegible]

دینے پر مرتا ہے تو بھی احسان نہیت ہو کہ مجھے راہ راست بتا دی اوسنے کہا جو رستہ نزدیک ہی اوسمین بہت
دوسری راہ دور و دراز ہی مگر اوسمین اسقدر خطرہ نہین اسواسطے مین تیری واسطے چلنا بہتر نہین جانتا ہون کہ اونکو بتا در
تیری خوشی کہا کہ خدا راہ نزدیک کی مشکل مجھپر آسان کریگا تب لکڑیارے نے کہا جو راہ تیری آگے آتی ہے وہی نزدیک ہے اگر سلامت
رہیگا تو دوشت ہویدا کو پہونچیگا حاتم اوسکو رخصت کرکے آگے چلا ایک مدت کے بعد ایک چوراہا دکھلائی دیا یہ وہان کھڑا
سوچنے لگا اب کدھر جاون اور اس جنگل مین خرس بادشاہت کرتا ہے تمام ریچھ ہی بستے تھے اتفاقاً سو دو سو ریچھ اس
پر سیر کرتے تھے حاتم کو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوی اور پکڑکے اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے وہ یہ دیکھکر خوش ہوا اور کہنے لگا کہ
تم ہمارے پاس بیٹھو اور اپنا احوال کہو کہ تم کون ہو اور کہانسے آئے ہو اور کیا نام رکھتے ہو ہمین تو یون معلوم ہوتا ہے کہ
شاید یمن کے بادشاہ حاتم ہو اس بات کو سنکر اوسنے کہا کہ یہ تم سچ کہتے ہو مین حاتم بن طے ہون برای خدا اس جنگل مین
نکلا ہون اوسنے کہا تمہارے آنیسے مین بہت راضی ہوا جو تم یہان تشریف لائے اب اپنی بیٹی تمہین بیاہ دونگا کیونکہ اس جنگل
مین میری دامادی کے لائق کوئی نتھا اوسنے کہا کہ مین انسان اور تو حیوان میری اور تیری موافقت کیونکر ہو وہ بولا
ای حاتم شہوت کی لذت مین انسان اور حیوان ایک ہین تو کچھ اندیشہ نکر اور لڑکی تجھے جیسی ہے یہ کہکر اوسنے اپنے دو چار
خرسون سے کہا کہ تم لڑکی کو عروسی گہنے اور کپڑے سے آراستہ کرو اور دولہن بناکر فلان حجرہ مین بٹھاو اوس لڑکی کو بنا
سنوار کر اوس حجرہ مین لیگئے پھر حاتم کو بھی وہان لیگئے اوسنے جو مین اوس پری پیکر رشک قمر کو دیکھا متعجب ہوکر مجلس مین پھر آیا
اور کہنے لگا ای خرس تو بادشاہ ہے اور مین فقیر اس شہزادی کو اپنی جورو کرون نہایت ترک ادب ہے اوسنے کہا اس بات کو قبول کر
اور حیلہ کو چھوڑ تو بھی شہر یمن کا بادشاہ ہے وہ متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ مین کس بلا مین پڑا اب کیا کرون ایک کام کو شہر سے
نکلا ہون اگر یہان بیاہ کرکے رنگ رلیان مناونگا تو وہان منیر شامی میرا انتظار کھینچکر مر جائیگا مین خدا کو کیا جواب دونگا بادشاہ
خرس نے جو پھر اوسے سر بزانو دیکھا تو پوچھا ای جوان اگر تو اس بات کو قبول نکریگا تو قیامت تک چھوٹیگا بلکہ اسی قید مین مر جائیگا
اوسنے اس بات کا بھی جواب ندیا اور سر اوٹھا کر ندیکھا تب خرس نے غضبناک ہوکر اپنی قوم سے کہا کہ اسکو فلانے غار مین ڈالدو
اور اوسکے منہ پر ایک سل سنگ خارا کی رکھو اور خبردار ہو اس کلام کے سنتے ہی خرس دوڑے اور حاتم کو اوس اندھیرے
گڑھے مین بند کرکے اوسکے منہ پر بھاری پتھر رکھدیا وہ اوس غار مین بھوکا پیاسا حیران تھا کہ سات دن کے بعد خرس کے بادشاہ
نے اوسے بلواکر اپنے پاس بٹھالیا اور سمجھایا کہ ای حاتم میری لڑکی کو قبول کر وہ پھر سر بزانو ہوا اور اسکو خاطر مین نہ لایا تب اوسنے
ایک خوان میوہ کا منگواکے اوسکے آگے رکھا وہ بھوکا تھا ہی بے اختیار کھانے لگا جب اسکا پیٹ بھرا اس سے کہا کہ اے
جوان اس پری پیکر کو اپنی زوجیت مین لا اور حظ زندگی اوٹھا حاتم نے کہا مجھسے ہرگز نہو سکیگا انسان کو حیوان سے
کیا نسبت اوسنے پھر اپنے ریچھون سے کہا کہ اوسے غار مین ڈالدو اونہون نے اسیطرح کیا وہ کئی دن تک نے آب
و دانہ قید مین رہا اتفاقاً ایک شب خواب مین وہ نوجوان کیا دیکھتا ہے کہ ایک پیر مرد سرہانے کھڑا کہتا ہے کہ ای

تم کیون اپنی جان خواہ مخواہ اس اندہے کنوئی مین گوانتا ہے اور نہین جانتا کہ تو کس کام کو آیا ہے جبتک اوسکی
ی کو قبول نکریگا تبتک اس قید سے نچھوٹیگا اس بات کو سنکر اوسنے کہا کہ اے حاتم تیرا چھٹکارا اسیمین ہے ورنہ اس قید مین
یا ئیگا تجھکو لازم ہے کہ اوسکی بیٹی کو راضی اور خوش کرے کہ وہی تجھکو بجلی رخصت دلوادیگی یہ خواب دیکھتے ہی چونک پڑا
نے مین پھر بادشاہ خرس نے بلوایا اور کہا اے حاتم تیرے حق مین یہی بہتر ہے کہ میری لڑکی کو قبول کر اوسنے اس شرط پر
ن کہ جب مین اوسکے ساتھ بیاہ کرون تب کوئی ریچھ سے گھر مین نہ آوے بادشاہ نے کہا اے حاتم یہ کیا بات ہے
ن خرس کی مجال ہے جو وہان کا دھیان کرے آنا تو درکنار حاصل کلام اوسنے اپنے ارکان دولت کو جمع کرکے
س شادی کی جمالی مسند شاہانہ بچھوائی اور حاتم کو اوسپر بٹھاکر اپنی رسوم کے موافق اوس لڑکی کو بیاہ دیا اور اوسکا
اوسکے ہاتھ مین پکڑا کر آپ اپنے لوگون سمیت حجرہ سے نکل آیا حاتم نے اس لڑکی کے ساتھ آرام فرمایا اور زہراسہت اوٹھایا
صورتسے ہر روز اوس رشک قمر کے ساتھ چین کرتا اور میوہ ہر قسم کی کھاتا غرضکہ یہانتک میوہ کھایا کہ جی بھر گیا اور
یعت سیر ہوگئی آخر اوکتا کر ایکدن اپنے خرس کے پاس گیا اور کہنے لگا حضرت سلامت میوہ کھاتے کھاتے گھبرا گیا
قسم اناج سے ہو تو جی بھرے اور طبیعت لگے اوسنے اوسیوقت ریچھون کو بلوا کر کہا کہ تم ہر قسم کا غلہ اور شکر اور گھی وغیرہ
آبادیون گاؤن اور شہرون سے لے آؤ وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے اور ہر اک شہر سے طرح طرح کے باسن
ی اسباب اور ... کے اجناس سامان انسان کے مرغوب پل بھر مین لے آئے پھر حاتم نے انواع اور اقسام کے کھانے
نے اور اپنی بی بی کے ساتھ بیٹھکر نوش جان فرمائیے بلکہ اوسی طرح سے ہر روز کھاتا اور عیش و عشرت کرتا جب مہینہ
گئے تب اوسنے ایکدن عین اختلاط مین اوس سے کہا کہ جانی مین ایک کام کیواسطے اپنے شہر سے نکلا تھا تیرے باپ نے زبردستی میرا بیاہ تیرے ساتھ
ا اگر اپنی خوشی سے چند روز کیواسطے رخصت دلوادے تو عین احسان ہے جب مین اوس کام سے فرصت پاؤنگا اور جیتا بچونگا
تجھسے ملاقات کرونگا وہ اس بات کے سنتے ہی اپنے باپ کے پاس جاکر کہنے لگی کہ بابا جان وہ اسطرح کی بات کہتا ہے
نے کہا کہ بی بی اگر تو راضی ہے تو تیرا خاوند ہے اور تو اوسکی جورو ہے وہ جانے یا تو تو وہ بولی کہ وہ مرد نہایت راست گو
م ہوتا ہے اپنے وعدہ پر مقرر آئیگا کچھ مضائقہ نہین پروانگی دو اوسنے بلواکر رخصت کیا اور بہت سے ریچھون کو کہدیا کہ اسکو
ا تمام اپنی سرحد سے باہر پہونچا دو تب اوسکی بیٹی نے ایک مہرہ حاتم کی پگڑی مین باندھ دیا کہ اگر چاہیگا یہ تیرے کام آویگا غرض
دنون سے رخصت ہوکر آگے چلا چند روز کے بعد ایک ایسے ریگستان مین جا پڑا کہ جہان دانہ نظر نہ آتا تھا نہ پانی مگر شام کیوقت
مرد پیر منہ پر برقع ڈالے دو روٹیان ایک آبخورہ پانی کا دیجاتا وہ اوسی طرح کھا پی لیتا اور رات دن منزلین طے کرتا
دن سامنے سے ایک اژدہا پہاڑ کے مانند نظر آیا اوسکو دیکھکر گھبرایا لیکن چلنے سے باز نہ آیا جوہین اوسکے پاس
وہین اوسنے دم کھینچا حاتم نے ہرچند آپکو سنبھالا پر نہ سنبھل سکا صاف اوسکے منہ مین چلا گیا جبکہ آپکو اوسکے
ین دیکھا تب سجدہ شکر بجا لایا اور یہ کہنا شروع کیا خوب ہوا جو میرا تن آلودہ گناہ ایک بندہ خدا کے منہ مین پڑا

نہین تو یہ حاتم طائی کسی کام کا تھا حق تو یہ ہے کہ جو کوئی آپکو راہ خدا مین ڈالے اور گھر برباد کرے اور آپ اوسکی
یاد مین مشغول رہے تو برباد نہین ہوتا مگر اوسکے امتحان کیواسطے کچھ رنج دیتا ہے اگر وہ اس مصیبت سے بچا اور ثابت قدم رہا
تو بجز مشقت سے گوہر راحت بے نکالا اس طرح اپنے دلکو تسلی دیتا تھا اور حضرت ایوب کی مصیبتون کو دھیان مین لاتا تھا
خدای کریم کارساز ہے میری مشکل بھی آسان کریگا غرض تین روز تک وہ اوسکے پیٹ مین پھرا کیا اور ادھر ادھر رستہ
ڈھونڈھا کیا راہ تو کہین نہ پائی مگر آپ ہی اوسکی گندگی سے لتھڑا ہو گیا پر سانپ کے زہر نے اوسپر اثر نکیا اسکا سبب یہ تھا
کہ چلتے ہوے اوسکی جورو نے ایک مہرہ پگڑی مین باندھ دیا تھا اوسکے یہ خواص تھے کہ وہ نہ آگ مین جلے نہ پانی مین ڈوبے
نہ زہر اوسپر اثر کرے اسی سبب سے وہ جیتا رہا اور اوسپر کچھ اثر نکیا تین روز کے بعد وہ اژدہا گھبرایا اور اپنے جی مین کہنے لگا
یہ بلا مینے کیا کھائی ہے کہ جو ہضم نہین ہوتی اور دوڑی دوڑی پھرتی ہے غرض وہ اپنے پیٹ کے [illegible]
حاتم اوسکے پیٹ مین چین نہ لیتا تھا بلکہ چارون طرف دوڑتا پھرتا تھا اور اوسکی انتڑیون کو پاؤن سے روندتا پھرتا تھا آخر
اوسنے معلوم کیا کہ یہ لقمہ تمام عمر کا کھایا پیا نکالیگا اس بات کو جی مین ٹھیرا کر قے کی حاتم باہر نکل پڑا اور اوس ریت پر
ہو کر کپڑے سکھانے لگا جب وہ خشک ہو گئے تب وہانسے روانہ ہوا تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ایک تالاب نظر آیا یہ نہایت ضعیف
دوڑ کر اوسکے کنارے پر جا بیٹھا اور اپنے کپڑے دھونے لگا اتنے مین ایک مچھلی پانی مین سے نکلی اوسکے نیچے کا آدھا دھڑ
مچھلی کا تھا اور سر سے ناف تک آدمی کا حاتم اوسکی شکل دیکھکر شکر بجالایا اور صنعت خداوندی پر تحسین کرنے لگا
غرض ٹکٹکی باندھے ہوے تھا کہ وہ اوسکا ہاتھ پکڑ کر تالاب مین لیگئی اور اپنے مکان مین ایک نہری چھپرکھٹ پر بٹھا دیا
پھر آپ سر تا پا ایک عورت نازنین بنکر ارادہ ہم بستر کا کیا اوسنے اس بات کو ہرگز نہ مانا اور کہا مین کام کیواسطے اپنے
گھر کو تباہ کرکے یہانتک پہونچا ہون تو رہزنی کرکے چاہتی ہے کہ مجھکو ہو رکھے یہ مجھسے کب ہوگا کہ تیرے ساتھ اس جگہ
عیش کرون اور تیری مراد کی بھی آرزو بخوبی بر لاؤن اوسنے اس بات کو قبول کرکے کہا کہ مین تین روز کے بعد تجھکو جہانسے
لائی ہون وہان پہونچا دونگی حاتم خوش ہوا اور برغبت اوس سے صحبت کی تین روز کے بعد اوس سے کہا کہ اے
مچھلی اب تو اپنے وعدہ کو پورا کر اوسنے اسکا ہاتھ پکڑ کر پانی مین غوطہ مارکر اوسی کنارے پر پہونچا دیا پھر کہنے لگی اے جوان رعنا
تو مجھسے جدا کیون ہوتا ہے حاتم نے کہا کہ مجھے ایک ایسا ہی کام ضرور ہے نہین تو مین تجھسے کب جدا ہوتا اور اس
چین کو چھوڑکر یہ دکھ کیون سہتا اس بات کو وہ سنکر چلی گئی اور وہان اپنے کپڑے دھو کر سکھائے اور رستہ
پکڑا ایک مدت کے بعد وہ کسی ایسے پہاڑ پر جا پہونچا کہ جس پر ہزارہا درخت سرسبز طرح طرح کے میوون سے لدے
کوسون تک لہلہاتے تھے اور سیکڑون مکان عالیشان سنہری چمکتے ہر ایک طرف آبجوئین جاری اور ہر سمت
پھولی ہوئی پھلواری جو مقام تھا سو ہوادار تھا یہ تھکا ماندا تو تھا ہی وہان جاتے ہی سو رہا کہ اتنے مین اوس مکان
کا مالک آ پہونچا اور دیکھا کہ ایک جوان خوبصورت غافل سوتا ہے نزدیک اوسکے آکر بیٹھ گیا حاتم دیر کے بعد بیدار ہوا

کو جو منتظر چھوڑ آیا ہون اگر اوسکو کچھ ہو جائیگا تو کیا خدا کو جواب دونگا جلد نازنین کا ہاتھ پکڑا اوسی
ایک نازنین مہ جبین اوس تخت کے پیچھے سے نکلی اور ایک لات اوسنے ایسی ماری کہ حاتم کہین کا کہین جا پڑا
اور وہان سر اوٹھا کر جو دیکھا تو وہ نازنین نظر پڑی وہ تخت نہ وہ باغ مگر ایک جنگل ایسا لق و دق سنسان نظر پڑا
کہ جسکا اور نہ چھور تب اوسنے معلوم کیا دشت ہوید ایہی ہے اور وہ شخص بھی یہین ہوگا جو کہتا ہے کہ ایکبار دیکھا
ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے بس اب اوسے ڈھونڈئیے اسی خیال مین وہ ادھر اودھر پھرتا تھا کہ
اتنے مین یہ آواز اوسکے کان مین آئی کہ ایکبار دیکھا ہے دوسری دفعہ دیکھنے کی ہوس ہے تب اوسیطرف
دوڑا چلا گیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص فقیر ریش سفید زمین پر بیٹھا ہے یہ اوسکے آگے گیا اور سلام کیا
اوسنے علیکم السلام کہا اور کہا کہ اے جوان خوش رو کہا لئے آیا ہے اور تو اس جنگل مین کیا کام رکھتا ہے
اوسنے کہا کہ مین اس بات کا تجسس ہوکے آیا ہون کہ تمنے ایسا کیا دیکھا ہے کہ جسکے دیکھنے کی دوبارہ آرزو
رکھتے ہو پھر خدا کہو اوسنے کہا تم بیٹھو مین کہونگا اس بات کو سنتے ہی حاتم بیٹھ گیا جب رات ہوئی دو روٹیان
اور دو آبخورے پانی کے اونکے آگے خود بخود آئے ایک روٹی اور ایک آبخورہ پانی کا اوسنے حاتم کو دیا
اور دوسرا حصہ آپ لیا غرض دونون نے دو روٹیان کھائین پانی پیا جب کھا پی چکے تب حاتم نے کہا ای بندۂ خدا
اب کہہ اوسنے کہا اے مسافر شہر غریب مین کسی روز سیر کرتا ہوا ایک تالاب خوش قطع پر جا نکلا اور اوسکے کنارے
بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا اتنے مین ایک عورت نازنین شکیلہ سر سے پاون تک ننگی اسی تالاب سے نکلی اور میرا ہاتھ پکڑکر
اوسمین لیگئی جب جاکر آنکھین کھولکر دیکھا تو ایک باغ نہایت دلچسپ عجیب نظر آیا اور بہت سی عورتین خوبصورت
ہر ایک طرف سے نکلین اور میرا ہاتھ پکڑکر ایک تخت مرصع کے پاس لیگئین مین اوسپر بیٹھکر تماشا دیکھنے لگا کہ ایک
نازنین مہ جبین منہ پر نقاب ڈالے ہوے اوس تخت کے پاس آکر کھڑی ہوئی دیکھتے ہی اوسکو مین غش کر گیا
اور میرا دل میرے ہاتھ سے جاتا رہا آخر بیقرار ہوکر جو مین برقع اوٹھا کے مینے اوسکا مکھڑا دیکھا تو عجب حسن خداداد
دکھلائی دیا مینے جو ہین ہاتھ پکڑکر اوسکو اپنی طرف کھینچا وہین ایک عورت حسین اوس تخت کے نیچے سے
نکلی اور ایک لات اوسنے ایسی ماری کہ مین اوس مکان سے اس جنگل مین آپڑا وہ عشرتکدہ نظرون سے
غائب ہوگیا اب اوسی دن سے مین آٹھون پہر گریہ و زاری کے سوا کچھ کام نہین رکھتا اور چاہتا ہون کہ
اوسے اپنے دل سے بھلا دون پر وہ ہرگز فراموش نہین ہوتی یہ کہکر اوسنے ایک نعرہ مارا اور آہ سرد بھرکے
بگولے کیطرح خاک بسر اوس جنگل مین دوڑنے لگا اور یہی کہتا تھا کہ ایکبار دیکھا ہے اور دوسری دفعہ کی ہوس ہے تب
حاتم کو معلوم ہوگیا کہ عاشق ہے کہا کہ ای پیرمرد اگر اس تماشے کو دوبارہ دیکھو تو خوش ہو اوسنے کہا ای حاتم یہ تجھکو
اگرچہ یہ عاکرتا ہون شبکو خاک پر رکھکر جبین + دی ملا دلبر کو میری جامع المتفرقین + پر کچھ اثر نہین دیکھتا تب حاتم نے

کہا اے پیر مرد تو میری ساتھ آوے جلسہ مین تجھے دکھاوٗنگا اس سخن کو سنکر وہ حاتم کے ہمراہ چندروز کے بعد ایکدرخت
کے نیچے جو متصل اوس تالاب کے ہے جا پہونچا حاتم نے کہا اے بزرگ اگر اوس نازنین کو ہمیشہ دیکھا چاہتا ہے تو
کبھی اوسکا ہاتھ نہ پکڑنا اور برقع اوسکا نہ اوٹھانا

جانا حاتم کا پاس بزرگ کے کہ دور ولی دیگر مرتبہ عالی کو پہونچا اور کہا کہ نیکی کر
اور دریا مین ڈال



وہ تمام عمر تجھسے آگے ہاتھ باندھے کھڑی رہیگی اور اگر اسکا ہاتھ پکڑیگا تو پھر اسکو اوسی جنگل مین دیکھیگا پھر اوس مکان
مین قیامت تک نجا سکیگا اور مین جو اس جگہ آیا ہون تو یہ ایک بزرگ کی دستگیری ہے ورنہ مین اور اس جگہ آنا بھلا
میرا کیا مقدور تھا بس اب تو اوس تالاب پر جا یہ سنتے ہی وہ عاشق زار اوس تالاب پر پہونچا کہ اتنے مین

ایک عورت نکلی اوس پانی سے نکلی اور اوسکا ہاتھ پکڑکر پھر اوسمین لیگئی اور حاتم شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایک مدت
کے بعد آفتین کھینچتا اور مصیبتین اوٹھاتا ہوا اوس فقیر کے پاس پہونچا اور اوس سے ملکر وہانسے روانہ ہوا پھر تھوڑے
دنونمین اوس مچھلی کے گھر پہونچا اور ایک مہینے تک وہین رہا پھر وہانسے رخصت ہوکر خرسون کے جنگل مین گیا اور خرس کی لڑکی
سے ملاقات کی دو مہینے اوسکے پاس رہا پھر اوس سے جدا ہوکر اون دونون گیدڑون کے پاس آیا اور اونکو دیکھ
بھال کر چندروز مین شاہ آباد مین جا پہونچا حسن بانو کے لوگ ہاتھون ہاتھ اوسکی حویلی تک لیگئے اور حسن بانو سے
عرض کیا کہ حاتم صحیح وسلامت آیا ہے اوسنے سنتے ہی اوسے بلواکر پردے کے پاس بٹھایا اور پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے
اوسنے کہا کہ ایک پیرمرد ظلمات مین ایک عورت نازنین پر عاشق ہوکر جنگل مین آپڑا اور کہتا پھرتا تھا کہ ایکبار مین نے
دیکھا ہے دوسری بار کی ہوس ہے پھر مینے اوسے اوسکی معشوقہ تک پہونچا دیا اب وہ آواز جنگل سے نہین آتی اس حال کو
سنکر حسن بانو نے اور اوسکی دائی نے حاتم کی ہمت پر آفرین کی پھر اوسنے کہا اے حسن بانو اب دوسرا سوال
بیان کر کہ مین اوسکی بھی سعی کرون اور ڈھونڈھ نکالون اوسنے نہایت رحمدلی اور مہربانی سے کہا اے حاتم
تو بہت سے دکھ سہکر آیا ہے تھوڑے دم لے اور چندروز آرام کر حاتم نے کہا مجھے آرام اوسی روز ہوگا جسروز
خدا کے فضل سے تیرے ساتون سوال پورے کرونگا یہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور کاروانسرای مین جاکر آٹھ روز تک منیر شامی شاہزادہ
کے پاس رہا تمام ماجرا اپنا اوسکے آگے ظاہر کیا پھر نوین دن حسن بانو سے جاکر کہا کہ تیرا دوسرا سوال کیا ہے وہ کہہ

دوسرا سوال حاتم کے جانیکا اور اوس شخص کے دروازے کے نوشتہ کی خبر لانے کا

حسن بانو نے کہا کہ دوسرا سوال یہ ہے کہ ایک شخص نے اپنے دروازے پر لکھکر لگا دیا ہے کہ نیکی کر اور دریا مین ڈال آیا یہ کیا بھید
ہے اوسنے کیا نیکی کی ہے اوسکی خبر لا اس سخن کے سنتے ہی حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور حسن بانو سے پوچھنے لگا کہ وہ شخص کہان ہے
اور کسطرف کو رہتا ہے حسن بانو نے کہا کہ مینے اپنی دائی سے سنا ہے کہ اوسکی جگہ اوتر کیطرف ہے بس اتنی ہی سنکر
وہانسے توکل بخدا چل نکلا ایک مدت کے بعد کسی جنگل ہیبت ناک مین جا پہونچا اور شام کیوقت ایک درخت کے نیچے
چپکا ہوکر بیٹھ رہا کہ اتنے مین ایک آواز سوزناک آہ وزاری کی سنی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کلیجہ جلنے لگا بے اختیار
اپنے جی مین کہہ اوٹھا کہ اے حاتم یہ بات جوانمردی سے دور ہے کہ ایک شخص بندۂ خدا اسطرح آفت مین گرفتار ہوکر
روئے اور تو اوسکی آواز سنکر بیٹھ رہے اور اوسکا احوال نہ پوچھے اس کلام کو دل مین ٹھیرا کر اوسی طرف
راستہ پکڑ تھوڑی دور گیا ہوگا کہ اوس جگہ جا پہونچا کہ جہان سے رونے کی آواز آتی تھی کیا دیکھتا ہے
کہ ایک جوان خوبصورت غمناک بیٹھا گوہر اشک چشم چشم سے اپنے گل رخسار نازنین پر بہا رہا ہے
اور یہ قطعہ پڑھتا ہے [illegible]

جو مجھپر گذرتی ہے رحم کر نہین سکتا + اور کہہ بھی نہین سکتا کہ میری بے زبان لال + حاتم نے کہا اے جوان
درد مند ایسی کیا مشکل تجھپر پڑی جو اتنا حیران و پریشان ہے اوسنے کہا اے مسافر مین سوداگر ہون اور یہان سے
بارہ کوس پر ایک شہر عالیشان ہے وہان حارث نام ایک سوداگر نہایت مالدار رہتا ہے اور لڑکی بھی ایک پیکر
رشک قمر رکھتا ہے اتفاقاً ایک دن مین کسی طرف پھرتا تھا کچھ مال سوداگری کا لیکر اوس شہر مین جا نکلا حارث کی
حویلی کے نیچے مارے دھوپ کے بیٹھ گیا یکایک میری نظر کوٹھے کیطرف جو گئی تو ایک عورت نازنین مہ جبین
نظر آئی میری حالت تباہ ہوگئی تب اوس شہر کے لوگون سے مینے پوچھا کہ یہ کون ہے اور حویلی کسکی ہے
اونہون نے کہا کہ یہ محل حارث کی بیٹی کا ہے اور وہ بڑا مالدار ہے مینے پھر اونسے کہا کہ یہ لڑکی شوہر دار ہے یا
نہین اونہون نے کہا یہ بیٹی حارث کی ہے اور وہ اسکا بیاہ نہین کرتا اور اوسکا امین کچھ بس نہین چلتا
کیونکہ یہ لڑکی شادی کرنے مین اپنی آپ مختار ہے اور یہ تین سوال رکھتی ہے جو کوئی اوسکے سوال پورے
کریگا اوس سے بیاہ کریگی اس بات کے سنتے ہی مین اسکی ڈیوڑھی پر گیا دربان نے خبر کی اوسنے مجھے اندر بلوایا
اور ایک فرش پاکیزہ پر بٹھلا کر کہلا بھیجا اگر تو عہد و پیمان پر قائم رہے تو اپنے سوالون سے تجھے آگاہ کرون مین نے
کہا فرمائیے دل و جان سے حاضر ہون اوسنے کہا کہ اگر تو میرا کہنا کریگا تو مین تیری ہو رہونگی اور جو یہ بھید کھولیگا
تو تجھے اپنا ہی جانونگی مینے اس بات کو قبول کیا اوسنے کہا کہ پہلا سوال میرا یہ ہے کہ اس شہر کے قریب ایک
غار ہے وہان آجتک کوئی نہین گیا اور معلوم نہین کہ اوسکی انتہا کہانتک ہے دوسرا سوال یہ ہے کہ وہ مہرہ جو
سانپ کے پیٹ مین ہے اوسکو مجھے لاوے اس بات کے سنتے ہی اور بھی رہی سہی میرے حواس گم ہو گئے
مینے ذرا پاون کھینچا اوسنے دست ظلم سے میرا مال و اسباب و زر و جواہر لوٹ لیا اور مجھکو بھی اپنے شہر سے نکالدیا
مین ناچار اس جنگل مین آپڑا ایک تو مال گیا دوسرے رسوا ہوا تیسرے عشق کے تیر نے کلیجا چھلنی کر ڈالا ہمراہیون نے
ساتھ چھوڑا مین فقیر ہو گیا حاتم نے کہا کہ تو میرے ساتھ آ اور کار روا تیرا مین ہون اور تو خاطر جمع رکھ تجھے اس شہر مین لیچل مین تیرا
مال و اسباب دلوا دونگا اور معشوقہ سے ملا دونگا اوسنے کہا مین زر و جواہر کا خیال نہین کرتا سو اسطے کہ کہتے ہین دیکھنا
دیدار یار کا دولت بے شمار ہے غرض سوداگر کو سرائے مین چھوڑ کر آپ اسکے دروازے پر گیا کہ بیاہ کرنیکو آیا ہون
خبر دارون نے کہا کہ تجھ سے ایک شخص بیاہ کرنیکو آیا ہے اس بات کو سنکر حاتم کو گھر مین بلوایا اور جو عہد و پیمان اوس سے
لیتے تھے سو لیے اوسکے بعد حاتم نے کہا تو حارث سوداگر کی بیٹی ہے اگر اس بات پر اقرار کرے تو مین اوسکی سعی مین کمر
باندھون کہ جس روز فضل خدا سے یہ کام کر چکون اوس روز مین تیرا مختار ہون جسکو چاہون اوسکو دے ڈالون اوسنے کہا
بہت بہتر حاتم نے کہا کہ اب تو اپنے باپ کو بلوا اوسنے حارث کو بلوایا حاتم نے یہ احوال اوس سے کہا
پھر حاتم نے اس لڑکی سے کہا کہ اپنا حال ظاہر کر اوسنے کہا کہ اس شہر کے نزدیک ایک غار ہے تمام مرد و زن اس

شہر کے جانتے ہین تو اسکی خبر لاؤ کہ وہ کتنا لنبا اور کتنا گہرا کیا شکل ہے اور اسمین کیا ہے اس سخن کے سنتے ہی حاتم وہاں سے
رخصت ہوا چند لوگ شریک اوسکے آئے اور اوس غار کو دکھلا کر چلے گئے اوسمین حاتم کو در آیا رات دن غلطان
پیچان چلا گیا ایک عرصہ کے بعد روشنی نمودار ہوئی تب حاتم نے معلوم کیا کہ اب یہ غار تمام ہوا لیکن اب یہانسے پھر آئیے
اتنے مین یہ خیال گذرا کہ اگر کوئی اسکی حقیقت پوچھے تو مین کیا جواب دونگا یہ سمجھا آگے بڑھا تھوڑی دور جا کر ایک میدان
وسیع پاکیزہ اوسکو نظر پڑا اور ایک تالاب اسمین اچھا خاصہ ستھرا پانی سے بھرا ہوا ویسا دکھلائی دیا حاتم اپنے ساتھ ایک
صراحی پانی کی اور تھوڑے سے بادام رکھتا تھا کبھی کبھی دو تین بادام کھا لیتا تھا اور ایک گھونٹ پانی پی لیتا تھا
اور رات دن چلا جاتا تھا یکایک پانی چھٹ گیا تب اوسنے تالاب کا پانی پیا اور صراحی کو بھر کر آگے کا رستہ لیا سامنے
سے ایک دیوار لینی نظر پڑی کہ جسکو بیک نگاہ اپنی پگڑی تھام کے دیکھے تو بھی اوسکی پستی تک نہ پہونچے اور بطائر
خیال بھی اوسکی طولانی قیامت تک طے نہ کرسکے یہ آگے بڑھا اور اوس دیوار کے پاس جا کر دیکھا تو ایک دروازہ
نظر پڑا یہ اندر گھس گیا وہان ایک بستی نظر پڑی جب نزدیک پہونچا تو ہزاروں دیو اوٹھے اور چاہا کہ اسکو ٹکڑے ٹکڑے کرکے
کھا جائین اتنے مین ایک نے اونمین مین سے کہا اے یارو یہ آدمی ہے تم اسکو نہ مارو کیونکہ گوشت اسکا نہایت لذیذ ہوتا ہے
اگر تم اسکو کھاؤ گے اور یہ خبر کوئی بادشاہ تک پہونچاویگا پھر وہ تم سبھونکو مروا ڈالیگا چاہیے کہ اسے یہان چھوڑ دو بلکہ بادشاہ
کے پاس لیچلو اونہون نے کہا کہ وہ ایسا ہمارا دشمن کون ہے جو بادشاہ سے کہیگا اوسنے کہا کہ یہ کیا کہتے ہو دیوارون کو بھی کان ہوتے
ہین یہ بات یاد رہے بہتر یہی ہے کہ تم سب کے سب اس سے دست بردار ہو اس بات کو سنکر وہ ڈر گئے اور اوسکو چھوڑ اپنے
اپنے گھر چلے گئے حاتم نے اوس جگہ سے پاؤن بڑھایا اور ایک طرف کو رستہ پکڑا اتنے مین ایک گانو نظر آیا اوسنے معلوم
ہین یا شاید یہ بستی آدمیون کی ہے اس گمان پر آگے گیا تو بہت سے دیوون نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اوسکے کھانیکا
کھلا ارادہ کیا اونمین سے بھی ایک دیو نے کہا کہ تم اسکو نکھاؤ بلکہ جیتا ہی بادشاہ کے پاس پہونچاؤ کیونکہ اوسکی بیٹی نہایت
زر جبر ہے شاید اسی آدمی کے ہاتھ سے اچھی ہو اونہون نے کہا کہ یہ تو کیا کہتا ہے ہم تو سیکڑون آدمیون کو لے لیگئے
اسیر ہوئے ندہ ہوئے اب ہمین ایسی کیا ضرور ہے جو لیجائین یہ تو ملک بادشاہی مین آہی پہونچا ہے اب کہان جا سکتا ہے
لیکر اور یہ کہ کوئی نہ کوئی اسکو بادشاہ تک پہونچائے گا حاتم وہانسے بھی آگے بڑھا اور ایک موضع دوسرا اوسکو نظر آیا
اسکو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لیگئے اوس سردار کی زوجہ کی آنکھیں دکھتی تھین اور پانی آٹھون پہر
بہتا غم سے سردار سر جھکائے بیٹھا تھا حاتم کو دیکھتے ہی سر اوٹھا کر اوسنے کہا کہ تم اسکو اپنے باپ کو کیون لائے ہو
چلے جاؤ پوچھا کرا ہٹا سامنے سے اور اسے چھوڑ دو یہ مختار ہے جہان چاہے وہان چلا جائے حاتم نے جو اوسے غم مین گرفتار دیکھا
بات کا غم ہے اوسنے کہا کہ بھائی میری بی بی کی آنکھیں دکھتی ہین اسی فکر مین رات دن کا چین آرام چھوڑ دیا
ہے اوسنے کہا تم خاطر جمع رکھو مین تیری جورو کی آنکھیں اچھی کر دونگا اس بات کے سنتے ہی وہ دیو اپنی جگہ سے اوٹھا اور

بلاتے ہیں
تین روز
اوس آئینہ
کہ جس سے او

...سکا ہاتھ پکڑ کے اپنے گھر لے گیا اور اپنی جورو کی آنکھیں دکھا کر کہنے لگا کہ اے شخص اگر تیری دوا سے یہ اچھی ہوگی تو جب
جیتی رہیگی تبتلک تیری ممنون احسان رہیگی اور میں بھی اپنی بساط کے موافق کچھ کچھ خدمت کرونگا اس بات کو سنکر حاتم
نے اوس سے کہا بشرطیکہ تو میرے سخن کو قبول کرے جب تیری بی بی کو میں اچھا کروں تب تو مجھے بادشاہ کے پاس
لیجا اور میری حکمت کی تعریف اوسکے سامنے کر تو میں اوسکو دوا دوں اور اچھا کروں اوس دیو نے حضرت
سلیمان کی قسم کھا کر کہا کہ بہت اچھا اگر تیری تدبیر سے اچھی ہوگئی تو میں تجھے دربار شاہی میں لیجاونگا اور بادشاہ کی
ملازمت کروا دونگا حاتم نے ایک مہرہ اپنی پگڑی سے کھولا اور پانی میں رگڑ کر اوسکی آنکھوں میں لگا دیا اوسنے وہیں
شفا پائی اور اوسی گھڑی سے درد جاتا رہا اوسی صورت سے دو تین بار لگایا وہ کنٹر وہیں کھل گئیں اور پانی بند ہوگیا
چند روز کے بعد اوسکو اپنے ساتھ بادشاہ کے پاس لے گیا اور اوسکی تعریف کی بعد عرض کرنے لگا کہ خداوند یہ شخص
دانا ایسے دہر ہے حکمت میں یکتائے عصر ہے چنانچہ میری زوجہ کی آنکھیں کئی برس سے دکھتی تھیں اسنے ایک
پل میں اچھی کیں یہ حال سنکر فرقاش نے اوسپر بہت مہربانی کرکے کہا کہ اے شخص مسافر میں تیرا شکر کرتا ہوں اور
میری قوم سے کوئی میری دوا نکر سکا اگر تیرے ہاتھ سے شفا پاؤں تو میں بھی مرہون احسان رہوں حاتم نے کہا کہ جسوقت کھانا
کھاتے ہو اوسوقت تمہارے پاس امیر امرا جمع ہوتے ہیں اوسنے کہا جتنے چھوٹے بڑے ہیں سب کے سب حاضر رہتے ہیں حاتم نے
کہا کہ آج اوسوقت میں بھی حاضر ہوں وہ بولا اچھا حاتم بھی وہاں اوسوقت موجود ہوا جب دسترخوان وسیع بچھا اور طرح طرح
کے کھانے اوسپر چنے گئے اور کہنے لگا کہ یہ کیا باعث ہے حاتم نے کہا کہ یہ سب دیوؤں کی نظر کا سبب ہے آپکو لازم ہے
کہ خلوت خانے میں اکیلے کھانا نوش جان فرمایا کریں تاکہ اوسکو کوئی نہ دیکھے اوسنے اسی ڈھب سے جو اوسنے بتایا تھا
عمل کیا اور پیٹ میں درد نہوا دو تین روز کے بعد بالکل اچھا ہوگیا تب حاتم کو گلے لگا کر کہنے لگا کہ اے
کیا چاہتا ہے مانگ اوسنے کہا کہ میں انسان ہوں اور مدت سے میرے بھائی تیرے ہاں قید میں اونکو چھوڑ دے
تو عین بندہ نوازی اور احسان ہے سنتے ہی فرقاش بادشاہ نے اون سبکو بلوایا اور خلعت فاخرہ
دیکے کچھ خرچ راہ دیکر رخصت کیا پھر آپ حاتم سے کہنے لگا کہ اب میں عرض رکھتا ہوں اگر قبول کرے کہ میری بیٹی
مدت سے بیمار ہے اگر اوسکو دیکھو اور کچھ تدبیر کرو تو میں نہایت ممنون احسان ہوں اس بات کے سنتے ہی
اوٹھ کھڑا ہوا بادشاہ اوسکو اپنے ساتھ محل میں لے گیا اور دیکھا اوسنے اوسی مہرے کو گھسکر پلایا ایک ساعت
کے بعد دست آنے لگے تمام دن تو یونہیں گذرا شام کے وقت کئی مرتبے قے کی اور غش ہو گیا بادشاہ ڈرا اور کہنے لگا
اے عزیز یہ کیا حالت ہے کہیں ایسا نہو کہ مر جائے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نکر خدا اچھا کریگا رات
اسی طرح سے گذری صبح ہوتے ہی اوسکو بھوک لگی خاصہ یاد کرکے کچھ نوش جان کیا بلکہ ابھی اچھی ہے
پندرہ روز کے عرصے میں وہ آزار بالکل جاتا رہا پھر وہ چمکنے لگا حاتم نے بادشاہ

صت کرو مین اپنے کام کیواسطے جاؤن بادشاہ نے بہت سے روپے اشرفیان اور بہت سے جواہر کے خوان منگواکر اوسکے
رکھے اور کہا اگرچہ یہ تیرے لائق نہین ہے پر ہماری خوشی یہی ہے کہ یہ لے حاتم نے کہا مین تنہا انکو کیونکر اوٹھاؤن اور کہان
ن اوسنے اپنے دیوون کو بلاکر کہا کہ یہ سب زر و جواہر تم اپنے سرون پر رکھکر اسکے ساتھ لیجاؤ حاتم اوس سے رخصت ہوا
ک مہینے کے بعد دیوون نے تمام مال سمیت اوسکو غار پر پہونچا دیا اور آپ چلے گئے اسپر بھی کتنے جاسوس کہ حارث
بیٹی نے غار کے دروازے پر تعین کیے تھے ڈر کر بھاگے جب حاتم نے پکار کر کہا کہ نہ بھاگو مین وہی ہون جو غار کی خبر
لینے گیا تھا خدا کے فضل سے جیتا پھر آیا ہون وہ اوسکی آواز سنکر پھرے تو کیا دیکھتے ہین کہ حاتم ہے جھٹ پٹ
حاتم اوس مال و اسباب کو لیکر کاروانسرا مین آیا اور اوسی سوداگر کو بخشدیا وہ اوسکے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے
اوسکو گلے سے لگایا پھر یہ حال خبردارون نے جاکر اوس لڑکی سے کہا اوسنے حاتم کو بلوا بھیجا اور غار کا ماجرا
پوچھا حاتم نے اوسکی حقیقت سے آگاہ کیا اور کہا کہ ایک شرط مین تیری بجا لایا اب دوسری کہہ اوسنے کہا کہ [illegible]
رات کو ایک آواز آتی ہے کہ وہ کام نکیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسکو سنکر حاتم وہان سے روانہ
ر سر بصحرا چلا چند روز کے بعد یہ آواز اوسکے کان مین آئی یہ اوسکی کھوج مین رات دن پھرنے لگا کہ
ناگاہ ایک گانو نظر آیا وہان لوگ گریہ و زاری کر رہے تھے یہ آگے بڑھا اور اوس خلقت سے پوچھا کہ تم سب کسواسطے
روتے ہو اور کیون جان مین گھوتے ہو کسینے جواب دیا کہ پنجشنبہ کے دن ایک بلائے عظیم آتی ہے
اور وہ ایک آدمی کھا جاتی ہے اگر اوسوقت کسیکو نہ پائے تو تمام شہر کو اوجاڑ دے چنانچہ اس مرتبہ رئیس کے
بیٹے کی باری ہے اس سخن کو سنکر رئیس کے پاس گیا اور اوسے دلاسا دیا کہ تو خاطر جمع رکھ تیرے بیٹے
کے بدلے مین جاؤنگا وہ اس بات پر حاتم کے آفرین کر کے بولا کہ اے جوانمرد چار روز اوس بلا کے آنے
مین باقی ہین حاتم نے کہا اوسکی صورت اگر کسینے دیکھی ہو تو بتاو رئیس نے اوسکی صورت زمین پر کھینچکر
دکھلادی حاتم نے کہا اوسکا نام علوقہ ہے اگر میرا کہنا قبول کرو تو مین یہ تمہارے سر سے بلا ٹالون
اور جس صورت سے بنے اوسے مارون اس بات کو سنکر وہ خوش ہوا اور کہا کہ کیا ارشاد فرماتے ہو اوسنے
کہا تیرے شہر مین کوئی شیشہ گر بھی ہے اوسنے کہا جتنے چاہیے اوتنے پھر حاتم اور رئیس شیشہ گرون کی دکان پر
گئے اور کہا کہ آج کی رات سمیت چار روز کے عرصہ مین ایک آئینہ دو سو گز کا لنبا اور سو گز کا چوڑا بناکر دو کہ یہ
بلا ٹلے نہین تو تمام گانو کو کھا جائیگی غرض رئیس نے اوسی گھری اوتنے بڑے آئینہ کا اسباب منگوایا اور اونہون نے
تین روز مین ویسا ہی آئینہ بنا دیا پھر حاتم کو خبر کی اوسنے کہا تم سب چھوٹے بڑے اس بستی کے جمع ہو کر ہاتھون ہاتھ
اس آئینہ کو لیجا کر کھڑا کرو کہ جہان وہ بلا آتی ہے اونہون نے اوسکے کہنے کے بموجب پھر ایک چادر سفید منگوائی
جس سے اوسکی پوشش ہو وہ چادر بھی آگئی اور اوس آئینہ کو ڈھانپ دیا حاتم نے اونکو کہا اے یارو اب تم اپنے گھر کا

تو اور خاطر جمع سے بیٹھ رہو اور بیٹے تربیت واسطے اتنے روپے خرچ کیے اور تو ہی اوسکے آگے جاتا ہے وہ بولا
بابا جان تم نے تو مجھکو اوسکا نوالا آگے ہی سے مقرر کیا تھا اب کیا ہے جو ارشاد کرتے ہو میری رضامندی اسمین ہے کہ مین اس
جوان کے ساتھ جاؤنگا کیونکہ یہ بیچارہ مجھے اس موذی کے جنگل سے چھڑاتا ہے یہ عجب مسلمانی ہے کہ یہ غریب تم سبھون کے
واسطے جان بوجھکر آپکو اژدہے کے منہ مین ڈالتا ہے اور تم اسکو تنہا چھوڑ جاتے ہو غرض اوسنے ہرگز باپ کی بات نمانی
اور بعد خوشی اوسکی ہمراہی قبول کی جب دن آخر ہوا اور رات ہوئی تب وہ بدستور سابق آواز اونکے کان مین آئی
سب کے سب ڈر گئے تھوڑی دیر بعد علوقہ گنبد کے مانند نمودار ہوا اس صورت سے کہ نہ ہاتھ نہ پانو نہ منہ نہ بدن
ہین اور لوٹتا پوٹتا چلا آتا ہے دھوان اور شعلہ ہر منہ سے نکلتا ہے رہنے والے اوس گانو کے کوس دو کوس سے جو
کھڑے دیکھتے تھے بھاگ گئے حاتم نے جو دیکھا وہ آہی پہونچا فورًا اوس چادر کو آئینے کے اوپر سے اوٹھا لیا اوسنے
اپنی صورت جو اوسمین دیکھی تو دم بخود ہوکر ایسا نعرہ مارا کہ تمام زمین اوس گانو کی اور جنگل ہلگئے اور خلقت غش ہوگئی
آخر اوسنے یہانتک دم کھینچا کہ پیٹ پھٹ گیا ایک ویسی ہی آواز ہولناک بیابان مین پھر پیدا ہوئی کہ سب کے
سب بے ہوش ہو گئے آخر دیر کے بعد جو ہوش مین آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ علوقہ موا پڑا ہے اور اسکے
شکم کی آلائش سے تمام جنگل بھر گیا ہے بلکہ ایک دریا نیلے پانی کا بہتا ہے تب رئیس اور رئیس کا
بیٹا اور رعیت حاتم کے پاونپر گر پڑے اور پوچھنے لگے کہ اے جوانمرد تو کیونکر اوسکے ہاتھ سے بچا اور یہ کس سے مارا گیا
اوسنے کہا کہ اسکا نام علوقہ ہے وہ کسی سے نہ مارا جاتا تھا مگر یہی ڈھب تھا کہ اپنی ہی صورت دیکھے کسی دوسرے کی نہ دیکھے تب غصہ
سے یہانتک اپنا دم بند کرے کہ پیٹ پھولکر پھٹ جائے اس سخن کے سنتے ہی اونہون نے اپنے اپنے مقدور کے موافق ہر ایک طرح کا
زر و جواہر اوسکے آگے لاکر رکھا اور ہاتھ باندھکر بمنت و زاری کہا کہ اسکو قبول کرو تو ہماری تسکین ہو اوسنے کہا کہ صاحبو
مین نے کچھ اس زر و جواہر کے لالچ سے یہ کام نہین کیا مین تو براہ خدا اسی صورت سے کام کرتا ہون اور ایک مدت سے اسی کام پر
کمر باندھے مستعد رہتا ہون پھر اونہون نے پوچھا کہ حضرت سلامت آپکا آنا اس طرف کیونکر ہوا وہ کہنے لگا آج جمعہ ہے اور مین نے یون
سنا ہے کہ ایک آواز اس جنگل کیطرف سے آتی ہے کہ مین نے وہ کام نکیا جو آج کی رات میرے کام آتا اس بات کی تحقیق کرنیکو اپنے شہر سے نکلا اور
یہانتک آپہونچا ہون اب چلا جاونگا رئیس نے کہا کہ صاحب مین ایک مدت سے اس آواز کو یون ہی سنتا ہون پر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ
کسکی آواز ہے اور کہانسے آتی ہے حاتم اوس روز وہین رہا جب رات ہوئی تب ویسی ہی آواز پھر آئی وہ اسے سنتے ہی اوسکی طرف روانہ ہوا
اور کئی دن چلا گیا کہ ایکدن سامنے سے ایک ٹیلا نظر آیا اور اوسکے نیچے پانچ چھہ سو سوار اور پیادے سے دکھائی دیے کہ چلے آتے
ہین پھر جو اوسنے خوب غور کرکے دیکھا تو نہ وہ سوار ہین نہ پیادے ایک قبرستان ہے حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ یہ مزار
صاحب کمالون کے ہین یہ آواز بھی شاید یہین سے آتی ہے یہین بیٹھنا چاہیے اتنے مین رات ہوئی وہ آواز پھر آئی
حاتم یاد خدا مین مشغول تھا جب پہر رات گئی تب ہر ایک قبر سے ہر ایک شخص بزرگ صورت نکلا فرش پاکیزہ اور

ستھرا بچھا کر نورانی حلہ پہنکر اپنی مسند پر بیٹھا اتنے مین ایک شخص بحال تباہ گندے کپڑے پہنے خاک آلود برہنہ پا
ڈولی کو سے نکلا اور خاک پر بیٹھ گیا وہ مسند نشین یہ تو دیکھا کیے تا اوسکی طرف کبھی نظر اوٹھا کر دیکھا نہ کسی نے ایک پیالہ مٹھے کا لایا
تب اوسنے آہ سرد کھینچکر باواز بلند کہا کہ آہ وہ کام کیا جو آجکی رات میرے کام آیا حاتم نے کہا کہ احسان خدا کا کہ مین اپنی منزل
کو پہونچا اتنے مین بہشت سے خوان غیب سے اون بزرگون کے آگے آئے اور اوس ہر ایک خوان مین ایک پیالہ کھیر کا اور ایک
کوزہ پانی کا تھا اور ایک وہ خوانون مین سے جدا اونہون نے کھاتے تھے آپسمین کہا کہ آجکی رات ایک مسافر مہمان
آیا ہے اسکو لے آو کہ یہ خوان علیحدہ اوسی شخص کا حصہ ہے جلد ایک شخص اوٹھا اور حاتم کو لاکر ایک مسند پر بٹھایا خوان
آگے رکھدیا حاتم نے اوس شخص کی طرف دیکھا جو اون لوگون سے دور میلا کچیلا زمین پر بیٹھا نعرہ مار رہا تھا اور ایک خوان
اوسکے آگے بھی دھرا تھا مگر اوسمین ایک پیالہ مٹھے کے دودہ اور سنگریزون سے بھرا ہوا اور کوزہ مین پانی کی جگہ پیپ
اور لہو اس حالت کو دیکھکر حاتم سر جھکا کر کھانا کھانے لگا اتنے مین سب کے سب کھا چکے خوان اوٹھا لیے حاتم نے
متفکر ہوکر اونسے کہا کہ مین آپسے کچھ عرض رکھتا ہون اگر حکم ہو تو عرض کرون اونہون نے کہا کہو وہ بولا کیا تم مسند عز و وقار
سے بیٹھے ہو ایسے کھانے لذیذ کھاو اور یہ غریب روتا ہوا خاک پر بیٹھا مٹھے کا دودہ زہر مار کرے اونہون نے کہا ہم
اس راز سے واقف نہین تو اوسی سے پوچھ حاتم نے اوس سے پوچھا کہ برائے خدا کچھ تو کہہ وہ اس بات کے سنتے ہی
آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہنے لگا کہ اے جوان مرد خوش رہ مین انہین لوگون کا سردار ہون اور میرا نام یوسف سوداگر
ہے سوداگری کے واسطے شہر خوارزم کو چلا جاتا تھا اور بخیل بھی ایسا تھا کہ کبھی خدا کی راہ مین کوڑی پیسا نہ دیا نہ کسیکو
دینے دیا اگر کوئی نوکر چاکر میری چوری سے کسیکو دیتا اور معلوم ہوتا تو اوسے منع کرتا کہ اپنا مال کیون کھوتا ہے بلکہ اکثر غلامون کو
خیرات کرنے پر مارتا تھا وہ کہتے ہم خدا واسطے دیتے ہین کہ یہ ہماری عاقبت مین کام آئیگا غرض ہر چند جب اس قسم کی نصیحت
کرتے تو مین کان نہ دھرتا اور مطلق نہ مانتا کہ ایکدن چور آپڑے ہم سبھون کو لوٹا مار اسی مین گاڑ دیا اونہون نے اپنی سخاوت
کے سبب ایسا مرتبہ پایا اور مین اپنی بخیلی کے باعث سے اس بلا مین مبتلا ہوا وطن میرا چین ہے اور اولاد میری خراب حال
ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج بھیک مانگتی پھرتی ہے اور ایک درخت کے نیچے میرے حجرے کے پاس بہت سا مال اور جواہر گڑا ہے یہ
میرے طالع کی شومی ہے کہ سب نوکر میری مسند پر بیٹھے ہین شیر برنج اور ٹھنڈا پانی نوش کرتے ہین اور مین خستہ حالی مین گرفتار
اور حق تو یہ ہے کہ اپنے کیے کی سزا پاتا ہون حاتم نے کہا کہ کوئی طریقہ تیری نجات کا ہے اوسنے کہا کہ مین تو مدت سے آہ و
زاری کرتا ہون تا کوئی میرے درد کو پہونچے مگر آجکی رات تو آیا ہے اگر تجکو خدا توفیق دے تو شہر مین جا سیدھی حویلی
سوداگرون کے محلہ مین ہے اور یوسف سوداگر نام مشہور ہے وہان جا کر محلہ والون سے میرا حال کہہ اغلب ہے کہ
میرے لڑکے بالے تیرے پاس آئین تب یہ ماجرا تو اونسے بالمشافہ بیان کر اوسکے بعد فلانی جگہ میرا زر و جواہر
بیحد و بے قیاس گڑا ہے اوسکو نکالکر چار حصے کر کے ایک حصہ اونمین سے میرے فرزندون کو دے اور تین حصے

حصہ خدا کی راہ مین خرچ کریو بھوکونکو کھانا کھلا ننگو کو کپڑا پہنا مسافرون کو خرچ راہ دے امید ہے کہ تیری توجہ سے مین نجات
پاون اور اونکا ہمنشین ہون حاتم نے قسم کھا کر کہا کہ اے عزیز اگر مین تیرا کام بخوبی نکرون اور فریاد کو نہ پہونچون تو طے کے
نطفہ سے پیدا نہوا ہون غرض حاتم رات کو وہین رہا اور دیکھا کیا وہ سب عیش و عشرت مین ہین اور یہ فریاد و زاری مین
جب صبح ہوئی شہید اپنے اپنے مکانون مین گئے اور حاتم چین کی طرف روانہ ہوا ایک مدت کے بعد منزلین طے کرتا اور رستہ
سہتا ایک مکان پر جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص کنوے پر کھڑا ہے اور پانی بھرتا ہے یہ بھی وہان پہونچا اور چاہا کہ
اوسکے ہاتھ سے ڈول لیکر پانی پیے اتنے مین ایک سانپ نے ہاتھی سی سونڈ منہ سے نکالی اور اوس شخص کی کمر پکڑ کر
کنوے مین کھینچ لیا حاتم دیکھکر حیران ہوا اور ہاتھ مل کر کہنے لگا اے موذی یہ کیا کیا تو نے جو اس غریب پردیسی کو لیگیا وہان
اوسکے بال بچے امید رکھتے ہونگے کہ بابا جان کچھ خرچ بھیجینگے یا آپہی لیے آتے ہونگے تو نے یہان اوسکو جان ہی سے کھو دیا
یہ سمجھکر پھر اپنے جی مین کہنے لگا کہ اے حاتم افسوس ہے کہ تو اس حال کو اپنی آنکھون سے دیکھے اور اوسکی داد کو نہ پہونچے
پس خدا کو کیا جواب دیگا اور تیرا نام دنیا مین کیا خاک رہیگا یہ کہا اور کنوے مین کود پڑا تھوڑی دور چلا گیا جب زمین
پر اوسکا پانو لگا تب آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ چاہ ہے نہ وہ پانی ایک میدان وسیع نہایت خوش قطع درختون سے ہرا بھرا
لہلہاتا نظر آیا اور اون درختون سے ایک محل سنہرا سا چمکتا ہوا دکھلائی دیا یہ اوسکی طرف چلا اور کہتا تھا کہ
مسافر کو وہ کہان لیگیا اور یہ محل کہانسے پیدا ہوا اسی سوچ مین وہ حویلی کے پاس جا پہونچا تو کیا دیکھتا ہے کہ
ایوان پاکیزہ اور بیٹھکین آراستہ جا بجا تیار ہین ایک مکان مین بلور کا تخت بچھا ہے اور اوسکے نیچے ایک مرد دراز قد
درخت کے مانند سوتا ہے اوسکو دیکھکر وہان گیا اور جی مین کہا کہ ذرا آگے جا کر دیکھیے کہ یہ کون ہے جب نزدیک پہونچا
تب اوسکے سرہانے کھڑا ہوا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ جب یہ اوٹھیگا تب اس سے حال پوچھونگا اتنے مین وہی سانپ
مسافر کو باغ مین کسی جگہ چھوڑ حاتم کیطرف لپکا حاتم مسافر کے باعث سے غصہ مین بھرا ہوا تھا دونون ہاتھ سے اوسکو
پکڑ کر ایسا دبایا کہ وہ چلانے لگا اوسکے شور سے دیو چونک پڑا اور پکارا کہ اے عزیز کیا کرتا ہے یہ میرا ایک بیٹا ہے چھوڑ دے
حاتم نے کہا جبتک یہ مسافر کو نہ چھوڑیگا مین نہ اسکو چھوڑونگا یہ بات سنکر دیو نے سانپ سے کہا خبردار یہ کوئی بڑا
زبردست معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے طلسم کو بھی توڑیگا اور تیرے منہ مین بیٹھیگا حاتم یہ سنکر سانپ کے پیٹ مین گھس گیا
کیا دیکھتا ہے کہ ایک اندھیرا گھر ہے اور سانپ کا کچھ نشان نہین معلوم ہوتا کہ کہان ہے یہ حیران ادھر اودھر
دیکھنے لگا کہ اتنے مین ایک آواز اسکے کان مین آئی کہ اے حاتم اس اندھیرے گھر مین جو چیز ہاتھ لگے خنجر سے ٹکڑے ٹکڑے
کر ڈال تو اس طلسمات سے نکلے یہ سنکر ایک طرف ہاتھ بڑھا کر ٹٹولنے لگا کہ اسی مین ایک چیز کلیجے کی صورت
اوسکے ہاتھ لگی وہین اوسنے خنجر تیز سے اوسے چیر پھاڑ ڈالا فی الفور ایک چشمہ دریا سے زیادہ لہرین لیتا ہوا
پیدا ہوا اور حاتم غوطے کھانے لگا دو تین غوطون کے بعد اسکا پانو زمین کی تہ پر جا پہونچا

اور اوسنے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو وہ نہ سانپ ہے نہ وہ پانی نہ وہ باغ ہے مگر ایک صحرای وسیع نظر آتا ہے اور اوسمین ہزارون آدمی ہین بعضے قریب مرگ پہونچے ہین اور بعضے سوکھکر کانٹا ہوگئے ہین اور وہ مسافر بھی اونہین مین کھڑا ہے حاتم اوسکے پاس جاکر پوچھنے لگا کہ اے بھائی تجھے یہان کون لایا اوسنے کہا مجھے ایک سانپ پکڑ لایا ہے اور اور لوگون نے کہا کہ ہمکو بھی وہی لایا ہے تب حاتم نے اس طلسم کا ماجرا بخوبی بیان کیا اور کہا تم اپنے اپنے گھر جاو مین نے تمہارے دشمن کو مار ڈالا وہ کہنے لگے ہم قیدی ہین مارے بھوک کے مر گئے اور کتنے ہلاکت کے قریب پہونچے حق تعالے تمکو اسکی جزا خیر دے کہ ہم تمہاری دستگیری سے اس موذی کے چنگل سے نکلے یہ کہکر سب اپنے اپنے گھر چلے گئے حاتم رخصت ہوکر چین کیطرف روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر عالیشان کے دروازہ پر جا پہونچا اندر جانیکا قصد کیا دربانون نے روکا کہ کہان جاتا ہے پہلے بادشاہ کے پاس چل اور اوس سے جواب و سوال کر لے پھر جہان چاہنا وہان جانا حاتم نے اونسے کہا بھائیو تمہارے شہر کا یہ کیا چلن ہے مسافرون کو ہر شخص آرام دیتا ہے اور تم لوگ کیسے ہو جو ایذا دیتے ہو دربانون نے کہا اے مسافر اس شہر کے راہ چلنے سے رہگئے اسلیے کہ یہان کے بادشاہ کے ایک لڑکی ہے کہ اوسکے روبرو مسافر کو لیجاتے ہین اور وہ اوس سے تین سوال کرتی ہے وہ جواب نہین دیسکتا آخر صبح کے وقت اوسے سولی دیتی ہے اسیواسطے اس شہر کا نام بیداد نگر رکھا ہے کیونکہ یہان کوئی مسافر جیتا نہین بچتا آخر حاتم اون لوگون کے ساتھ ہوکر بنا چاری بادشاہ کے پاس گیا اور جی مین یہی کہتا تھا کہ دیکھیے وہ کیا پوچھتا ہے جب اوسکے سامنے گیا تب اوسنے پوچھا کہ تو کون ہے کہانسے آیا ہے اور کیا نام رکھتا ہے اوسنے کہا کہ مین بنی آدم ہون اور چین کے جانیکا ارادہ رکھتا ہون میرے نام سے تمہین کیا کام ہے اور کہا کہ اے بادشاہ تیرے سوا کوئی مسافر کو ایذا نہین دیتا بلکہ ہر ایک اپنے حوصلہ کے موافق مہمانی کرتا ہے اسواسطے کہ بھلا کہلائے اور نیکی کے ساتھ اوسکا نام تمام عالم مین آفتاب کے مانند روشن رہے اس کلام کو سنکر بادشاہ رو دیا اور کہا کہ کیا کرون اوس کمبخت لڑکی کے ظلم سے بیداد نگر مشہور ہے کیونکہ یہان ایک مدت سے مسافر مارے جاتے ہین اونکا خون میری گردن پر ہے پہلے اس شہر کا نام عدل آباد تھا حاتم نے کہا پھر تو اوسکو کیون نہین مار ڈالتا وہ بولا کہ آجتک کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ اپنے اولاد کو مار ڈالے پھر حاتم کو محل مین لیگیا حاتم نے لڑکی کو دیکھتے ہی اپنے دل مین کہا کہ اسکے برابر جہان مین کوئی خوبصورت نہین اوسکا پردہ حجاب اوٹھگیا اور ایک تخت مرصع پر حاتم کو بٹھا کر آپ کرسی زرین پر بیٹھی اور دائی کو بلوا کر کہنے لگی کہ اے مادر مہربان آج مین اس مسافر پر عاشق ہوئی ہون اور یہ بھی بزرگ اور معلوم ہوتا ہے حیف ہے کہ صبح کو سولی دیا جاوے دائی نے کہا اے جان مادر تیرے نصیب نہایت بد ہین کیا کہین او بہت غریب غربا امیر امرا تیرے ہاتھ سے مارے گئے

اونکا خون تیری گردن پر رہیگا اور تیری قسمت پر حیف ایسی نیک نہین کہ تیرا کام اوسکے ہاتھ سے نکلے اتنے مین حاتم
نے کہا کہ بھلا مین بھی سنون کہ وہ کونسا کام ہے کہ جسکے واسطے اتنے مسافر مارے گیے ہین دائی نے کہا ایجوان خوشتر و
جب راحت ہوتی ہے تب یہ لڑکی علم جلی دیوانی ہوجاتی ہے اور باتین لایعنی بکتی ہے اور سوال کرتی ہے جب مسافر
اوسکو جواب نہین دیسکتا ہے اوسکو یہ آپ ہی مار ڈالتی ہے یا سولی دلواتی ہے اوسوقت مین اوسکے پاس نہین ہوتی
غرض اوسکی یہی اوقات اور یہی عادت ہے حاتم نے اپنے جی مین کہا کہ دیکھیے اب مجھے موت یہان لائی ہے یا حیات
اتنے مین دائی باورچیخانہ مین گئی اور کہانا لاکر کہنے لگی کہ اے مسافر اجل گرفتہ کچھ اسمین سے کہا اوسنے کہا کہ کہا
جب مین کہاونگا کہ اسکا کام انجام کو پہونچاونگا اب یہ کہانا مجھپر حرام ہے بلکہ جی کا دینا ہے کہانا کہانا نہین اور
یہ بات عقلمندون اور جوانمردون سے دور ہے دائی نے کہا ایجوان معلوم ہوا کہ اسکے کام کا سرانجام تجھ سے
ہوگا کیونکہ تو حق نمک سمجھتا ہے اتنے مین رات ہوگئی اور پھر ایک دو دائی ماما چھوچھو لونڈی غلام نوکر سب جاکر
محل سے باہر گئے اور دروازے کو بخوبی بند کردیا پہر رات کے بعد وہ لڑکی دیوانون کی طرح سے کودنے
لگی اور سخن بیہودہ زبان پر لائی پھر حاتم کیطرف متوجہ ہوکر کہنے لگی ایجوان تجکو اپنی جان کا خطرہ نہ تھا
جو نامحرم ہوکر یہانتک چلا آیا خیر اگر آیا ہے تو ہمارے سوالون کا جواب دے حاتم نے کہا کیا سوال
رکھتی ہے اوسنے کہا پہلا سوال یہ ہے کہ وہ قطرہ کونسا ہے جو جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے تامل کے بعد جواب دیا
کہ وہ قطرہ دریائے اسرار انسان ہے یعنے نطفہ کہ جاندار پیدا ہوتا ہے حاتم نے کہا دوسرا سوال کہہ اوسنے کہا
کہ وہ کونسا میوہ ہے جو سب میوون سے زیادہ میٹھا ہے حاتم نے کہا وہ فرزند ہے کہ سب میوون سے شیرین
ہے پھر تیسرا سوال پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جو ہرکسیکو دکھائی دیتی ہے حاتم نے کہا وہ موت ہے کہ کسیکو
نہین چھوڑتی اس سخن کو سنکر لڑکی نے آنکھین نیچی کرلین اور کانپنے لگی آخرکار کرسی سے خاک پر گر پڑی
اور بیہوش ہوگئی اتنے مین ایک کالا سانپ نہایت ہیبتناک وہان نظر آیا اور پھنپھنا کر حاتم کیطرف
لپکا وہ جی مین کہنے لگا کہ اگر اسکو مارتا ہون تو ایذا دہندہ ٹھیرتا ہون اور اگر نہ مارتا ہون تو یہ مجھکو نہین چھوڑتا
جلد سوچکر وہ مہرہ جو ریچھ کی بیٹی نے دیا تھا پگڑی سے کھولکر اپنے منہ مین رکھ لیا اور اوس سانپ کو اپنے
ہاتھ سے پکڑکر ایک ہانڈی مین بند کرکے خنجر کمر سے نکالکر انگنائی مین قد آدم گڑھا کھود کر گاڑدیا اور آپ تخت پر
جا بیٹھا پچھلے پہر تلک لڑکی ہوش مین آئی اور اپنی منہ پر نقاب ڈالکر کہنے لگی کہ اے نامحرم تو کون ہے اور اس تخت
پر کسی سطے بیٹھا ہے حاتم نے کہا اے نادان تو اتنے مین بھول گئی مین وہی ہون کہ کل رات تیرے باپ کے لوگ مجھے
باندھ ہاتھ تیرے پاس چھوڑ گئے اس بات کے سنتے ہی اوسنے اپنی دائی سے کہا کہ کیا سبب ہے جو یہ مسافر آج جیتا بچا
دائی نے کہا خدا نے اپنی حفاظت مین رکھا یا ہم تم اپنا حال کہو کہ اب کیسی ہو اوسنے کہا کہ آج مین اپنا بدن ہلکا

معلوم ہوتا ہے نہین تو ہمیشہ تمہاری رہتا تھا حاتم سے پوچھنے لگی کہ اے جوان تو نے یہان کیا دیکھا اور تو کیونکر بچ آیا
حاتم نے کہا مین تجھے اس بات سے ہرگز آگاہ نکرونگا اتنے مین نور کا تارہ چمکا بادشاہ آیا اور حاتم سے پوچھنے لگا کہ اے
مسافر تو کیونکر جیتا بچا حاتم نے کہا جب پہر رات گئی تو آپکی لڑکی دیوانی ہوئی اور کلمہ واہی تباہی بکنے لگی اور منہ سے
کف نکالتی ہوئی میری طرف دوڑی اور کہنے لگی کہ اے نامحرم تو نے اتنا مقدور کہان سے پیدا کیا جو بیدھڑک میری حویلی
مین آیا خیر اگر اب آیا ہے تو میرے سوال کے جواب دے آخرکار اوسنے مجھسے کئی سوال کیے اور مینے خدا کے فضل سے اون
تینون کے جواب بخوبی دیے اس بات کے سنتے ہی وہ تھرتھرائی اور کرسی سے گر کر بیہوش ہو گئی پھر ایک شخص اوسکے
پہلو سے نکلکر مجھپر لپکا مینے اوسکو انگنائی مین گاڑ دیا اور دیکھا تو پھر وہ لڑکی ہوش مین آئی اور حجاب کرنے لگی بادشاہ
نے پوچھا اے جوان یہ کیا اسرار تھا حاتم بولا کہ ایک جن اس لڑکی پر عاشق تھا کہ سانپ بنکر ہر ایک مسافر کو مار ڈالتا تھا بارے
خدا کے فضل سے یہ بلاے عظیم تمہاری سر سے ٹلی بادشاہ نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے شخص یہ لڑکی تجھے دی اور
یہی میرا قول تھا لازم ہے کہ تو بھی قبول کر کہا ایک شرط سے مین جہان چاہون وہان لیجاؤن میرا مزاحم نہو اوسنے کہا اب
تم مختار ہو جدھر چاہو ادھر لیجاؤ پھر اوسی گھڑی بیٹی اوسکے باپ نے اپنے گھرانیکے رسوم کے موافق اسکا نکاح حاتم کے ساتھ
بندھوا کر اوسکا ہاتھ حاتم کے ہاتھ مین پکڑا دیا حاتم نے تین مہینے تک وہان ہر ایک رات اوسکے ساتھ عیش و عشرت مین
گذاری جب اوس عورت کو پیٹ رہا تب حاتم نے اوس سے کہا کہ اب تو مجھکو رخصت دے اور ایک میری بات سن کہ
مین یمن کا رہنے والا ہون اور نطفہ طے کے نطفہ سے ہے اگر لڑکا ہو تو اور مین جانیکا قصد کرے تو اوسکو اس پتہ سے
یمن مین بھجوا دینا اور اگر لڑکی ہو تو کسی مرد نیک سیرت فرشتہ خصلت سے منسوب کر دینا اگر مین جیتا رہونگا تو ایکبار
تیرے پاس مقرر آؤنگا اس طرح کی دو چار باتین کر کے اوس سے رخصت ہوا تھوڑے دنونکے بعد شہر چین مین پہنچا
اور وہانکے رہنے والون سے پوچھنے لگا کہ اس شہر مین سوداگرونکا محلہ کہان ہے غرض پوچھتے پوچھتے وہان جا پہنچا
اور کہنے لگا کہ اس محلہ مین یوسف سوداگر کی حویلی کونسی ہے اور اوسکی اولاد مین سے بھی کوئی ہے لوگ دوڑے اور اوسکی
بیٹی کو خبر کی کہ ایک مسافر کہین سے آیا ہے اور تمکو بلاتا ہے وہ اس بات کو سنکر دوڑتی ہوئی حاتم کے پاس آئی اوسنے کہا کہ اے لڑکی
مجھے تمہارے باپ نے بھیجا ہے اور ایک پیغام دیا ہے اس سخن کو سنتے ہی سب لوگ ہنس پڑے اور کہنے لگے اے مسافر معلوم ہوتا ہے کہ
دیوانہ ہے جو بیہودہ باتیں بکتا ہے اوسکو مرے ہوے مدت ہوئی اور ہم تعجب کرتے ہین کہ اوسنے تیرے ہاتھ پیغام کیونکر بھیجا ہے حاتم نے کہا
یارو مین کیا جانون کہ یوسف سوداگر سوداگرونکے محلہ مین رہتا تھا ایک پتا اسکا سو اوسنے بھی بتا دیا ہے کہ فلانی حجرہ مین جو اوسکے
سونیکی جگہ تھی اوس جگہ کو کھودو اوسکے پاس ایکدرخت ہے اوسکے نیچے بیت المال جواہر گڑا ہے لیکن اوسے کوئی نہین جانتا اور جسقدر
زر و جواہر نکلے چار حصہ کرو ایک حصہ تم لو اور تین حصے خدا کی راہ مین خرچ کرو یہ کہکر پھر اوسنے سب ماجرا جو دیکھا تھا ابتدا سے
انتہا تک بخوبی ظاہر کیا کہ مین اس سبب سے فلانے جنگل مین گیا تھا وہان بادشاہ [illegible] قاصد بنکر آیا تب دونون نے کہا

کہ یہ حرکت وے بادشاہ کی خبر ہے کیونکر کرین آخرکار وہ سب اوسکو اپنے بادشاہ کے پاس لیگئے بادشاہ نے پوچھا کہ ای شخص تو نے کیا دیکھا کہا جہان پناہ مینے اس سوداگر کو اسطرح دیکھا ہی اور یہ پیغام اونے میری ہاتھ بھیجا ہی اس بات کو سنکر وہ بھی ہنسا اور کہنے لگا کہ کیا کوئی تیری شہر مین جراح فصد کو نہین ملا جو تو یہان آیا تو تو اچھا خاصہ دیوانہ ہو جا اپنی فصد لے کیونکہ اونکو مرے ہوے سو برس ہوے پھر تجھسے ملاقات کیونکر کی ای بیوقوف کہین مرے بھی کسی سے ملاقات کرتے ہین جو اونے تجھسے کی یہ حقیقت تجھسے کہلا بھیجی ارے ہی کوئی اس دیوانہ کو شہر بدر کرے حاتم نے عرض کی ای بادشاہ عادل وای دستگیر درماندگان یہ کیا بات ہے تم یہ نہین جانتے کہ شہید ہمیشہ زندہ رہتے ہین اور یوسف ایک مرد بخیل تھا وہ اس خست سے رنج و مصیبت مین گرفتار ہی یہ بات مانو کہ وہ عجیب عذاب سے چھوٹے ثواب مین داخل ہو اسکے سوا اگر مین دیوانہ ہون تو اس حجرہ کے خزانہ کی کیونکر خبر رکھتا ہون بادشاہ اس خبر کو سنکر متعجب ہے اور حاتم کو ساتھ لیکر یوسف کے مکان پر گیا پھر اوس حجرے کو کھدوا اونا شمار مال نکلا تب بادشاہ نے اوسکے چار حصہ کرکے ایک اوسکی لڑکی کو حوالہ کیا اور تین حصہ حاتم کو دیکر کہا کہ ای عزیز تو مرد دیانت اور شخص باامانت ہے اس خزانہ کو اپنی ہی ہاتھ سے راہ مولی مین خرچ کر حاتم نے تھوڑے کر دنو مین اوسے خرچ کر ڈالا بھوکونکو کھانا ننگونکو کپڑا محتاجونکو روپیے اتنے دیے کہ مالا مال ہو گئے پھر بادشاہ سے رخصت ہوکر شہر عادل آباد مین آیا اپنے قبیلہ سے ملا کہ پسر لڑکا جو پیدا ہوا تھا اوسکو دیکھکر بہت خوش ہوا اور سالم نام رکھا کئی دنکے بعد رخصت ہوکر جنگل کی راہ لی کئی دنکے عرصہ مین قبرستان مین پہونچا تین روز وہان رہا شب جمعہ کو وہ شہید سب بدستور اپنی اپنی قبرونسے نکلے اسی فرش تکلف بچھا کر بیٹھے وقت سینی پر اسیطرح سے اونکے آگے کھانے چنے گئے پھر اونکے پیچھے اوس سوداگر کے بھی آگے ویسا ہی کھانا رکھا گیا اوسکے بعد حاتم نے ملاقات کی سوداگر نے حال پوچھا وہ کہنے لگا کہ ای جوانمرد جزاک اللہ فی الدارین خیر اس نیکی کا ثمرہ حق تعالی تجھے دے سچ تو یہی کہ ایک جوانمرد راست گو تو ہی نظر آیا اور تیری ہی باعث سے یہ مرتبہ ملا جو اس بلا سے نکلا اور اونکے سامنے فریاد کرنے سے باز رہا کھانا پانی برابر مجھے پہونچتا ہے لیکن مسندین اور پوشاکین اونکی تکلف ہین کیونکہ اونہون نے اپنی ہاتھ سے جیتے جی خیرات کی اور مینے مرے پیچھے پریشانی کھینچکر تب بھی خدا کے فضل و کرم سے بہت آسودہ ہون خدا تجھکو جزای خیر دے پھر حاتم وہان سے رخصت ہوا اور ایک جنگل مین جا پہونچا وہان ایک عورت پیر سال فقیرون کی طرح سے بیٹھی ہوئی بھیک مانگ رہی تھی حاتم نے اپنے ہاتھ سے الماس کی انگوٹھی اوتار کر اوسکو حوالہ کی اور آپ روانہ ہوا اتنے مین بڑھیا نے پکار کر کہا کہ ای دو کوئی ہی پردیسی کا خدا حافظ ہی اس آواز کے سنتے ہی سات جوان مسلح تلوارین لگائے جنگل سے داہنے بائین سے نکل آئے اور حاتم سے ملاقات کر کے ساتھ ہولیے چنانچہ وہ ساتون چہرا اوسی چڑیل کے بیٹے تھے اونہون نے اوس جسٹرا او انگوٹھی کو دیکھکر پہچانا کہ سونیکی جسٹر یا جالی ہے غرض وہ اوسکے ساتھ ہولیے اور ادھر ادھر کی گپ شپ ہانکتے ہوئے کہنے لگے کہ ای جوانمرد ہم چاہتے ہین تیرے طفیل سے شہر مین پہونچین اور وہانکے بادشاہ کی نوکری کرین حاتم نے کہا اچھا چلے چلو کھانے پینے کا کچھ اندیشہ نکرو جب حاتم اونکے دم مین آیا تب اوسکے پیچھے سے کمند ڈالکر ہاتھ پانو باندھکر دو تین خنجر مارکر ایک کنوے مین گرادیا اور جو مال متاع تھا لیلیا گردیا

ایک بگڑی جسمین جھرہ تھا لپیٹی لیٹا لی رہگئی وہ کئی روز تک کنوئی مین زخمی پڑا رہا دو تین روز کے بعد جب ہوش آیا تب اوس
نے گٹھری کو بگڑی سے کھولا اور کنوئی مین خشک پتھر پر بیٹھکر اپنے تھوک سے وسکو تر کیا اور اون زخمون پر جو بین لگایا سب بھر گئے اور درد
جاتا رہا پھر اوسنے اپنے جی مین کہا افسوس نادان نامردون نے دغا کی اگر راہ خدا مین مجھسے مانگتے تو قسم ہے سبکا سب بخوشی
دیدیتا اب بھی ملین تو اتنا کچھ دون کہ جبتک جئین کبھی محتاج نہون یہ اسی سوچ مین تھا کہ آنکھ لگ گئی خواب مین کیا دیکھتا
ہے کہ ایک شخص باواز بلند یہ کہتا ہے اے حاتم غم نکھا خدای کریم نے تجھے یہان پہونچایا ہے یہ بھی اوسکی حکمت سے خالی نہین تھا یہان
ایک گنج عظیم گڑا ہے حق تعالی نے یہ مال تیرے ہی واسطے چھپا رکھا ہے اب دیکھو اور لے اوسنے کہا اے بزرگ مین تن تنہا کیونکر لون کہان
لیجاون وہ بولا کل دو شخص اس مکان پر آوینگے اور تجھے اس اندھیرے کنوئی سے نکالینگے چاہیے کہ اونکو متفق کرکے اس مالکو نکالے حاتم
خوش ہوا اور درگاہ الہی مین سر جھکا کر سجدہ شکر الہی بجالایا اتنے مین پو پھٹی اور روز کا تڑکا ہوا ایکدم کے بعد دو شخص اوس
کنوئی پر آئے اور پکار کر کہنے لگے اے حاتم اگر جیتا ہے تو جواب دے اوسنے کہا کہ ابتک تو خدا کے فضل و کرم سے جیتا ہون تب اونہون نے
اپنے ہاتھ بڑھا کر کنوئی مین ڈالے اور کہا تو ہمارے ہاتھ پکڑ کر چڑھ آ حاتم دستگیری سے نکلا اور اونسے ملاقات کی کہنے لگا کہ
یہان گنج عظیم گڑا ہے اگر تم نکالو تو ہاتھ آئے اونہون نے کہا تم یہان ٹھیرو ہم آتے ہین یہ کہکر ایک اندر بیٹھا دوسرا اوپر کھڑا رہا
وہ مال نکالکر اوپر پھینکتا تھا اور یہ انبار کرتا جاتا تھا غرض ایکدم مین وہ سبکا سب نکالکر اونہون نے حاتم کے حوالہ کیا
اور آپ رخصت ہوکر کسیطرف کا راستہ لیا حاتم جی مین کہتا تھا اگر اسوقت وہ چور میرے پاس ہوتے تو سبکا سب اونکو
بخشدیتا تاکہ وہ بندگان خدا کو ایذا نہ دیتے حاصل کلام ایک جوڑا کپڑا لیا اوسمین سے پہنا اور تھوڑا سا زر و جواہر اپنی
جیب مین ڈالکر اون چورونکی تلاش مین روانہ ہوا اور دعائین مانگتا تھا کہ الہی اوس بڑھیا کو پھر مجھسے ملا تھوڑی دور
پہونچا ہوگا وہ بڑھیا بر سر راہ بحال تباہ فقیرون کی طرح بیٹھی سوال کررہی تھی کہ جانیوالے بابا کچھ خیرات دیتے جا
اوسکو دیکھتے ہی دوڑا اور خوش ہوکر مثل گل کھلا اور مٹھی بھر کر روپیہ اشرفیان جیب سے نکالکر اوسکو دین اور اپنا
حاتم آگے رکھا اوسنے وہ روپیے لیے اور پھر اوسی طور با آواز بلند کہا کہ اے دینے کا راہ باٹ مین خدا نگہبان ہے
اس آواز کے سنتے ہی ساتون چور پھانسی گر پھر کسی کسائی ادھر اودھر سے آئے اور اوس سے ملاقات کرکے کہنے لگے
اے جوان تو کہان جاتا ہے اوسنے کہا اے عزیزو مین تمسے ایک عرض رکھتا ہون اگر قبول کرو تو کہون اونہون نے
کہا کیا کہتے ہو حاتم نے کہا اگر تم سب توبہ کرو اور پھر دم آزاری سے ہاتھ اوٹھاو تو مین اسقدر زر و جواہر دون کہ وہ تمہارے
سات پشت تک کام آئے اونہون نے کہا کہ ہم تو پیٹ ہی کیواسطے اپنے اوپر عذاب لیتے ہین اور لوگونکو اذیت دیتے
ہین اگر اتنا مال و اسباب پاوین تو آج ہی کی تاریخ سے عہد کرتے ہین کہ تمام عمر یہ کام نکرین حاتم نے کہا تم خدا کی قسم کھاؤ
تو مین تمھین گنج دون کہ نہال ہوجاؤ یہ بات سنکر کہا کہ دکھاؤ تو ہم توبہ کرین حاتم اونکا ہاتھ پکڑ کر اوس کنوئی پر لیگیا
اور اوس زر بیشمار کو دکھا کر کہنے لگا اب اسے لو اور اپنے وعدہ کو وفا کرو وہ اوسکو دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی

اور ہاتھ باندھکر یہ کہنے لگے کہ آپ جو کہو سو کریں حاتم نے کہا تم اس طرح سے قسم کہاؤ کہ خداوند تو دانا بینا ہے اور ہر ایک کا احوال جانتا ہے اگر آج سے ہم کسیکا مال چرائیں یا کسی پردیسی کو ستائیں تو غضب مین گرفتار ہون اونہون نے اسی طور سے قسم کہائی اور چوری سے توبہ کی حاتم نے وہ زر و جواہر سب اونکو بخشا اور رنہ راہ راست دکہا کر جنگل کا رستہ لیا کہ ایک کتا زبان نکالے سامنے دکہائی دیا اوسنے معلوم کیا کہ شاید اس صحرا مین کوئی قافلہ اوترا ہے اور یہ کتا اوسی قافلہ کا ہے جب وہ اوسکے پاس آیا تب حاتم نے اوسکو گود مین اوٹھا لیا اور اوسکے واسطے پانی ادہر اودہر ڈہونڈھنے لگا اور جی مین کہتا تھا کہ اس جنگل مین کوئی چشمہ ملے تو اس پیاسے کو خوب سا پانی پلاؤن اتنے مین ایک گانو دکہائی دیا حاتم اوس طرف روانہ ہوا وہان کے لوگ گیہون کی روٹیان اور مٹھائی مسافرون کو دیتے تھے حاتم کے آگے بھی لے آئے اونہ وہ مٹھائی اور روٹیان لیکر کتے کو کھلائین کتے نے پیٹ بھر کر کھایا مگر حاتم اوسکی طرف دیکھکر کہتا تھا کیا خوش ترکیب اور خوبصورت کتا ہے اور وہ اوسکے سامنے بیٹھا ہوا شکر خدا کر رہا تھا اتنے مین حاتم نے شفقت سے اوسکے سر پر ہاتھ پھیرا اور دل مین خدا کو یاد کرکے یون کہا کہ یہ تیری ہی قدرت ہے کہ اٹھارہ ہزار عالم کو پیدا کیا اور ایک کی شکل کو دوسرے کی صورت سے ملنے نہ دیا اتنے مین ایک سخت سی چیز شاخ کے مانند اوسکے ہاتھ مین لگی جب خوب غور کرکے دیکھا تو ایک میخ آہنی نظر آئی فوراً وہ میخ اوسکے سر سے نکال لی وہ کتا ایک جوان خوشرو خوبصورت ہو گیا حاتم متعجب ہو کر کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا یہ کیا بھید ہے اور تو کون ہے کہ پہلے تیری صورت حیوان کی تھی اور اس میخ کے نکالتے ہی تو انسان ہو گیا اوسنے دیکھا کہ اس شخص نے مجھپر احسان کیا ہے اس سے اپنا حال نہ چھپانا چاہیے اس بات کو سوچکر اوسکے پاؤن پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اے مرد بزرگ مین بنی آدم ہون تیری دستگیری سے اپنی اصلی صورت پر آیا حاتم نے کہا کہ یہ کیا سبب تھا کہ تیری صورت کتے کی ہو گئی تھی جوان نے کہا مین ایک سوداگر کا بیٹا ہون میرا باپ بہت سا مال و اسباب لیکر چین کو گیا تھا وہ مال اوسنے وہان بیچا اور وہان کچھ مول لیکر ختا مین آیا اور اوسکے فروخت سے بہت سا نفع حاصل کیا اور مجکو دہوم دہام سے بیاہ دیا چند روز جیا پھر شربت اجل پیکر مر گیا مال و اسباب زر و جواہر میرے ہاتھ لگا مین ایک مدت تک اوسکو بیچکر عیش و عشرت کرتا رہا جب وہ کم ہونے پر آیا تب مین ختا کا مال خرید کرکے شہر چین مین گیا اور خرید و فروخت کرکے پھر اپنے شہر کو روانہ ہوا جبتک مین آؤن وہ عورت بدذات جو باپ نے بیاہ دی تھی پیچھے ایک غلام حبشی سے اولجھ گئی تھی اور یہ میخ لوہے کی جادوگرون سے پڑھوا کر اپنے پاس رکھ چھوڑی تھی جب مین گھر مین آپہونچا اور ایکدن غافل سو گیا تو اوسنے فرصت پاکر یہ میخ میرے سر مین ٹھونکدی مین اوسیوقت کتا ہو گیا اوسنے اوسی گھڑی نکال دیا مین کان سمیٹ بہاگتا بازار مین آیا وہان کتے اجنبی جانکر بھونکنے لگے اور کٹنے ہی دوڑے انکے دہشت سے آج تیسرا دن ہے کہ مین شہر چھوڑکر اس جنگل مین بھوکا پیاسا پڑا پھرتا تھا آگے کیا کہون بارے خدا نے اپنے فضل و کرم سے تجھے اس مقام پر بھیجا کہ تو نے کہانا کھلایا پانی پلایا آدمی بنایا حاتم اس بات کے سنتے ہی

شہر نزدیک ہوا اور کہنے لگا ایعزیز تیرا گھر کس شہر مین ہے اوسنے کہا کہ اس جنگل سے تین روز کے راہ ہے اور اسکو شہر
شوبر کہتے ہین حاتم نے کہا کہ اس شہر مین تو حارث سوداگر بھی رہتا ہے اور اسکی بیٹی تین سوال کہتی ہے اس لڑکی
نے مجھے اس بات کی خبر کو بھیجا ہے کہ دیکھے وہ کام نہ کیا جو آج کی رات میرے کام آتا اسنے کہا صاحب یہہ بات سچ ہے
اور مین بھی اسی شہر کا رہنے والا ہون پھر حاتم نے کہا ای بندۂ خدا تو اس میخ کو اپنے پاس رہنے دے اگر تیرا جی بدلا
لینے کو چاہیگا تو فرصت پاکر اسکی جورو کی سر مین گاڑ دینا وہ کتیا ہو جاویگی اسی ڈھب سے وہ باتین کرتے ہوے
وہ دونو وہانسے چل نکلے تین روز کے عرصہ مین اسمین داخل ہوے اور وہ جوان حاتم کو اپنے ساتھ لیکر گھر آیا دیوڑھی پر
بٹھا کر آپ اندر گیا لونڈیان باندیان پاؤن پر گرین اور بی بی اس حبشی سے لپٹی ہوئی سوتی تھی اس حال کو دیکھکر
اسنے تلوار نیام سے لی اور اس غلام کی گردن کاٹ ڈالی پھر میخ بی بی کے سر مین ٹھونکی فوراً وہ کتیا ہو گئی
تب وہ وہی رسی سے باندھکر باہر نکل آیا اور حاتم کا ہاتھ پکڑ کر اندر لیگیا اور ایک مسند عالی پر بٹھا کر دکھایا اور کہا
یہہ جو تو دیکھتا ہے یہی جسنے مجھے آدمی سے کتا بنایا تھا اور یہہ وہی حبشی غلام نمک حرام ہے جو اسکے سنگ ہم بغل تھا اسکو دیکھکر
حاتم متعجب ہوا اور کہنے لگا ایعزیز تو نے اسکو کیون مار ڈالا وہ بولا یہی آپکے آگے آئی اس ہیبت سے اب کوئی ایسا کام نکریگا بلکہ اس
کو سنکر جو کوئی بھی ہوگا باز رہیگا یہہ حرکت بیشک عبرت کیواسطے کی ہے یہہ بات کہکر اسکو اپنے صحن خانہ مین گاڑ دیا اور ہر ایک لونڈی غلام کو انعام دیکر
سرفراز کیا اور تمام رات حاتم کو مہمان کیا اور خوب ہی ضیافتین کھلائین اور صبح تک عیش و عشرت مین مشغول رہا جب روشن ہوا تب
حاتم اس سے رخصت ہوکر کاروان سرا مین آیا اور اس سوداگر بچے سے ملاقات کرکے پوچھنے لگا کہ کیا کرتے ہو کہو خوش تو ہو اوسنے
کہا بندہ پرور آپکی جان و مال کو دعا دیتا ہون الحمد للہ وہ آواز نہین آئی اسواسطے حارث کی لڑکی تیری آپکی منتظر ہے
حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہین خدا کے فضل و کرم سے مین اسکی خبر لایا ہون یہہ کہکر وہ حارث کی بیٹی کی دروازہ پر گیا
خبرداران نے جاکر یہہ خبر پہنچائی وہ دالان کے در پر پردہ ڈال کر اندر ہو بیٹھی اور لوگون سے کہنے لگی کہ اسکو بلوالو وہ
بالا مجلس حاتم پردے کے قریب آیا تب اسنے اسکو کرسی پر بٹھاکر سوال کا احوال پوچھا حاتم نے ابتدا سے انتہا تک جو سنا
اور جو دیکھا تھا وہ سبھی بیان کیا اسنے کہا ای جوان راستگو یہہ سچ کہتا ہے کہ اب وہ آواز نہین آتی مگر اب جلد جا اور ماہرو شاہ
کا احوال لا حاتم اس سے رخصت ہوکر سوداگر بچے کے پاس آیا اور کہا تو خاطر جمع رکھہ مین ماہرو شاہ کا احوال لینے جاتا ہون اگر
تیسرا سوال بھی ادا کرون تو تیری معشوقہ سے تجھے ملا دیتا ہون اس سے رخصت ہوکر سبحان چند روز مین ایک درخت کے
نیچے بیٹھکر فکر کرنے لگا کہ اب بہتر یہہ ہے کہ دیو کے بادشاہ سے ملئے اور اس ماہرو شاہ کا مکان پوچھئے وہ مقرر پتا بتا
لگا دیگا یہہ دل مین ٹھہرا کر اس غار مین اترا کہ جس مین پہلی گیا تھا تھوڑے دنون کے بعد پھر وہی جنگل خوش اسلوب نظر آیا اسکو
طے کرکے اسکا دمین پہنچا وہانکے لوگ حاتم کو دیکھکر بستی مین لیگئے مسند پر بٹھایا مہمانی کی اسیطرح ہر شخص اپنے گاؤن مین لیجاتا

اور مہمانی کرتا آخر فرقاش بادشاہ کی محل تک پہونچا اُسنے استقبال کیا اور ایک مسند عالی پر تعظیم تمام بٹھایا
اور بہت خوشی و عیش کی مجلس جمائی اور پوچھا کہ آپکے تشریف لانیکا سوجب کیا ہے حاتم نے کہا ماہرو پری شاہ کے ہاتھ میں
جو مہرہ ہے اب یہہ فدوی اوسکے لینے کو آیا ہے اوسنے کہا اے جوان وہ مہرہ ہاتھ سے لینے کی کسکو طاقت ہے دیووں کی
مجال نہیں کہ وہاں جائیں اور سلامت پھر آئیں تو بیچارہ غریب کس شمار و قطار میں ہے حاتم نے کہا کچھ اندیشہ نہیں
یہی میں تمسے ایک شخص بطور رہبری کے چاہتا ہوں اسواسطے کہ میں راہ نہیں جانتا ہوں اسجواب کو سنکر فرقاش دم بخود
ہوگیا اور کچھ نہ بولا حاتم تین روز تک وہین رہا چوتھے دن کہنے لگا کہ اب میں رہ نہیں سکتا کہیں ایسا نہو کہ وہ
عاشق بیچارہ انتظار میرا کھینچکر مرجاوے اور اوسکا خون میری گردن پر ہو قطع نظر اسکے اگر میں یہاں عیش و عشرت میں ہوں
تو خدا کو کیا جواب دونگا فرقاش نے کئی دیو حاتم کی ساتھ کر دیئے کہ تم اسکو ماہرو بادشاہ کی سرحد میں پہنچا دو اور
اوسکے آنے تک وہین بیٹھے رہو حاتم اونکو ساتھ لیکر وہانسے روانہ ہوا اور ایک مہینے کے عرصہ میں ماہرو پری بادشاہ کے
سرحد میں جا پہنچا انہوں نے عرض کی کہ اس پہاڑ سے اُسکا عمل شروع ہے اب ہمارے طاقت نہیں جو آگے قدم رکھیں کیونکہ
جو اسکے قلمرو میں جاتا ہے وہ اسکو جیتا نہیں چھوڑتا غرض وہ وہیں رہے اور حاتم وہانسے رخصت ہوکر اوسکی عملداری میں داخل
ہوا چند روز کے بعد ایک پہاڑ آسمان سے باتیں کرتا ہوا دکھلائی دیا اور درخت جیسے آسپر ہرے بھرے پھلے ہوئے نظر آئے تو وہ اسکی
طرف چلا جب قریب گیا تب ہر ایکطرف سے پریزاد دوڑے اور گھیر لیا اور کہا کہ یہ آدمی ہے اسکو جیتا نہ چھوڑنا چاہیے کیونکہ یہہ پہاڑ پر چڑھنے
کا ارادہ کرتا ہے آخر میں ایک پری بھی پریزاد پہاڑ سے اوتری اور اسکا ہاتھ پکڑ کر اور طوق و زنجیر پہنا کے پوچھنے لگے کہ تو کون ہے اور یہاں
کسلیے آیا ہے اور کون ہے جو تجھے یہاں لایا ہے سچ بتلا حاتم نے کہا مجھکو یہاں خدا لایا ہے اور میں شہر صورتی سے آیا ہوں اسبات کے سنتے
ہی انہوں نے کہا معلوم ہوتا ہے تو ماہرو پری بادشاہ کا مہرہ لینے آیا ہے کیوں سچ کہا یا نہیں تب وہ اپنے دلمیں سوچنے لگا کہ اگر سچ کہتا ہوں
تو یہ جیتا نہ چھوڑینگے اور اگر چھپاتا ہوں تو جھوٹا ٹھہرتا ہوں اس سے یہ بہتر ہے کہ چپکا رہوں یہہ سمجھکر گونگا بنگیا کچھ جواب نہ دیا
تب پریزادوں نے آپسمیں مشورت کی کہ اسکو آگ میں ڈالا چاہیے اور انہوں نے ہزاروں لکڑیاں جمع کرکے آگ بھڑکائی جب اوسکی لو آسمان تک
پہنچی اسکو اوٹھا کر اوس آگ میں ڈالدیا حاتم تین روز اوسی آگ میں رہا وہ جلتی رہی اوسکے بعد جو نکلا تو ایک تار بھی اوسکے
جامہ کا نہ جلا تھا وہاں سے ایکطرف کو روانہ ہوا تھوڑی سی دور گیا تھا کہ پریزاد ہر طرف سے دوڑے اور پوچھنے لگے کہ اے جوان
تیری صورت کا ایک اور شخص دو چار ہی دن کا ذکر ہے کہ آیا تھا اوسکو آگ میں ہمنے ڈالکر خاک سیاہ کردیا اب تو آیا ہے
کیا تجھی کو دوسرا پایا اور پیدا ہوا ہے کہ حاتم نے کہا اجی جو ہلاک کدہ میں پڑی وہ کیونکر جیتا بچے پھر اوسکو اونہوں نے ایک
شیشہ پہاڑ کے نیچے تین روز تک دابرکھا چوتھے دن اسکو اسسے نکال کر رسی و رسّی سے ٹانگ پھر ایک جھٹکا
کہ وہ وہاں سے اٹھارہ کوس پر دریا شور تھا اوسمیں جا پڑا اور ایک گھڑیال اوسکو نگل گیا اس صدمہ سے وہ عالم بیہوشی
میں تھا کہ کچھ نہ سمجھا کہ میں کہاں تھا اور کہاں آگیا اسکو گھڑیال کے پیٹ میں دیکھکر گھبرایا اور اوسکے دل و جگر کو دوڑ دوڑ کر

پانون سے کچلنے لگا اوسکے باعث سے وہ عاجز ہوکر خشکی مین گیا اور قے کرنے لگا حاتم اوسکے مونہہ سے نکل پڑا اور اوسکے
بیچ جو کا پیاسا کہ سیدھے کو چلا جب طاقت طاق ہوگئی بلکہ ریت مین گرا اور ہر ایک سمت کو تکنے لگا اتنے مین ایک غول
پریزادون کا اٹکھیلیان کرتا ہوا آپہونچا اور ہر ایک اوسے دیکھکر آپسمین کہنے لگا کہ یہہ آدم زاد کون ہے اور یہان کیونکر آیا ہے
تحقیقات کیا چاہیے ایک نے آکر حاتم سے کہا اے آدمزاد تجکو یہان کون لایا ہے جلد جا حاتم نے کہا مجکو خدای کریم الرحیم
لایا ہے کہ جسنے مجھے اور تجھے پیدا کیا اور دوسرا دن ہے کہ گھڑیال کے پیٹ سے مجھکو جیتا باہر نکالا اگر تمکو خدا نے توفیق دی ہو تو
کچھہ کھانے پینے کی خبر لو اونہون نے کہا کہ تجکو دانہ اور پانی کیونکر دین ہمارے بادشاہ کا یہہ حکم ہے کہ جس آدم کو جہان پاؤ وہین
ٹھکانے لگاؤ اگر تجکو نہ مارین اور کھانا پینے کو دین تو غضب سلطانی مین گرفتار ہون اتنے مین ایک نے اونمین سے کہا کہ اے یارو
خدا سے ڈرو کہان بادشاہ اور کہان یہہ گدا کچھہ آپ سے یہہ نہین آیا واللہ اعلم کہان سے گھڑیال اس کو لایا ہے اس کے
حیات کے چند روز باقی تھے جو اوسکے پیٹ سے نکلا اور انسان کی قوم ہم سب سے اشرف کہلاتی ہے کہ اسکو اپنے گھر لیجاکر اچھی طرح
پرورش کرین اونہون نے کہا کہ اس کو ہم رکھین اور کھانا دین سو اگر پہونچیگا بادشاہ سنے اور ہمارے گھر دین مار تو مفت
جان جاتی ہے حاتم نے کہا اے عزیزو اگر میرے مارے سے تمہارا بھلا ہو تو مجھکو قتل ہی کرو اس جرأت کو دیکھکر وے آپسمین
مشورت کرنے لگے کہ یہان سے سات روز کی راہ پر ہمارا بادشاہ رہتا ہے جو اسکا حال بادشاہ سے عرض کرے ایسا کون ہے
پہونچیگا پر وے سب متفق ہوئے اور حاتم کو اپنے گھر لیگئے قسم قسم کے میوے اور کھانے اوسکے آگے رکھے حاتم نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور پانی پیا
اور خوشی سے بیٹھا پھر پریزادے بھی اوسکے گرد بیٹھے اور قیل و قال کرنے لگے اوسکے حسن پر فریفتہ ہوئے غرض کئی روز کے بعد ایکدن
حاتم نے اونسے کہا کہ اے یارو مجکو رخصت کرو کہ جس کام کے واسطے آیا ہون اوسکی سعی کرون اونہون نے کہا کہ وہ کام کیا ہے
اور تجھے یہان کون لایا ہے حاتم نے کہا مجھکو فرخ فال بادشاہ کی سرحد مین دیو لائے تھے تمہارے بھائیون نے مجھکو آگ مین ڈال دیا
خدای کریم نے مجھے بچا لیا پھر اونہون نے دریا مین ڈالدیا وہان گھڑیال نگل گیا جب وہ ہضم نکر سکا تب اوسنے بھی کنارے پر آکے
اوگل دیا اتنے مین تمسے ملاقات ہوئی تم اپنی مہربانی سے اپنے گھر لے آئے اور میری تمنے بہت خاطر داشت کی یہہ سنکر اونہون نے کہا
اے جوان خوشرو ایسا کیا کام ہے کہ جسکے واسطے تونے ایسی مصیبتین اوٹھائین اور اتنی جفائین سہین حاتم نے کہا کہ مین تمہارے
پری بادشاہ سے کچھہ کام رکھتا ہون اونہون نے کہا اے نادان تو ہمارے ساتھ ماہرو پری بادشاہ کا نام نہ لے کیونکہ اوسکے ہم
نوکر ہین اور اوسنے اپنی سرحد تک سب صوبون شہر شہر جو کہ یہان ٹھہائی ہین یہہ ڈھنڈورا پھرایا ہے کہ میرے ملک مین کوئی آدم زاد اور
دیوزاد آنے نپائے اگر ماہرو پری بادشاہ سنیگا آدم زاد یہان آیا ہے تو ہمکو جیتا نچھوڑیگا اور تجھکو بھی مار ڈالیگا سو قدغن ہے
کہ اس گھر مین کوئی آنے نپائے + کہ تجھہ پر آجائے تو پھر جانے نپائے + حاتم نے کہا اے یارو اگر میری حیات باقی ہے تو کوئی نہین مار سکتا
اور اپنے واسطے ڈرتے ہو تو مجھے باندھ کر اوسکے پاس لیچلو خدا جو چاہیگا سو کریگا اونہون نے کہا ہمسے یہہ بھی نہین ہو سکتا کیونکہ جسکی
پرورش کی ہو اوسکو بادشاہ کے سپرد کیونکر کرین حاتم نے کہا میرے مارے جانے پر تم کوئی سوچ نکرو کیونکہ مجھکو ماہرو پری بادشاہ کے

پاس جاتا ہی خواہ مارا جاوے یا چہوڑا جاوے اُسکو سنکر وہ حیران ہوا اور اُسی تشویش مین پڑکر کہنے لگا کہ اب کیا کیجیے اور کس طرح اسکی خبر بادشاہ کو پہنچایئے آخر الامر یہ صلاح کی
کہ تدبیر یہ ہے اسکو یہین رکھئے اور بادشاہ کو اس حال کی عرضی بھیجئے حضور اعلی سے جو ارشاد ہو کیجئے اسبات پر ہر ایک نے صاد کیا
تب ایک کو دیکر رخصت کیا اور اسمین یہہ مضمون لکھا کہ جہان پناہ ایک آدمی دریاے قلزم کے کنارے سے ہاتھ آیا ہے اسکو
نظر بند ویسے طرح اپنے گہر مین رکھا ہے اگر حکم عالی ہو تو حضور عالی مین بہیجا جاوے غرض وہ عرضی لیکر چلا اور ایک ہی
ہفتہ مین در دولت پر جا پہونچا غرض بیگمون نے خبر پہونچائی کہ خداوندا ایک ہرکارہ دریاے قلزم کی چوکیدار کے پاس سے
اپنے مالکے حاکم کی عرضی لایا ہے حکم ہوا کہ حضور مین حاضر ہو وہ آیا اور آداب بجا لایا عرضی حضور مین گذرانی
بادشاہ نے پڑہکر فرمایا کہ اُسے جلد حاضر کرو کئی دنکے بعد وہ دیو جواب لیکر آیا اور کہنے لگا حکم حضور یون ہے کہ اسکو در دولت
تک پہونچا اس شخص کو سنتے ہی وہ ہرکارہ اسکو اپنے ساتہ لیکر چلا اور یہہ شہرہ ہر ایک سمت کو پہیلا کہ ایک آدمزاد گرفتار
ہوکر جاتا ہے وہ پریشان کے حضور مین جاتا ہے یہہ سنکر مینا پریزاد کی بیٹی نے اپنی سہیلیون سے مشورت کی کہ بادشاہ کے
ملک مین ایک آدمی نہایت خوبصورت اور حسین پکڑا ہوا آتا ہے اوسے دیکہا چاہیے سبہون نے کہا اگر دیکہنا منظور ہے تو
راہ مین دیکہ لو کیونکہ جب وہ حضور مین پہنچیگا تب اوسے کوئی نہ دیکہ سکیگا اسبات کو سنکر وہ اپنی ماںکے پاس آئی اور باغ
کے جانیکا بہانہ کرکے رخصت ہوئی اور تہوڑی دور جاکر سہیلیون سے پوچہنے لگی کہ اسوقت ان کو کیونکر دیکہین انہین سے ایک نے
کہا کہ دریاے قلزم کی چوکیدار فلانی رستہ سے لیے آتے ہین اگر وہین چلکر دیکہو تو اچہا اسبات کو سنکر وہ سب کے سب اوس
سمت کو گئین تو کیا دیکہتی ہین کہ ایک مرد نہایت عالیشان پڑا ہے حسنا پری نے کہا کہ تو جاکر اُن سے پوچہ کہ تم کون ہو
اور کہان سے آئے ہو اسبات کو تحقیق کرکے جلد پہر آ غرض وہ گئی اور پوچہا اونہون نے آدم کو دکہا دیا اور کہا کہ وہ یہی ہے
اُسنے دیکہا کہ ایک شخص نوجوان مثل گل خندان اور حسین مثل ماہ تابان ژولیدہ مو نہایت خوبرو قید پڑا
بیٹہا ہے اور آہین سرد بہرتا ہے اور وہان سے پہر آئی حسنا پری سے اسکی حسن اور خوبی کی تعریف کرنے لگی حسنا پری
سنکر اسکی دیکہنے کی مشتاق ہوئی اور اپنی سہیلیون سے کہنے لگی کہ تو اوسے کیونکر دیکہین انہون نے کہا کہ جب رات
کو سب سو جاوینگی اسوقت ہم جاکر چوری سے اوسے لے آوینگی تمہین دکہلا دینگی اتنے مین آفتاب غروب ہوا
اور رات ہوگئی جب سب سو گئین تب حاتم پر بیہوشی کی دارو چہڑک حسنا پری کے باغ مین اوٹہا لے گئین اور اس سے
عرض کی کہ ہم آدمزاد کو باغ مین لے آئے ہین وہ سنتے ہی باغ کی طرف متوجہ ہوئی کیا دیکہتی ہے کہ ایک
جوان خوش جمال بیہوش پڑا ہے دیکہتے ہی ہزار جان سے عاشق ہوئی اور اوسکو ہوشیار کیا حاتم نے جو آنکہین
کہولکر دیکہا تو ایک عورت پریزاد جمیلہ سرہانے کہڑی ہے بے اختیار ہکا بکا ہوکر کہنے لگا کہ تو کون ہے
اور مجہے یہان کون لایا ہے اوسنے ناز سے منہ پہیرکر یہہ شعر پڑہا ۔ یہ گہر گہر کہ میرا ہے تیرا نہین
یہ اب گہر تیرا ہے میرا نہین + اور اپنے دل مین حیران ہوکر کہتا تہا کہ یہان عورتین ہین اور وہ کس طرح

مردون کا تھا اور مین انکی قید مین تھا اس باغ مین کیون کر آیا آخر گھبرا کر بولا کہ تم
سچ کہو کون ہو یہان کس طرح پر آیا ہون ستارہ پری نے کہا اے جوان یہہ باغ مینا پریزاد کا ہے اور جس پری کی تجھے جستجو ہے
تیری انکی خبر جو تمام شہر مین اڑی مجکو تیری دیکھنے کی نہایت آرزو ہوئی اسواسطے یہہ پریان تجھکو یہان اوڑا کر لائین حاتم نے
سنکر کہا کہ میرے لانیکا کیا سبب ہے ناحق میرے کام مین خلل کیا پری نے کہا یہہ کون کام ہے مجھی آگاہ کر جسکے واسطے تو ایسا
گھبرایا ہے اوسنے کہا کہ مین ماہرو شاہ کا مہرہ لینے آیا ہون وہ ہنسی اور کہنے لگی اے جوان وہ اسکی ہاتھہ سے لینا ذرا کام کٹھنا ہے
اور نہایت مشکل ہے کیونکہ فرشتہ کا بھی جہان گذر نہو وہان آدمی کب پہونچ سکیگا مگر تیری قسمت سے وہ ہاتھہ لگی تو لگی
بلکہ مین بھی تا بمقدور سعی کرونگی حاتم اسبات کو سنکر خوش ہوا غرض وہ دونو عیش عشرت مین مشغول ہوئے اتنے مین لشکر
خواب غفلت سے بیدار ہوا اور چوکیدار دوڑے حاتم کو اوس جا نہ پایا حیران و سرگردان ہوئے مگر معلوم کیا کہ پریزاد عاشق ہوکر
اسکو اڑا لیگئے اگر بادشاہ نے تو ہماری کہال کھینچی بہتر ہے کہ کسی کونے مین چھپ رہین اور اسکی تلاش کیا کرین شاید کہین
کھوج ملے تو بادشاہ پاس پکڑ کے لیجائین یہہ کہکر وہ سب کے سب بھاگ گئے اور کسی جگہہ چھپ رہے رات ہوتی تب ڈھونڈتے
دن بھر چھپے رہتے اسی طرح ایکمدت گذر گئی ایکدن ماہرو پریشان ہوئی کہا کہ ابتک وہ آدمزاد نہین آیا کیا باعث ہے
ایک پریزاد جائے اور خبر لاوے غرض حسب الحکم ایک پریزاد اڑا اور پل مارتے مین اس لشکر کے پاس جا پہونچا اور کہنے لگا
بادشاہ منتظر ہے وہ آدمی زاد ابتک نہین پہونچا اس نے کہا مجھی ایک مدت ہوئی کہ بیتے اوسکو اپنی لشکر کے ساتھہ روانہ
کردیا ہے یہہ بات سنکر وہ پریزاد پہر آیا اور بادشاہ کی خدمت مین مفصل حال عرض کیا وہ اس خبر کے سنتے ہی آگ ہو گیا
اور ایک سردار کو بلاکر حکم دیا کہ تم اپنی فوج سمیت جاکر ان حرامزادون کی تلاش کرو دیکھو تو وہ اسکو کہان لیگئے غرض
وہ اپنی لشکر کو ساتھہ لیکر انکی جستجو کرنے لگا اتنے مین ایک شخص اس لشکر کا بھاگا ہوا انکے جاسوسونکو نظر آیا وہ
اسکے تئین باندھی ہوئے حضور مین لیگئے اور بادشاہ نے اسپر عتاب کیا اور کہا سچ کہہ وہ آدمی کہان ہے اسنے کہا جی رہون تو اگر امان
پاؤن تو اسکا حال عرض کرون بادشاہ نے کہا کیا کہتا ہے جلد کہہ نہین جیتا نہ چھوڑونگا وہ ہاتھہ باندھکر کہنے لگا
خداوند ہم سب اوسکو فلانی مقام مین باحتیاط لائے اتفاقاً رات کو غافل سو گئی کوئی اسکو اڑا لیگیا وہ آپ سے
نہین گیا کیونکہ وہ آپکی ملازمت کا کمال اشتیاق رکھتا تھا غلامونکو اسبات کا بڑا اچنبا ہے لیکن جو کچھ
ہمنے دیکھا اسواسطے آپکے خوف سے بھاگ کر جا بجا چھپے ہیں مگر رات کو ڈھونڈا کرتے ہیں اس حقیقت کو سنکر
ہر طرف اوسکی تلاش کو گئی قضارا ایک پریزاد کا گذر مینا پریزاد کے باغ مین ہوا وہ وہان ایک گوشہ مین
چھپ رہا اتنے مین ستارہ پری حاتم کے گلے مین باہین ڈالے اٹکھیلیان کرتی ہوئی اسکو نظر
آئی جاسوس کہنے لگا اے حرامزادی اس آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا اور ہم بحفاظت تمام لیے جاتے تھے
غافل پاکر تم اسے اڑا لائے ہو اگر اب بھی اپنی زندگی چاہتے ہو تو ہمارے حوالہ کرو کہ اسکو بادشاہ کی پاس لیجائین

سنتے ہی آگ ہو گئی اور کہنے لگی ای نامحرم جوانا مرگ تو میرے باغ میں کیوں آیا ہے اور کس واسطے زبان درازی کرتا ہے
کیا کوئی نہیں کہ اس ناشدنی کو مارے یہہ سنتے ہی سب پریاں اوس پر دوڑیں وہ مار ڈر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا اور اپنا منھ
کالا کر کے بارگاہ عالی میں فریادی ہوا بادشاہ نے اپنے لوگوں سے کہا دیکھو تو اس پریزاد کو کیسے دو کہ دیا ہے اوسے آگے لاؤ جب وہ
قریب تخت کے پہونچا تب ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا کہ خداوند میں ستایا ہوا مینا پریزاد کی بیٹی کے ظلم سے فریاد کرتا ہوں اور
میں اوس گروہ میں سے ہوں جو اوس آدمزاد کو حضور عالی میں لایا تھا رات کی وقت وہ اپنے باغ میں لیگئی اب وہ اوس سے عیش کرتی
ہے اور مجھ پر اوس کی لی ہے اتفاقاً میں بھی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایکدن اوس باغ میں جا نکلا تو اوسی آدمزاد کو دیکھا تب میں نے منع کیا کہ اسے
آدمی کو بادشاہ نے طلب کیا تھا جلد میرے حوالہ کرو کہ حضور میں پہنچاؤں وہ شہزادی سنتے ہی [illegible] اپنی پریوں سے
کہنے لگی کہ اس کو پکڑ کر خوب مارو میں ہزار ڈھنگ سے وہاں سے بھاگ کر یہہ روداد میں آیا سنتے ہی بادشاہ آگ ہو گیا
اور بیس ہزار پریزاد کو حکم دیا کہ تم مینا پریزاد کو اور اوس آدمزاد کو معہ سمیت باندھ کر جلد حضور میں حاضر کرو وہ
سب کے سب وہیں دوڑ پڑے اور اوسکی حویلی کو گھیر لیا وہ بیچارہ اس بات کی خبر نہ رکھتا تھا متفکر ہو کر حیران رہ گیا کہ اس
اعتراض کا سبب کیا ہے اونہوں نے کہا تیری بیٹی ایک بادشاہی قیدی کو اوڑا لائی اور اوسکے ساتھ اپنے باغ میں عیش
کرتی ہے اس واردات کو سنکر وہ ڈر گیا اور اوسی دم آیا تو دیکھتا کیا ہے کہ وہ اپنی حسن والی بیٹی اوسکے ساتھ رنگ رلیاں
کر رہی ہے یہہ حال دیکھتے ہی بدحواس ہو کر ایک تھپیڑا مارا اور کہا کہ ای بدذات تو کیا کر گئی کہ ماں باپ کا ناحق [illegible] بادشاہ
فوج تیرے پکڑنے کو آئی ہے خبردار ہو وہ اس بات کو سنتے ہی ڈری اور تھرتھرانے لگی [illegible] ہو گیا آخر اتنے میں
فوج بادشاہی آپہونچی اور ان سبکو گرفتار کر کے حضور عالی میں لیگئی سردار فوج حضور میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ اے جہان پناہ
مینا پریزاد کی ہمراہ حضور میں آیا ہے عذر کیا [illegible] چلا آیا بادشاہ نے کہا کہ مینا
پریزاد کو حضور میں لے آؤ اوس نے آ کر یہی عرض کی کہ بندہ کو اس حال کی مطلق خبر نہیں تھی اور سرخ سے یہہ فدوی فرمان بردار ہے
بادشاہ نے رحم کھا کر گناہ بخشا جب ان لوگوں نے حاتم کو لیجا کر اوسکے سامنے کھڑا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ نہایت شکیل حسین ہے
مہربانی سے بلا کر اپنے پاس بٹھایا اور کچھ باتیں کر کے کہا کہ ای جوان تو آدمزاد ہو کر ہمارے شہر میں کیونکر آیا اور ایسا کام کیا
کیسا ہے کہ جس کے واسطے اتنا رنج اوٹھایا حاتم نے کہا جہان پناہ میں حضور کی قدمبوسی کو آیا ہوں کیونکہ [illegible] بادشاہ
کی [illegible] اور اوصاف حمیدہ بے انتہا بیان کرکے کہ اونکے اظہار میں میری زبان قاصر ہے غرض [illegible] کا
اشتیاق دل پر غالب آیا ہر طرح سے [illegible] آپکے حضور اقدس میں پہنچا تب بادشاہ نے کہا ای جوان تجھے معلوم ہے کہ
اس زمانہ میں کوئی حکیم ایسا نہیں دانا اور فن حکمت کے ماہر [illegible] حاتم نے کہا خداوند نعمت حکمت کیا کام
شاید آپکے ملک میں حکیم [illegible] ملتا بادشاہ نے کہا کہ ہماری [illegible] کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا ہے بہت علاج کر دیکھا
[illegible] میری بیٹی کی آنکھوں میں [illegible] سوا میری کوئی [illegible] گیا

بہشت نہیں پاتا حاتم بولا اگر شہزادہ اچھا ہوا اور آنکھیں روشن ہوئیں اور درد جاتا رہے تو شہنشاہ عالی سے مجھکو کیا
انعام ملیگا بادشاہ نے کہا جو تو مانگیگا وہی پاویگا حاتم نے کہا اگر اس بات پر قول و قسم کرو تو میں شہزادے کی ایسی دوا
کروں کہ اوسکی آنکھیں جیسی تھیں ویسی ہی روشن ہو جائیں اور سوا شیشہ نہ مانگا انعام پاؤں بادشاہ نے
کہا کہ مجھے قول کیا سمجھ اوس نے وہ مہرہ اپنی بغل سے نکالکر پانی میں گھسکر اوسکی آنکھوں میں لگا دیا شام کی
ہوتے ہی سرخی جاتی رہی درد موقوف ہوا لیکن بینائی نہ ہوئی بادشاہ نے کہا اے جوان شہزادے کی آنکھیں آگے سے اچھی ہیں لیکن بینائی
ابھی ان میں نہیں ہوئی تب حاتم نے کہا یہ ظلمات میں ایک درخت ہے اوسکو نور بہر کہتی ہیں اگر وہاں قطرہ اوس کے
پانی کے ہاتھ لگیں تو اوسکی آنکھیں روشن ہو جائیں اسبات کے سنتے ہی ماہرو پری بادشاہ نے کہا اے پریزادو یہ تم میں سے
کون ایسا ہے کہ اس کام کو کرے انہوں نے کہا جہاں پناہ آپکی راہ نہایت پر خطر ہے اور اسمیں نہایت دلیر بلیہ ہیں ہیہات ہم میں
سے کوئی جا نہیں سکتا کیونکہ وہ کافر بڑا زبردست ہے ہمکو جیتا نہ چھوڑیگا آگے جو حکم ہو کریں اتنے میں حسنا پری روتی ہوئی ہاتھ
باندھکر عرض کرنے لگی کہ اگر خداوند میرا قصور معاف کریں اور اس انسان کو مجھے بخشیں تو میں جاؤں اور اوس درخت کا پانی لاؤں
بادشاہ نے کہا کہ تیرا گناہ بخشا اور وہ مرد تیری پالکی دے اور اوس آدمی کا بھی وہی مختار ہے حاتم بولا اے حسنا پری اگر تو چاہے کہ تمام
عمر مجھ سے یہاں رہے آپ پاس رکھے اور اسیر ہو کر تو باغ حسن کی سیر کروں تو جلد جا اور اس کام کو کر اور حسنا پری نے کہا کہ تجھی پہلے یہ کام کر لے
پھر مختار ہے جلد پھر جا بیٹا اور پھر جاتا کوئی تیرا مانع نہ ہوگا حاتم نے کہا کہ اسطور پر بیٹھے یہ اے جان قبول کیا اب جلد جا یہ سنکر
حسنا پری کسی پری کے ساتھ روانہ ہوئی چالیس دن کے بعد ظلمات میں جا پہنچی کیا دیکھتی ہے کہ ایک درخت عظیم الشان کہ اوسکی
پھننگ آسمان تک پہنچی ہے اور اوس سے پانی کے قطرے ٹپکتی ہیں حسنا پری نے ایک شیشہ اوسکے نیچے رکھدیا تھوڑی سی دیر
میں وہ شیشہ پانی سے بھر گیا تب اوسکا منہ باندھ کر وہاں سے چلا اور اتنے میں خلقا اس کا چوکیدار جو ہزار دیو اوس درخت
کا نگہبان تھا آ پہنچا حسنا پری نہایت چست و چالاک تھی بھاگی اور اوسکے ہاتھ نہ لگی چالیس روز کے عرصہ میں بخیریت آ پہنچی
اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگی خداوند آپکے اقبال سے یہ لونڈی اوس درخت کا پانی لے آئی اور اوسکے چوکیدار و ن کے بھی
ہاتھ نہ لگی یہ کہکر شیشہ کو بادشاہ کے آگے رکھدیا کہ یہ چند قطرے پانی کے حاضر ہیں اور راہ کے صدمے بھی مفصل ظاہر
کئے بادشاہ نے حسنا پری کو نہایت مہربانی سے اپنے گلے سے لگایا اور پانی کا شیشہ حاتم کے حوالے کیا اوسنے فی الفور
اوس مہرہ کو اوس میں گھسکر اوسکے آنکھوں میں دیا اور پٹی سے سات روز تک باندھ رکھا آٹھویں روز جو اوسکے آنکھوں سے پٹی کھولی
تو آنکھیں ایسی دیکھیں کہ جیسے ماں باپ کے پیٹ سے لیکر نکلا تھا جو ہیں شہزادے نے اپنے باپ کا دیدار دیکھا
نہایت خوش ہوا اور حاتم کے پانوں پر گر پڑا اوس کو گلے لگا کر خدا کا شکر کیا تب ماہرو پری بادشاہ نے
ممنون احسان ہو کر اوس کے آگے انبار زر و جواہر رکھا کہ جسکا کچھ شمار نہیں کیا جاتا حاتم نے
کہا اے بادشاہ غریبوں کے پشت پناہ اسقدر زر و جواہر میں تنہا کیا کروں گا اور کہاں

لیجاوینگا ہان اگر تم اپنے پریزادونکے ہاتھ فیروزقاش بادشاہ کے پاس بھجوادو تو لائق ہے کہ وہ سرحد تک پہنچا
یا سیر ہی ساتھ کر دینا تب بادشاہ نے اپنے پریزادونکو کہا کہ جب یہ جوان اپنے شہر کیطرف روانہ ہو تو تم اسباب
اسکا لیجاؤ پھر حاتم نے عرض کی اے شہنشاہ گیتی پناہ جو کچھ عنایت ہوئے ہیں سو آپکا تفضلات ہے لیکن امیدوار اسبات کا
ہون جو میں نے کہا تھا سو عنایت ہو بادشاہ نے کہا مانگ کیا مانگتا ہے حاتم نے کہا یہہ مہرہ جو آپکے ہاتھ میں ہے اگر میری
آرزو پوری کرنی ہے تو بخشو اسبات کے سنتے ہی بادشاہ نے سر نیچا کر لیا اور کہا کہ معلوم ہوا کہ شاید حارث سوداگر کی بیٹی
نے یہہ مہرہ تجھسے مانگا ہے اور میں نے تجھسے اقرار کیا ہے ناچار ہون یہہ کہکے بادشاہ نے مہرہ حاتم کو دیا اور کہا اے جوان جب تجھے یہہ
مہرہ اوسکو دیگا میں اوسکے پاس رہنے نہ دونگا کسی ڈھب سے منگوا لونگا حاتم نے التماس کیا جب عاشق کا کام ہو چکے پھر
آپ مختار ہیں حاتم نے اوسکو لیکے اپنے بازو پر باندھا جتنے گنج اور دفینے زمین میں گڑے تھے سو تمہیں نظر آنے لگے تب اپنے
اپنے جی میں کہا کہ حارث سوداگر کی بیٹی نے یہہ مہرہ مجھسے منگوایا ہے القصہ بادشاہ سے رخصت ہوا بادشاہ نے اپنے
عیارون نظربازون سے کہا کہ جسوقت حارث کی بیٹی کا نکاح ہو چکے اوسکے ہاتھ سے کسی بات سے لے آئیو حاتم
وہان سے حسنا پری کے گھر آیا اور تھوڑے دن عیش و عشرت کرکے رخصت ہوا تب وے پریزاد زر و جواہر لیکر اوسکے
ہمراہ ہوئے اور فیروزقاش کی سرحد تک پہنچا کر رخصت ہوئے اور وے جو حاتم کیساتھ آئے تھے دیکھتے ہی دیکھتے
اور شاد ہوئے پھر اس مال و متاع سمیت ایک تخت پر بٹھا کر چند وزیر فیروزقاش کے پاس لیگئے وہ اوسکو دیکھکر
ہوا اور بہت سی تواضع کرکے آفرین کی شبکو حاتم وہان مہمان رہا صبح کو رخصت ہوکر غار کی راہ سے شور میں آ پہنچا
دیوونکو وہ زر و جواہر بخشکر رخصت ہوا پھر آپ سوداگر کی بیٹی کے گھر آیا اور مہرہ اوسکے حوالہ کیا وہ اوسکو
دیکھتے ہی نہایت خوش ہوئی اور کہنے لگی اے جوان اب میں تیری ہون جو چاہے سو کر حاتم نے کہا اے ساقی نا
مطلب میرا یہہ نہیں ہے کہ تجھسے شراب وصال پیون مگر وہ جوان جو ایک مدت سے اس شراب کا پیاسا ہے اسکو پلا اور اوسکو
تو بھی قبول کر اوسنے کہا میں تیری ہون تو مختار ہے جو کچھ کہیگا وہ بجا لاؤنگی حاتم نے اوسکے باپ کو بلواکر اس سوداگر بچے
کا ہاتھ اوسکے ہاتھ میں دیا اور یہہ کہا کہ اسے اپنا فرزند سمجھو اوسنے اوسیوقت بیاہ کی تیاری کی اور اپنی بیٹی کو
اوسکے ساتھ بیاہ دیا دس دن کے بعد وہ مہرہ اوسکی بیٹی کے ہاتھ سے غائب ہوگیا وہ رونے پیٹنے لگی تب حاتم نے
اسکو دلاسا تسلی دیکر کہا تیرے شوہر کو اتنا زر و جواہر دیا ہے کہ وہ سات پشت تک وفا کرے
گا اتنا کیون بلبلاتی ہے غرض اس طرح کی کئی باتیں کہکر حاتم وہان سے رخصت ہوا اور حسن
بانو کے سوال و جواب کے فکر میں چلا کئی دن بعد منزلیں طی کرتا ہوا اور آفتیں اوٹھاتا ہوا
کسی دریا کے کنارہ پہنچا وہان ایک محل بادشاہی کے لائق اسکو نظر پڑا اور اوسکی دروازہ پر خط جلی سے لکھا
نیکی کر دریا میں ڈال یہ اس نوشتہ کو پڑھکر خوش ہوا اور سجدہ شکر ادا کیا کہنے لگا الحمد للہ رب العالمین

مین مراد کو پہنچا قدرے آگے بڑہا تو سبسے شخص خواصون کے طور پر محل سے نکلی اور اندر لیگئی وہان جاکر وہ کیا
دیکھتا ہے کہ ایک سو برس کا بوڑہا مرد نورانی صورت تخت پاکیزہ پر بیٹہا ہے حاتم کو دیکھتے ہی اٹہا اور گلے لگا کر
اپنے تخت پر بٹہا لیا اور کہانے طرح طرح کے منگوا کر کہلوائے جب حاتم نے کہانے سے فراغت پائی پوچھا کہ آپنے در دولت پر
کیون لکھہ رکھا ہے اُسنے کہا مین راہزن تہا راہ کو مسافرونکا مال لوٹتا تہا اور تمام دن مزدوری مین کاٹتا تہا
آخر روز دو روٹیان پکوا کر شکر ڈال کر دریا مین پہینکدیا کرتا تہا اور کہتا یہ کام خدا کیواسطے کرتا ہون ایکمدت یونہی گذر گئی ایک
دن بیمار ہوا اور قریب ہلاکت پہنچا اور ایسا بیہوش ہوا کہ گویا اس حالت مین میری جان نکل گئی کیا دیکہتا
ہون کہ ایک شخص میرا ہاتہہ پکڑ کے دوزخ کو دکہلاتا ہے کہ تیری جگہہ یہی ہے قریب تہا کہ مجکو دوزخ مین ڈالدے
دو فرشتے مرد خوبصورت آگے آئے میرا بازو پکڑ کے کہنے لگے کہ اسکو ہم دوزخ مین نجانے دینگے اور اسکی جگہہ
دوزخ نہین ہے بلکہ بہشت مین جائیگا چنانچہ وہ بہشت مین لیگئے کہ ایک بزرگ اوٹہہ کہڑا ہوا اور کہنے لگا
کہ اسکو کیون لائے ہنوز اسکی عمر کے دو سو برس باقی ہین اسکا ہمنام ایک اور شخص ہے اُسکو لے آؤ یہ سنکر پہر وہی
دونون جوان مجکو یہان پہنچا گئے اور کہنے لگے ہم دونو وہی دو روٹیان ہین جو خدا کے واسطے تو دریا مین ڈالتا تہا
اتنے مین ذرا ہوش آیا مین اوٹہہ کہڑا ہوا اور خدا کی درگاہ مین مناجات کرنے لگا کہ الٰہی تو غفور الرحیم ہے اور مین بندہ
گنہگار ہون مجکو بخشدے مین توبہ کرتا ہون اور رزق مجہے ہر حال مین تو ہی خزانہ غیب سے پہنچائیگا جب صبح ہوئی تو
معمول کے موافق دو روٹیان ڈالنے لگا کہ یکایک سو دینار پانی سے نکل آئے مینے انکو اوٹہا لیا اور شہر مین ڈھنڈورا
پٹوا دیا کہ اگر کسیکا مال دریا مین گر پڑا ہو تو مجہسے لیجائے اسباتکا جواب ندیا پہر بدستور سابق دریا پر گیا اور اسیطرح
دینار نکل آئے انکو بہی لاکر رکہہ چہوڑا اسیطرحسے دن گذرا اور رات ہوئی تو مینے کیا خواب دیکہتا ہون کہ ایک شخص کہتا ہے
اے بندہ خدا وہ دو روٹیان تیری شفیع ہوتی ہین خدا کریم نے حکم کیا ہے کہ تجہکو سو دینار روز ملا کرینگے تو انمین سے کچہہ
خدا کی راہ مین خرچ کر اور باقی سے اپنی اوقات کاٹ اتنے مین آنکہہ کہل گئی سجدہ شکر بجا لایا پہر مینے یہ عمارت بنائی اور اسکے
دروازہ پر کلمہ لکہدیا اب بہی اسیطرح سو دینار مجہے پہنچتے ہین مسافرون اور فقیرون کو دیتا ہون اور کہانا کہلاتا ہون اور یاد
الٰہی مین مشغول رہتا ہون اب میری عمر کے سو برس باقی ہین اور اس عمارت کو بنے سو برس ہوے ہین آخر سبب جسسے مجہے یقین ہوا
کہ خداوند کریم نے مجہے بخشا اور اتنی عمر عطا کی اور رزق سمیت پہنچائیگا تب سے مین خوش و خرم رہتا ہون اور کسیطرح کا اندیشہ
نہین کرتا ایسی ہدایت خدا اسکو نصیب کرے اسباتکو سنکر حاتم نے خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور تین روز
اوسکے پاس رہا چوتہے دن رخصت ہوکر شاہ آباد کی طرف چلا تہوڑے دنون کے بعد ایک جنگل مین پہنچا کیا دیکہتا
کہ ایک کالا سانپ کسی شہزادہ سانپ سے ایک درخت کے نیچے لڑ رہا ہے یہ حال دیکہکر للکارا کہ خبردار
کیا کرتا ہے وہ اسے چہوڑ کر چلا گیا وہ شہزادہ سانپ بہاگنے کی تاب نرکہتا تہا اوسی درخت کے نیچے بیٹہہ گیا اور اِدہر اوُدہر

درخت زرد ہونے لگے تھوڑی دیر بعد سوکھنے لگا حاتم نے کہا اے سانپ تو اپنی خاطر جمع رکھ جب تک بحال نہو گا جب تک میں
یہیں رہونگا کہیں نہ جاونگا بارے ایک آدھ گھڑی کے بعد وہ توانا ہوا اور درخت سے پھسلکر آدمی کی صورت ہوا

یہہ تصویر اسوقت کی ہے کہ حاتم کا اپنا پاس جانا اور اوسکا اچھا کرنا اور کہنا کہ بدی نکرے



حاتم کو جھک جھک کر سلام کرنے لگا اسحالت کو دیکھکر حاتم متعجب ہوا اور کہا یہ کیا اسرار ہے اتنے میں سانپ نے کہا عجب
نکہ میں شکل تیری ہم جیسے ہیں بادشاہ کا ملازم ہوں ناحق مارا جاتا تھا کہ حق تعالی نے تجھکو میری حفاظت کیلیے

پہنچا جو اوس ہوذی کے جنگل سے چھوٹا حاتم نے کہا خیر معلوم ہے تو جہاں چاہے وہاں جا کیونکہ مین بھی
پریشان کار ہون زیادہ یہان رہ نہین سکتا کہا اے جوان و تنگ دستیان غریب خانہ یہان سے بہت نزدیک ہے
اگر آپ بندہ نوازی کرین اور تشریف لیچلین تو مہربانی ہے غرض حاتم اوسکے ساتھ ہو کر چلا آگے مین ایک مکان
عالیشان سامنے سے دکھلائی دیا حاتم نے پوچھا کہ یہہ مکان کسکا ہے وہ بولا کہ اسی فقیر کا پھر حاتم کو اوس محل کے اندر
دولتخانہ مین داخل ہوا اور ایک مرصع تخت پر بٹھایا اور ضیافت کی اور بہت سا زر و جواہر اوسکے سامنے رکھا اور تمام
رات ناچ رنگ کی صحبت رہی حاتم نے کہا جو جواہر مجھے درکار نہین پھر صبح کو شہزادے نے اوس غلام کی گردن ماری اور
حاتم رخصت ہو کر شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا غرض ایک برس اور چند روز کے بعد شاہ آباد مین داخل ہو کر
کاروان سرا مین اوترا اور منیر شامی سے ملا یہہ خبر کسی نے حسن بانو کو پہنچائی کہ آ گئے ہین اوسکو بلوایا اور
ایک مکان عالیشان مین پردہ ڈالکر آپ بیٹھی اور حاتم آ بیٹھا کہ احوال پوچھا کہ اے جوان عالیہمت بہت دنون بعد تو
تو آیا کہہ کیا خبر لایا حاتم نے جو ماجرا دیکھا اور جو کچھ کہ وہاں لکھا تھا سو سب خوبی بیان کیا اور کہا صاحب جس پیر مرد نے
اسواسطے یہہ بات اپنے دروازہ پر لکھکر لگا دی ہے حسن بانو اس سخن کو سنکر نہایت خوش ہوئی اور حاتم کی ہمت
پر آفرین کرکے کہنے لگی اے جوان تو ہی تھا جو یہہ خبر لایا نہین تو کسکا مقدور تھا کہ یہہ کام کر سکے اسکے بعد چند خوان میوہ
بھیجا اور اہتمام مہمانداری کا کیا تب حاتم نے منیر شامی سے کہا ساتھ آ کر کہا یا اور سنکر کا سجدہ ادا کیا اور کہنے لگا کہ اے منیر شامی
تو نگھبرا اب تھوڑے ہی دنون مین خدا کے فضل سے مین تیری مقصد تجھے ملا دیتا ہون اوسکو اسطرح کی دلاسا
دیکے آپ حسن بانو کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اے حسن بانو اب کونسا سوال کہتی ہے کہ مین اوسکی جستجو مین کمر
کوشش کی باندھون حسن بانو نے کہا تیسرا سوال میرا یہہ ہے کہ ایک شخص جنگل مین پکار کر کہتا ہے کہ کسی سے بدی نکر
اور اگر کریگا وہی پائیگا اوسکی خبر لا تیسرا سوال حاتم کے جانے کا اور اسبات کے خبر لانیکا کہ
کسی سے بدی نکر اگر کریگا تو وہی تیرے آگے آئیگی غرض اسبات کے سنتے ہی حاتم وہان سے روانہ
ہوا اور خدا کو یاد کر کی سیر کو چلا ایک جنگل کے بیچ ایک پہاڑ ایسا کہ سوئے دیکھا کہ جو آسمان سے باتین کرتا
تہا جب اوسکے نیچے گیا ایک آواز آہ و زاری کی سنی ادہر اوہر اوٹھا کر دیکھنے لگا تو کچھ نظر نہ آیا مگر اوسپر ایک جوان
خوش رو سے لقا زار و لاغر ہو کر بلا میں مبتلا بیمار و خستہ شمع ڈالی پا لٹی آنکھین بند کیے کراہے و مبہم بڑی بار بار رہا ہے اور یہہ
پڑھتا ہے نیکی نشانی ہے کہ نہین تاب اب جدائی کی حاتم اوسے دیکھکر حیران ہوا کہ کیا سبب ہے آگے بڑھکر دیکھا
ایک شخص [illegible] ایک [illegible] پوچھا اے جوان اس حالت کو کیون
[illegible]
[illegible] اور کہا

پہر گہتے کرتے یہان بہی آ نکلا ہون تو اپنا حال بیان کر ایسا ہکا بکا کیون روتا ہی اور یہان کسواسطے کہڑا ہے
اُس نے کہا ای مسافر تیری طرح سے بہت اشخاص اس راہ سے آئے اور میرے احوال سے واقف ہوئے پر کسی نے میرے درد کا علاج
نکیا احوال کہنا کچہہ حاصل نہین تو اپنی راہ لے کیون دکہہ دیتا ہے اور مجہے بلا مین کسواسطے ڈالتا ہی حاتم نے کہا جیسا کہ تو نے
اکثر لوگون سے کہا خدا کے واسطے مجہہ سے بہی کہہ کہ تیرے دل مین رنج و درد ہے جوان نے کہا ایکدم میرے پاس بیٹہہ جا مین ہوش مین آؤن
اور اپنا ماجرا کہون اس درخت کے نیچے بیٹہہ گیا جوان کہنے لگا ای شخص مین ستم رسیدہ سوداگر ہون میرا قافلہ روم کو
جاتا تہا اور مین اُسکے ساتہہ یہانتک پہنچا صبحکو اُس سے جدا ہوکر اس پہاڑ پر آیا اور قضاے حاجت سے فارغ ہوکر اس درخت کے نیچے
بیٹہا یہان ایک پریزاد حسین مہجبین کو دیکہکر فریفتہ بلکہ ایسا از خود رفتہ ہوگیا کہ وہ میرے سرکو اپنے زانو پر رکہکر
گلاب چہڑکنی لگی جب ہوش مین آیا اپنے سرکو اُسکے زانو پر رکہکر خوش ہوا اور ہزار جان سے عاشق ہوا پہر کیف اُٹہہ کہڑا
ہوا اور مینے پوچہا ای نازنین جان بخش تو کون ہی اس جنگل ویران مین کیا کرتی ہی اوسنے کہا مین پریزاد ہون اور یہہ
پہاڑ میرا مکان ہی تجہسا آدمی چاہتی تہی سو آج خدا نے ملا دیا یہہ دلبری اور دلداری کی باتین سنکر مین ایسا دیوانہ
ہوگیا کہ اپنے مال و متاع قافلہ کی کچہہ خبر نہین ہی اسطرح چندے روز الفت رہی یکایک میرے طایر روح کو اوسنے اپنی زلف
مشکین کے دام مین گرفتار کیا غرض تین مہینے تک اس سے صحبت رہا ایکدن مینے اس سے کہا ای پری اس جنگل مین رہنے
سے کیا فائدہ شہر مین چلین اور آرام سے گذارین اُسنے کہا اگر تیرا دل چاہتا ہی تو بہتر ہے اپنے گہر کہ یہان سے بہت نزدیک ہے مین
اپنے لوگون سے ملاقات کرکے رخصت ہو آؤن لیکن خبردار تو میرے آنے تک کہین یہان سے نجانا اُسنے کہا سچ کہو کب آوگی اوسنے کہا کہ
سات دن کے بعد لیکن تو اگر کہین جائیگا تو پشیمان ہوگا اسی حال سے سات برس ہوئی کہ وہ عہدشکن نہین آئی اور
مین اسکے وعدہ پر کہین نہین جا سکتا مبادا آجائے اور مین نہون خدا جانے میرے حق مین کیا کرے شعر اب میری قوت درختو کے
پتے ہین اور پانی اس چشمہ کا کیا کرون زمین سخت ہے آسمان دور ہے نہ سر چہپانے کو جگہہ نہ چلنے کو پاؤن ہے حسب حال یہ شعر ہے
جدائی تیری کسکو منظور ہے زمین سخت ہے آسمان دور ہے یہ حال سنکر حاتم بہت کڑہا اور آبدیدہ ہوکر کہنے لگا ای عاشق زار
اگر اوسنے تجہے اپنا نشان دیا ہی اور نام بتلایا ہی تو مجہہ سے بیان کر اُسنے کہا اتنا تو جانتا ہون کہ اُسکے قبایل کوہ قاف پر رہتے
ہین پر یہہ معلوم نہین کہ وہ کہان گئی ہے حاتم نے کہا ای جوان جب تجہسے رخصت ہوئی تہی تو کس طرف گئی تہی اُسنے کہا کہ میرے
سامنے دس پانچ قدم داہنی طرف چلی تہی پہر نہین معلوم کہ کس طرف گئی اُسنے کہا اگر تم عشق رکہتے ہو تو ہمارے ساتہہ
کوہ لقا پر چلو خدا کے فضل سے ڈہونڈہ نکالینگے جوان نے کہا اگر معشوقہ یہان آئے اور مجہے نپاے تو پہر نہ یہ جگہہ
پاویگا نہ وہی ہاتہہ آئیگی اگر ملاقات ہونی ہے تو یہین ہو رہیگی نہین تو اوسکے انتظار مین مرجاؤنگا حاتم اس کلام
دردآمیز کو سنکر آنسو بہر لایا اور کہنے لگا اے عزیز اگر اسکا نام جانتا ہے تو بتلادے اُسنے کہا کہ الگن پری
کہتے ہین حاتم نے کہا ای جوان خاطر جمع رکہہ کہ لقا پر جاتا ہون اور تیری معشوقہ کو تجہسے ملا دیتا ہون

یا تجھکو وہان لیجاتا ہون اب مین اسکا مکان تحقیق کرکے اسی پانون پھر آتا ہون وہ بولا ابتک مینے
کوئی شخص ایسا نہین دیکھا کہ اپنا کام چھوڑے اور دوسرے کے کام پر کمر باندھے کیون باتین بناتا ہے کام پر لگ
حاتم نے کہا اے عزیز مین اپنا سر ہتھیلی پر رکھتا ہون کہ یہ خدا کی راہ مین کسیکا کام آوے اور جسکو درکار ہو سو لے سب
جی تلک بنا مین گنوا دونگا کام اسکا بجا ہی لاونگا میرے کہنے کو راست مانو اور جھوٹ نہ سمجھو غرض اسی قسم کی
دو چار باتین کرکے رخصت ہوا اور جسطرف وہ پری گئی تھی اوسی جانب کو روانہ ہوا چلتے چلتے ایک پہاڑ پر جا
پہنچا اور اس پہاڑ پر چڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ بہت سے درخت میوہ دار لہلہا رہے ہین اور کتنے پھولون سے لدے ہین اور جھوم
رہے ہین اور اس سے ایک جگہہ پاکیزہ نظر آئی ہے وہان چار درخت بڑے لگے ہوے تھے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی حاتم بخواہش
تمام اس مکان مین گیا جاتے ہی بے اختیار اسکی آنکھ لگ گئی سو رہا شام کیوقت چار پریان آئین اور مسند بچھائی اور اسکو
دیکھکر آپسمین کہنے لگین یہ کون ہے اور کیونکر آیا ہے اس سے پوچھا چاہیے مشورت کرکے اسکے پاس آئین اور جگاکر کہنے لگین
اے آدم زاد تو یہان کیونکر آیا ہے حاتم اونکی آواز سنکر چونک پڑا اٹھکر ادھر ادھر دیکھنے لگا اور بولا مجھکو میرا خدا یہان
لایا ہے کوہ لقا کی سیر کرنے اور الگن پری کو دیکھنے جاتا ہون اسکا سبب یہ ہے کہ وہ ایک آدمی سے سات روز کا وعدہ کرکے
وہان سے گئی ہے اور سات برس گذر گئے کہ وہ بیچارہ ایک درخت کے نیچے اسکی یاد مین بیقراری سے تڑپ رہا ہے اور اوسکی جان
لبونپر آرہی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ اسکو سمجھاؤن کہ وعدہ کرنا اور وفا نکرنا یہ شیوہ اچھا نہین ہے اسبات کو سنکر
وہ مسکرائین اور کہنے لگین کہ الگن پری کوہ القا کی شہزادی ہے اسکو ایسی کیا غرض تھی کہ وہ کسی آدمی سے ملنے کا اقرار
کرتی معلوم ہوا کہ تو سودائی ہے جو اس پہاڑ کے دیکھنے اور اسکے ملنے کا قصد رکھتا ہے اسکے قطع نظر اگر تو وہان جائیگا
تو کب جیتا بچیگا حاتم نے کہا خیر جو ہو سو ہو وہان لے گئے بن نہین ہٹتا ہون انہون نے کہا کہ اگر ہماری صحبت قبول
کرے آج کا رہنا غنیمت سمجھے تو کل ہم تجھے کوہ لقا کی راہ دکھا دینگی اوسنے کہا بہت اچھا کسیطرح سے یہ کام ہو غرض وہ
اونکے گھر مہمان رہا اور اس رات اونکو عیش و عشرت مین بسر کیا صبح ہوتے ہی کوہ لقا کا رستہ لیا وہ حاتم کے ساتھ ہولین
سات روز تک دن رات چلی گئین آٹھوین روز کسی منزل پہنچکر کہنے لگین اب آگے ہم نہین جا سکتے کیونکہ یہان تک
ہماری سرحد تھی چاہیے کہ سیدھا چلا جا یقین ہے کہ تھوڑے ہی دنون مین کوہ لقا تک پہنچ جائیگا حاتم ان سے
رخصت ہوا اور ایک ماہ کی راہ پر جا پہنچا جہان ایک دوراہا تھا رات کی رات وہین رہا دو چار گھڑی رات گئی ایک بستی
کی طرف سے گریہ و زاری کی آواز اوسکے کان مین آئی وہ چونک کر اٹھ بیٹھا اسپر دھیان کیا اور جی مین کہنے لگا کہ اے
حاتم خدا کی راہ پر کمر باندھی ہے اور گریہ و زاری کی آواز سنکر تغافل کرے بہتر یہ ہے کہ اپنی راحت چھوڑ اور اس مصیبت زدہ
کی خبر لے یہ دھیان کرکے اٹھا اور تمام رات ادھر ادھر ڈھونڈھتا رہا صبح ہوتے ہی جہانسے آواز آئی تھی وہان پہنچا کیا
دیکھتا ہے کہ ایک جوان سر و پا برہنہ بے اختیار رو رہا ہے حاتم نے کہا بندہ خدا کیون روتا ہے ایسا کونسا صدمہ پڑا جس سے تجھے

تجھے ستایا اور اس بیابان میں ڈالا لازم ہے کہ تو مجھکو اپنے احوال سے آگاہ کر اسکی کہنے سے وہ جوان اوٹھ بیٹھا اور کہنے
لگا کہ میں مرد سپاہی ہوں روزگار کے واسطے اپنے شہر سے نکلا تھا اتفاقاً راہ میں ایک باغ نہایت دلچسپ مجھے نظر
دکھائی دیا پیڑے و گلوں کی سیر کی نہایت رغبت ہوئی کہ اسکی قریب گھوڑے سے اوتر پڑا اور دو چار قدم اسکے اندر گیا
ہونگا اتنے میں ایک غول پریوں کا لباس زریں جھم جھماتا ہوا نظر آیا میں نے اپنی عقل سے معلوم کیا کہ شاید بیابان کی
کی عورتیں سیر کو نکلی ہیں یہہ مناسب نہیں ہے کہ کسیکی ناموس کو نظر بد سے دیکھے یہی خیال کر کے وہاں سے پھرا کہ عورتوں نے
دوڑ کر اپنی بی بی سے خبر کی وہ سحر جادوگر کی بیٹی تھی اسبات کو سنکر وہ مسند سے اوٹھی اور مجھکو ایک مکان آراستہ
میں بلوا کر لیگئی اور اپنے پاس بٹھایا اور گرمجوشی کرنے لگی کہ اتنے میں اوسکا باپ ساحر غمیں داخل ہوا پہلے تو میرے گھوڑے کو
دیکھکر لوگوں سے پوچھنے لگا کہ یہہ گھوڑا کسکا ہے مارے ڈر کے جواب نہ دیا آگے بڑھا پھر مجھے اس شمع بزم حسن کے پاس بیٹھے
دار دیکھکر آتش غیرت سے جل گیا نہ دیکھ اکبر چاہتا تھا کہ اسکی گردن پکڑکر زمین پر پٹکے وہ لڑکی ڈری اور چلائی کہ
میں بے گناہ ہوں خدا کے واسطے پہلے تقصیر ثابت کرو پھر جو چاہو سو کرو اسبات کو سنکر وہ ٹھہر گیا اتنے میں دائی نے آکر
کہا اے خداوند شہزادی تمام خدا جوان ہو گئی ہے اور اس شہر میں انکی دامادی کے لائق کوئی نظر نہیں آیا یہہ مسافر نہایت
لیاقت دار کسی بڑے آدمیکا بیٹا معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسنے مارے شرم کے شہزادی سے ابتک بات نہیں کی بہتر یہہ ہے
کہ اسکے ساتھ شہزادی کو بیاہ دو اگر ان دونوں بیگناہوں کو مارو گے تو خلق میں رسوائی ہوگی اور اونکا خون ناحق تمہاری
گردن پر رہیگا خدا کو کیا جواب دو گے تب وے اپنی لڑکی سے پوچھا کہ تیری کیا مرضی ہے اوسنے کہا کہ
آجتک میں نے کسی نامحرم کو نہیں دیکھا اور پہلے پہل نظر پڑا اسواسطے میں نے اسکو قبول کیا اوسنے کہا بہت اچھا تجھے مبارک
ہو لیکن یہہ سیر (تین) قول پوری کرے اسبات کو سنکر میں نے کہا کہ جو کچھ آپ فرماوینگے بجالاؤں اسنے کہا کہ پہلے تو
ایک جوڑا پریرو جانور کا دوسرے سرخ سانپ کا مہرہ تیسرے اپنے کو کھولتی گھی کی کڑھائی میں ڈال اور سلامت
نکل اوسوقت میں اپنے جی میں سمجھونگا اسکی یہہ سوال سنکر میں گھبرایا اور بہانہ سے اوس بیابان وحشت اثر
میں آپڑا اور مارے بھوک اور پیاس کے اتنی طاقت نہیں جو اپنے وطن کو جاؤں نہ یہہ قدرت ہے کہ اوسکو جواب
دیکر معشوقہ سے ملوں دو پہر سے بگولے کی طرح چاروں طرف خاک اوڑاتا پھرتا ہوں حاتم نے کہا اے جوان
بہ آخر خدا میں یہ شرطیں تیری پوری کرکے تیری معشوقہ کو ملاونگا مجھے حق تعالے نے اسی واسطے پیدا کیا ہے کہ
ہر ایک بیچارے کے واسطے [illegible] کا [illegible] کہ [illegible] سے زخم کے واسطے پریرو جانور کا مغز
وحشت ناک [illegible] سے لایا تھا [illegible] وہیں پایا [illegible] منزل بمنزل چلا اور منزل مقصود
پر جا نکلا شہر [illegible] دیکھتا ہے کہ ایک [illegible] کی گرد لکڑیاں جمع کرکے ایک خلقت آگ لگانے کی فکر میں ہے
[illegible] کہ ایک [illegible] بڑا خوفناک کسی طرف سے یہاں آ نکلا ہے اور [illegible]

آدمی ہمیشہ کہا جاتا ہے اس بات کو سنکر اپنے دل مین کہنے لگا کہ اس بلا کو کسطرح جان سے ہونکی سر پڑ بالائی ہو چکی
کاروانسرا مین آیا اور لوگونکے پاس میدان مین پڑ رہا گڑھا کہدوایا اور بہت سے سوکھی لکڑیان ہٹوا کر اس مین
جا بیٹھا جب پہر رات گئی تب وہ جانور آیا دیکہا کہ پہاڑ سا سامنے چلا آتا ہے جب نزدیک آیا حاتم نے جانا اوسکا نام
میمن ہے اور پانون اور سر ہاتھی کا سا ہے اور جسم شیر کا سا چنانچہ جو سر ہاتھی کی شکل ہے اسمین تو آنکھین
ہین اگر اوسکے بیچ کی آنکھ کسی ضرب سے پھوٹ جاوی تو یقین ہے کہ یہان سے بہاگے اسی عرصہ مین وہ پہیلا سے شہر کیطرف آ پہنچا
لوگون نے دیکہتے ہی قلعے کے گرد آگ لگادی اوسکا شعلہ ایسا بلند ہوا کہ قلعہ نظر آنے سے رہگیا وہ اودہر اودہر
دیکہنے لگا اور ایک آواز اوسکے سر سے ایسی نکلی کہ تمام خلقت وہانکی تہرا گئی یکایک وہ اچہل کر حاتم کے
پاس پہونچا اسنے تیر ایک ایسا تاک کر مارا کہ بیچ کی آنکھ مین پار ہوگیا وہ نیم بسمل کیطرح خاک پر تڑپنے لگا اور ایسے
نعرے مارے کہ تمام جنگل گونج گیا یکایک ایسا بہاگا کہ پیچھے پہر کر نہ دیکہا حاتم اوس غار سے نکلا اور باقی رات
وہین کاٹی صبح کو اس بستی کے رہنے والے اسسے پوچھنے لگے الخبر تو اسکو دیکہکر کیونکر جیتا رہا اسنے کہا کہ میرے
سر پر خدا کا سایہ تہا اسنے بچا لیا اور اس بلا کا نام میمن تہا خدا کے فضل سے مینے اوسے مارا اور تمہارے سر سے
دفع کیا انہون نے کہا یہہ بات ہم کیونکر باور کرین حاتم بولا کہ آج کی رات تم سب کے سب قلعے کی چہت پر
بیٹھکر جاگو اگر وہ رات کو آوے تو تم مجھکو جہوٹا جانیو اور نہین تو سچا انہون نے اسکے کہنے کی موجب کیا جب
وہ جانور صبح تک نہ آیا تب وہ سب کے سب آکر حاتم کے پانو پر گر پڑے اور زر جواہر لاکر نذر کیا اسنے کہا کہ مین
تن تنہا مسافر غریب اس زر و جواہر کو لیکر کہان جاؤن بہتر یہی ہے کہ اسکو فقیرونکو حوالے کرو خدا کی نزدیک
سرخرو اور دنیا مین نیکنام کہلاؤ یہہ کہکر رخصت ہوا اور اسطرف کو چلا اتفاقاً ایکدن راہ مین کیا دیکہتا ہے
کہ ایک سانپ نیولے سے لڑ رہا ہے قریب ہے کہ کوئی نہ کوئی اون مین سے مارا جاوے حاتم بولا اور للکارا کہ اسے
حیوانو تم دونو مین ایسی کیا دشمنی ہے سانپ نے کہا کہ اسنے میرے باپ کو مارا ہے مین اسے مارونگا
نیولا بولا کہ وہ میری خوراک تہا اپنے کہا لیا سانپ سے حاتم نے کہا کہ اپنے باپ کا عوض لیا چاہتا ہے تو راہ خدا
مین مجہے مار چاہتا تہا کہ حاتم سر اپنا نثار کرے نیولا پکارا ای جوانمرد ٹہیر ایسی جلدی نکر یہہ بات سنتے ہی ارادہ
کیواسطے کی تہی آفرین تجہکو اور تیری مان باپ کو یہہ کہکر وہ دونو انسان کی صورت ہوگئی حاتم نے کہا اے عزیز
یہہ کیا سبب ہے کہ تم ابہی حیوان تہے اب انسان ہو گئے نیولا بولا کہ ہم دونو قوم جن مین سے ہین اور
اوسکے باپ کو مینے اسواسطے مارا ہے کہ مین اسکی بیٹی پر عاشق ہون اور وہ اسکی شادی
میرے ساتھ نہین کرتا تہا اور یہہ اوس لڑکی کا بہائی ہے یہہ بہی ویسی حجتین کرتا ہے اسے
بہی مارونگا حاتم نے کہا ای جوان اپنی بہن کی شادی اسکے ساتہہ کیون نہین کرتا

اوسنے کہا کہ مین اسکی بہن پر عاشق ہون یہ بہی اُسکو اگر میرے ساتھ بیاہتا
قبول کرے مین بہی قبول کرون نیولے نے کہا کہ میرا باپ جیتا ہے وہ راضی نہین مین ناچار ہون حاتم نے کہا اپنے باپ کے
پاس بہی چل مین اُسے سمجہا بجہا کر راضی کرونگا غرض وہ دونو جن اور حاتم روانہ ہوئے شہر سے دور جاکر نیولے نے کہا کہ
مین اپنے محل مین جاتا ہون تو شہر مین آ یقین ہے کہ وہان کے لوگ تجہے پکڑ کے میرے باپ کے پاس لے آوینگے وہان جیسی ہو
ویسی کیجو حاتم نے اُسکے کہنے پر عمل کیا چنانچہ انکو پکڑ کر مہیور نام بادشاہ پاس لیگئے اُسنے کہا اے آدم زاد تو ہمارے
شہر مین کیون آیا تہا وہ بولا کہ مین بندہ خدا ہون تیرے بہلے کو آیا ہون بادشاہ نے کہا اے شخص تو کیونکر جن کی
قوم سے نیکی کریگا حاتم نے کہا تجہکو تو اپنے بیٹے کی زندگی سے سیر ہو چکا ہے جو ایسا غافل ہے اسبات کے سنتے ہی کہا
الیعزیز یہ کیا کہتا ہے مینے اس عمر مین یہی لڑکا پایا ہے اپنی جان سے بہی اسکو بہتر جانتا ہون اور عزیز رکہتا ہون
حاتم نے کہا اگر اوسکی زندگی چاہتا ہے تو میرا کہنا مان نہین تو آج کل ہی مین مارا جایگا اُسنے کہا اے دوست
نیکنام رحمت خدا تجہکو کہ تو نے مجہپر بڑا احسان کیا اور کرتا ہے بارے اس بہید کو ظاہر کر وہ بولا کہ تیرے بیٹے
کسی کے باپکو مار ڈالا وہ اسکو مارا چاہتا ہے آج مینے اسکو جنگل مین لڑتے دیکہا تہا بلکہ قریب تہا کہ اُسکی جان جاے مگر
بیٹے نے زور اسکے ہات سے چہٹا لیکن ایک نہ ایک دن مارا ہی جایگا کیونکہ وہ اسکی بہن پر عاشق ہے اور وہ اُسکی
بہن پر فریفتہ ہے بہتر یہ ہے کہ تو دونون کی شادی کر دے کہ آپسمین میل ہو جاوے مہیور نے حاتم کی یہ بات پسند کی
اور اسیوقت اپنی لڑکی کو اوس سے بیاہ دیا اور اوسکی بہن اپنے بیٹے سے منسوب کی جب وہ ایک ایک اپنی مراد کو پہنچا
تب حاتم مہیور بادشاہ سے رخصت ہونے لگا اُسنے کہا اے جوان اس نیکی کے بدلے ہمسے کچہ زر و جواہر لے اُسنے
کہا عوض لینا میرا کام نہین اس نے بہت منت کہا کہ تو اگر میرا مال متاع نہین لیتا تو میرا عصا لے کہ اسمین کئی خواص ہین
اگر تجہکو کالا تو زہر اثر نکریگا اور سوزش ہو اگر اسکے نیچے سوئے تو آگ سے نہ جلے اور اگر کوئی جادو کرے تو وہ بہی
اوسکے رکہنے والے کو اثر نکریگا اگر دریا مین حائل ہو تو اسمین اسکو ڈالدے یہ کشتی کے طور پر ہو جاوے اور بیڑا پار
لگاوے اور ایک مہرہ دیتا ہون وہ بہی اپنے پاس رکہ اسکے یہ خواص ہین اگر راہ مین سرخ یا سفید یا سیاہ سانپ ملے
اوسوقت اپنے منہ مین رکہ لیجو اور بے دہشت چلیو ہرگز کسیکا زہر اثر نکریگا حاتم نے دونوکو لیلیا اور اس سے رخصت
ہو کر رات دن چلنے کے سوا کچہ کام نکیا کئی منزل کے بعد ایک بیابان عظیم الشان دکہائی دیا کہ اسکی آگ آسمان تک جاتی تہی متفکر ہو کر
[illegible] نگاہ کی کسیکو نہ دیکہا آخر مین مہیور کے عصا کا خواص یاد آیا اسوقت دریا مین ڈالدیا وہ کشتی کی طور پر ہو گیا یہ
اسپر سوار ہو کر [illegible] تب جون بیچ منجدہار مین پہنچا تب دریا سے ایک گہڑیال نکلا اور اسکو سات کوس تک نیچے کہینچا ہوا
لیگیا تب اسکا پانون پکڑ کا اسنے آنکہین کہول کے دیکہا تو ایک گہڑیال نہنگ بالا مانند عرض کرتا ہے پہران پیر سکان اسکو کہیرے
نہ زبردستی چہین لیا [illegible] رہوان کہ تو [illegible] حاتم نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تجہسے نہایت زبردست ہے اور تو کنہ ور

گھڑیال بولا یہہ ستم رسیدہ کیا کہوں تم دیکھوگے تو معلوم کروگے حق تو یہہ ہے کہ اگر وہ چاہیگا تو اپنے نیش کے مقراض سے پکڑ کر
دو ٹکڑے کر ڈالے اسوقت چرائی کو گیا ہی پھرتا ہوگا یہہ کہتے تھے حاتم اور وہ یہہ اسی گفتگو مین تھے کہ وہ آ پہونچا حاتم دیکھکر
دوڑا اور وہ حاتم کے طور پر دکھلائی دیا چنانچہ ایک طرف کو غرب کو پہنچا تھا اور وہ دوسری جانب کا مشرق کو آتے
مین کیڑے کی نظر جو گھڑیال پر پڑی ایک ایسا نعرہ مارا کہ وہ سب کیطرح کانپنے لگا اور حاتم بھی آگاہ ہوا کیڑا لگا کہ ابھی
اس بلا سے کیونکر نجات پاؤن یہہ دل مین کہا اور مہرہ کا عصا لیکر ہاتھ مین اٹھہ کھڑا ہوا کیڑا اوسکو دیکھکر جہان تہا
وہین رہگیا اتنے مین حاتم نے با آواز بلند کہا کہ اے بندہ خدا کسیکو دکھہ دینا اچھا نہین بلکہ جو کوئی کسیکو ستاتا ہے سو
اپنے حق مین کانٹے بوتا ہے تو کس واسطے اس غریب کو دکھہ دیتا ہے کیا تیری رستے کو اور جگہ نہین ہے یہہ سنکر سرطان نے کہا کہ تم کون ہو
دو تو یہان کے رہنے والے ہی نہین پس مین سمجہہ لینگے آدمی کو کیا دخل جو ہماری بیچ مین گھسے حاتم نے کہا یہہ سچ کہا پر جس نے کہ
اٹھارہ ہزار خلقت کو پیدا کیا ہے وہ نہین چاہتا کہ کوئی بیگناہ کسیکی ہاتھ سے ستایا جاے سرطان نے کہا اب تو مین اسے
تیری کہنے سے چھوڑے دیتا ہون پھر تجھے کہان پاویگا جو حمایتی بنا کر لائیگا اسکو آخر اسی مین رہنا ہے اور مجھکو بھی تو
وہ ہی مثل ہے دریا مین رہنا اور مگرمچھہ سے بیر حاتم نے کہا ہی کافر معلوم ہوتا ہے کہ تو کسی پر رحم نہین کرتا نہ خدا سے
ڈرتا ہے خیر اب بھی کچھ نہین گیا اگر زندگی چاہتا ہے تو اپنے ارادے سے باز آ نہین تو ابھی دو بیجان کر کے اڑا دیتا ہون اس
بات کو سنکر سرطان ہنسا اور کہنے لگا کہ اس ضد سے ہرگز اسے نہ چھوڑونگا بلکہ تجھے بھی یہہ کیکر چاہتا تھا کہ اپنے نیش سے
پکڑ کر دو ٹکڑے کر ڈالے اتنے مین مہرہ بادشاہ کا عصا اسکے ایسا مارا کہ اوسکے دونون نیش کھیرے کیطرح کٹ کر زمین پر
گر پڑے سرطان نے جب دیکھا کہ میرے پاس حربہ نہ رہا جان لیکر بھاگا گھڑیال اوسکے پیچھے دوڑا حاتم نے ڈانٹکر کہا کہ اے
نامرد کہان جاتا ہے اور تو ابھی کیون ستاتا ہے اگر اب تو دکھہ دیگا تو مین مار ڈالونگا یہہ سنکر ڈرا اور وہین ٹہر گیا
حاتم آنکھین بند کر کے اس کیڑے پر چڑھا اور دریا کے کنارہ جا لگا پھر یاران کیطرف روانہ ہوا اور اوسکے قریب جا
پہونچا ایک درخت سایہ کے نیچے بیٹھکر سوچنے لگا کہ مین خدا کے فضل سے یہانتک پہنچا مگر اس جنگل کے جوڑیکو ڈھونڈھیے
کہ وہ کہان ہے اتنے مین رات ہوگئی اور وہ چرنے گئے تھے وہان سے پھرے اور ایک درخت پر بیٹھکر آپسمین کہنے لگے کہ آجکی
رات آدمی خدا رسیدہ غریب ہمارے پیڑ تلے اپنے پیر اوپر اوٹھاتا اور دکھہ سہتا یہانتک آیا ہے اور ہمنے بزرگون
سے اسکا نام حاتم طے سنا ہے اور خدا کا بندہ خاص ہے مگر ایسا نہو کہ ہماری ملاقات سے محروم جاے یہہ بات ٹہرا کر وہ
سب حاتم کے پاؤن پر گر پڑے وہ ہر ایک جانور کی صورت دیکھکر حیران رہگیا اسواسطے کہ انکا منہ آدمی کا سا تھا اور بدن
طاؤس کا اگر پری بھی انہین دیکھے تو فریفتہ ہوجاے انہون نے کہا کہ شاید کوئی شخص سحر جادو کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے جو
سحر نے ہمارا ایک جوڑا طلب کیا ہے حاتم نے کہا یہہ تمنے سچ کہا اگر تم اپنے مین سے ایک کو میرے حوالہ کرو تو اس بیجان کو جلا دو اور مجھہ بیدل کو
سوالیے جبتک جیتا رہونگا احسان مند رہونگا اور نامرد بھی اپنی مراد کو پہنچیگا تمہین ثواب ملیگا ایسا سنکر انہون نے آپسمین صلاح کی

کوئی ایسا ہے کہ ایک جوڑا اپنی بچھون کا خدا کی راہ مین سچ ان کو دے کہ کار خیر ہے اس سخن کے سنتے ہی انہین سے ایک اوٹھا اور ایک جوڑا اپنی بچھون کا حاتم کو دیا اور کہا کہ تو اسکا مختار ہے جو چاہے سو کر اور جہان جی چاہے وہان لیجا حاتم ان دونونکو لیکر رخصت ہوا اور سحر جادو کے شہر کیطرف چل نکلا ایکمدت کے بعد منزلین طے کرتا اور دکھہ سہتا اُس جوان کو جا پکڑا وہ نعرہ زنان سر جھکائے بیٹھا تھا اُس سے ملاقات کی اور کہا اے جوان خوش ہو کہ مطلب تیرا بر آیا وہ اس جوڑے کو دیکھتے ہی حاتم کے پانو پر گر پڑا حاتم نے اُسے گلے لگایا اور وہانکا احوال اور راہ کے دکھہ سب اوسکو سنایا اور کہا کہ تو اسیطرح سحر جادو کے سامنے کہنا کہ یہہ جوڑا مین لایا ہون غرض وہ سپاہی اوس جوڑے کو لیکر سحر جادو کے پاس گیا وہ اوسکو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ یہہ کام تیرا نہین ہے شاید کسی دوسرے نے مدد کی ہے اور اگر تو لایا ہے تو وہان کے ہر ایک مکان اور مقام کا نشان دے اور وہانکی حقیقت بیان کر کہ جس سے دل کی تسلی ہو جوان نے مفصل حقیقت بیان کی اُسنے کہا تو سچ کہتا ہے یہہ بہت درست ہے اب جا اور سرخ سانپ کا مُہرہ لا اُسنے کہا کہ اگر تب اس نازنین مہ جبین کا مونہہ دکھا کہ مجھے طاقت ہو اسبات کو سنکر اُسنے اپنی لڑکی کا مونہہ دکھا دیا اور عاشق کو وہ جمال دکھانے کے واسطے کھڑکی مین بٹھی الغرض دیدبازی مین وہ دن گذر گیا جوان نے کہا اب مین سرخ سانپ کا مُہرہ لینے جاتا ہون اگر تو اس سے آگاہ ہے تو کہدے کہ وہ کس زمین پر اور کہان ہے اُسنے کہا کہ مینے اپنے بزرگون سے زبانی سنا ہے کہ وہ کوہ قاف کے دشت سرخ مین ہے جوان معشوقہ سے رخصت ہو کر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے عزیز اُسنے سانپ کا مُہرہ مانگا ہے حاتم نے کہا اسکا کچھ اندیشہ نہ کر جو چاہا ہے وہ کسطرح کا ہے اوسنے جو سنا تھا کہدیا حاتم بولا کہ اب تو فریاد و فغان نکر مین تیرے کام مین اپنی جان سے سعی کرتا ہون بلکہ ابھی جاتا ہون خدا کریم و رحیم ہے یقین ہے کہ تو جلد اپنی مراد کو پہنچے یہہ کہکر اُس سے رخصت ہوا اور کوہ قاف کیطرف چلا کئی منزلین گیا تھا کہ ایکدن صبح کیوقت قضائے حاجت کو جاتا تھا کیا دیکھتا ہے کہ ایک جانور ہفت رنگ تکلنگ مرغ کے برابر صحرا مین چلا جاتا ہے اوسکو دیکھکر ڈرا اور اپنے جی مین کہنے لگا کہ خدا جانتا ہے کہ مینے عمر بھر ایسا جانور نہین دیکھا اور وہ جا کر کسی کونے مین چھپ رہا یہہ تمام دن اُسکی جستجو مین رہا اور بار بار کہتا تھا دیکھا چاہئے کہ یہہ شگوفہ کیا کرتا ہے اُس جنگل کے ادہر اودہر گانو آباد تھے وہان کے لوگون نے جو اس مسافر کو دیکھا آئے اور انہون نے تواضع کی حاتم نے کھانا کھایا اور پانی پیا اور ایک درخت کے نیچے بیٹھکر یاد الٰہی مین مشغول ہوا اتفاقاً اُسیدن بہت سی گائین اور گھوڑے جمع ہوئے اور انکے پاس تین چار نگہبان سوتے تھے کچھ رات گئے وہ جانور پتھر کے نیچے سے نکلا گانو کیطرف گیا اور اچھلکر ایک گائے کو سر پر ڈنک مارا وہ تڑپ کر مر گئی غرض اسیطرح سبکو مار ڈالا پھر گھوڑون کے گلہ مین آیا اونکا بھی وہی نگہبانون سمیت کام تمام کیا پھر اوسی پتھر کے نیچے چھپ رہا جب صبح ہوئی اوس گانون کے رہنے والے جو اوس جنگل مین آئے تو کیا دیکھتے ہین کہ دونون نگہبانون سمیت مر پڑے ہین اور ہر ایک کے پیٹ سے نیلا پانی بہا جاتا ہے تب

لوگون نے اوس سے کہا تو کیونکر جیتا رہا حاتم نے کہا میں نے ایسا تماشا دیکھا ہے کہ کبھی نہیں دیکھا تھا ایک چھوٹا سا
رنگ کا مرغ کے برابر پیدا ہوا اوسنے یہہ کام کیا اتنے میں وہ پھر اوس باہر کے نیچے سے نکلا اور اونکے سر پر ٹھونگ مارا وہ مر گئے
بچھو جنگل کی راہ لی وہ لوگ رونے پیٹنے لگے اور حاتم اوسکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک شہر نظر آیا بچھو وہاں
لوٹ پوٹ کالا سانپ بنگیا حاتم اور بھی حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ الٰہی یہہ بچھو تھا سانپ کیونکر
بنگیا اور بل میں کسطرح جا بیٹھا یہہ سوچکر وہاں بیٹھ رہا جب پہر رات گئی تب وہ سانپ بل سے نکلکر شہر کیطرف چلا
حاتم بھی اسکے پیچھے ہو لیا وہ محل بادشاہی میں بدر رو کی راہ سے گھس گیا اور بادشاہ کو ڈسکر وزیر کی حویلی میں پہنچا وہاں اسکے
بیٹے کو کاٹ کر نکلا اور اسی سوراخ میں جا بیٹھا صبح کو شہر میں شور و غل مچ گیا کہ رات کیوقت بادشاہ کو سانپ نے کاٹا اور وزیر کے
بیٹے کو بھی ڈسا ہزار حیف کہ بیکس کی جانیں مفت گئیں اتنے میں شام ہو گئی سانپ بل سے نکلا اور کسیطرف کو راہی ہوا حاتم
بھی آنکھہ بچاتا ہوا اسکے ساتھہ چلا اپنے جی میں کہنے لگا کہ دیکھیے اب کیا کرتا ہے اور کہاں کہاں جاتا ہے غرض پھر وہ ایک دریا کے
کنارے جا پہنچا وہاں شیر کی صورت ہو گیا اتنے میں دس بارہ آدمی پانی پینے آئے انمیں ایک لڑکا چودہ برس کا نہایت
حسین مہہ جبین تھا اوسپر جا پڑا اور انمیں سے اوسکو اوٹھا کر ایک گوشے میں لیگیا وہاں اسکا پیٹ پھاڑ ڈالا اور دل جگر کو
پرزے پرزے کر ڈالا اور جنگل کیطرف راہی ہوا حاتم بھی ساتھہ چلا تھوڑی دور جا کر ایک عورت نازنین کیطرح بنکر سر راہ بیٹھا
حاتم حیران ہوا اور اپنے جی میں کہنے لگا کہ خدا جانے یہہ کیا بھید ہے اتنے میں دو سپاہی زادے اپنے شہر سے روزگار کیواسطے نکلے تھے اور
ایکمدت نوکری کرکے کچھہ کما کے گھر کیطرف چلے جاتے تھے اتفاقاً اوس راہ سے نکلے اور ایک درخت کے نیچے پہنچے وہ عورت رونے لگی اسکی
رونے کی آواز انکے کانمیں گئی بڑا بھائی پاس آکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک عورت نہایت حسین و خوبصورت بیٹھی رو رہی ہے وہ آپ
بھی آنسو بھر لایا اور پوچھنے لگا ای نازنین تو کون ہے اوسنے کہا کہ فلان شخص کی جورو ہوں وہ میرے میکے سے مجھے لیے جاتا تھا اتنے میں
ایک شیر جنگل سے نکلا اور اسکو نگل گیا میں تن تنہا بیٹھہ رہی ہوں نہ اپنے باپ کے گھر کا رستہ جانتی ہوں اور نہ سسرال کی
راہ پہچانتی ہوں حیران ہوں کیا کروں یہہ عمر رنڈاپے میں کیسی کٹے گی اسنے کہا تو کسی بات پر ہنسا قبول کرے تو میں کہتا ہوں
اسنے کہا تین شرطوں سے ایک یہہ کہ تیری گھر میں دوسری عورت نہو دوسرے یہہ کہ مجھ سے محنت و خدمت نہو سکیگی تیسرے یہہ کہ میں
جبتک جیوں نہ دنیا اسنے کہا میں بھی اکیلا مجرد ہوں جبتک جیتا رہوں گا تیرا ہو رہونگا اور دوسری رنڈی نکرونگا سوا اسکے میرے گھر
میں لونڈیاں باندیاں ہیں تجھے تکلیف نہو گی اور کسی نے آجتک اپنی معشوقہ کو بھی ستایا ہے اسنے کہا کہ میں اس بات پر جان و
دل سے راضی ہوں اوسنے ہاتھہ اوسکا پکڑ لیا اور آگے چلا حاتم بھی انکے پیچھے ہو لیا تھوڑی دور جا کر عورت نے جوان سے
پوچھا کہ میں تین دن سے بھوکی پیاسی ہوں مارے ضعف کے جی سنسناتا ہے اگر کھانے کی چیز ہاتھہ نہ لگے مگر
پانی ضرور لانا چاہیے یہہ سنکر اسنے عورت کو درخت کے نیچے بٹھا کر اپنے چھوٹے بھائی سے کہا کہ بھیا تو اس سے
خبردار رہ میں کہیں سے پانی لے آؤں یہہ کہکر اسنے جنگل کا ندی پر کہیں اور پانی لانے گیا

ایکدم کے بعد اُس عورت نے اُسکو بہائی سی کہا کہ مینے تیری واسطے اسکو ساتھ رہنا قبول کیا کہ تیری صورت
دیکھتی ہی میرا اول اختیار مین نرہا نہین تو ایسے بوڑھے کو مین کیون قبول کرتی اب تجھے لازم ہے کہ تو مجھے اپنی خدمت
مین رکھ اُسنے کہا تم ہماری بہن کی جگہہ ہو جیسے بہن تم ہو گی ویسے وہ کہنے لگی یہہ ارادہ اگرچہ مین اسکی جورو ہوئی ہون پر تیری
ہی محبت مین رہونگی اور تجہی دیکہا کرونگی اُسنے کہا یہہ ممکن نہین اس خیال فاسد کو اپنی دل سے دور کر وہ اسبات کو سنکر
جان گئی اور کہنے لگی کہ اب تجھپر تہمت لگاکر تیرے بہائی سی کہونگی کہ یہ مجھپر دست درازی کرتا تہا اور لیکر بہاگا جاتا تہا اُسنے کہا
بہت بہتر جو چاہی سو کر مین تیری ہرگز بات نہ سونگا اسی گفتگو مین تہے اور حاتم بہی ایک کونے مین کہڑا ہوا انکی باتین سنتا تہا آخر
مین بڑا بہائی جنگل سی آیا اُس عورت نے دیکہتے ہی سر کے بال کہسوٹے اور بال نوچے سر پر خاک ڈالکر چلانے لگی اُسنے نزدیک آکر پوچہا
بی بی یہہ تو پانی لینے گیا تہا مجھکو کسی شخص نے کہا یا تہا نہ در نہ ہوئی بہار اُسنے پھر کہا اسکے واسطے اسقدر حال تباہ کرتی ہے اسکا
کیا سبب ہے وہ بولی میان رحمت خدا تجھپر اور تیرے چہوٹے بہائی پر اے کمبخت کوئی بہی ہی عورت ایسی بدکار کے پاس چہوڑ کر جاتا ہی
فقط خدای کریم نے میری شرم رکہی جو بچ گئی وہی اس کمبخت ناشدنی نے میرا ہاتہ پکڑ کر کہینچنا چاہتا تہا کہ میرا ستر دیکہے
اور خراب کرے مین کہینچی ہی اور چہڑا گئی تہی جب مینے دیکہا کہ اب بچاؤ نہین بے اختیار فریاد کرنے لگی مگر کوئی میری مدد کو نہ پہنچا یہہ
کہتا تہا تو مجھے قبول کر کیا مین تیرے لائق نہین تو دس پندرہ برس کی ہی اور مین سولہ سترہ برس کا نوجوان میرا بہائی تیرے
لائق نہین ہی مین تجھپر عاشق ہون اگر تو چاہی پاؤنگا تو بڑے بہائی کو ٹہکانے لگاؤنگا اسبات کے سنتی ہی کہنے لگا اپنی ماں
آجتک کسی نے اپنی ماں بہن سے ایسا کام کیا ہے جو تو کیا چاہتا ہی اسنے ہر چند قسمین کہائین مگر اسنے بہائی کا کہنا ہرگز نہ مانا
اور روبرو رنگیا اور بلکہ گالی گلوچ پر آگیا آخرکار تلوار اسکے سر پر ایسی ماری کہ وہ سینی تک پہونچی اور چہوٹے بہائی نے بہی
ایک خنجر ایسا مارا کہ اُسکے ناف تک چیر گیا دونو زخمی ہو کر گر پڑے اور جان بحق تسلیم ہو گئے وہ عورت ہنستی
ہو کر آگے چلی حاتم بہی اسکے ساتہ ہو لیا وہ ایک گانو کے قریب پہنچی اور یہہ بہی ساتہ ہی ساتہ چلا گیا اوس گانو کے رہنے والے اوسکو
دیکہتی ہی بے اختیار دوڑے اور چاہا کہ اسکو پکڑ کے لیجائین اس لالچ پر اسکے نزدیک آئے اُسنے کتنون کو لاتون سے
مار ڈالا اور پہر جنگل مین ایک پیر مرد کی صورت بنگئی تب حاتم نے اپنے دل مین کہا کہ اب اس ماجرا کو اُس سے پوچہا چاہیے
کہ کیا سبب ہے جلد دوڑا اور پکار کر کہنے لگا اے پیر مرد برائے خدا ذرا ٹہیر جا وہ کہڑا ہو گیا اور کہنے لگا اے حاتم تو
خوش رہے کیا کہتا ہی حاتم نے پوچہا میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے اُسنے کہا کہ تیرے نام پر کیا موقوف ہے مین تیرے باپ کا بہی نام
جانتا ہون تجھے اسبات سے جو پوچہتا ہی مجھے اسوقت فرصت نہین ایک ضروری درپیش ہے آخر حاتم نے جس جس
صورت سے دیکہا تہا اوس اوس شکل کا حال پوچہا اُس بات کو سنکر وہ ہنسا اور کہنے لگا
اے حاتم ایک شخص سے کہا ایک دن تجہکو بہی اُسی صورت نے کہا وہ ان کا حاتم نے کہا کہ جب تک
تو یہہ مفصل نہ کہیگا مین تجھے نہ چہوڑونگا تب پیر مرد نے لاچار ہو کر کہا کہ میرا نام

جس صورت سے حکم ہوتا ہے اُسی شکل سے میں ایک یک جان قبض کرتا ہوں اس سخن کو سنکر حاتم خوش ہوا اور
کہنے لگا کہ میری اجل کب ہے اور کس طرح سے آئیگی اُسنے کہا کہ ابھی تو تیری ابھی عمر نہیں گذری جب تو سو اس
برس کا ہو گا تب ایک برآمدے سے گر پڑیگا اور تیری ناک سے لہو جاری ہو گا کہ تو مر جائیگا یہ سنکر حاتم نے کہا کہ تسلیم ہے
اور سجدے سے سر اوٹھا کر جو دیکھا تو وہ مرد پیر نظر نہ آیا اور اُسی دشت سرخ کا رستہ لیا ایک مدت بعد زمین سیاہ میں جا کر
پہنچا وہاں سانپ بچھو آدمی کی بو پا کر چاروں طرف سے دوڑے وہ مہرہ کا عصا گاڑ کے اُسکے نیچے بیٹھ گیا سانپوں نے اُسکے گرد
حلقہ کر لیا اور سارے رات یہی صورت رہی جب صبح ہوئی وہ سب جہاں سے آئے تھے وہاں چلے گئے حاتم بھی آگے بڑھا زمین سفید پر
جا پہنچا وہاں بھی یہی حادثہ پڑا صبح کو پھر روانہ ہوا زمین سرخ پر جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ زمین سنگریزوں سے بھری ہے سرخ
ہر ایک قدم چلا جاتا کہ طاقت چلنے کی نہ رہی جیسا سوچا آگے گیا پاؤں پیاس کے مارے جان بلب ہوں آگے بڑھنے کی طاقت نہیں
ہر طرح مرتا ہوں لیکن خدا کی راہ میں میں نے یہ جیو اسواسطے مارے جاتا ہوں کوئی بات بھی نہیں یہ سمجھ کر آگے بڑھا شاید دو تین کوس چلا ہو گا کہ
دونوں پاؤں میں پھپھولے پڑ گئے بے اختیار خاک پر گر پڑا پیچ و تاب کھانے لگا تمام بدن پر زخم پڑ گئے اور جی ڈوب گیا اتنے میں ایک پیر مرد
پیدا ہوا اور اسکو اُٹھا کر کہنے لگا اے حاتم یہ وقت ہمت ہارنے کا نہیں ہے دلکو ڈھارس دے اور مہرہ جو تجھے اُس خرس کی بیٹی نے دیا ہے
اپنے کمر سے نکال کر منہ میں ڈال لے حاتم نے وہ مہرہ اپنی کمر سے کھولا اور منہ میں ڈال لیا زمین کی گرمی اور پیاس کی شدت سے
کم پہنچے دور ہو گئے حاتم اس پیر مرد کے پاؤں پر گر پڑا اور کہنے لگا کہ اس گرمی کا کیا سبب ہے اُسنے کہا کہ یہ گرمی سرخ سانپ کے زہر کی
ہے اور اوس میں جو اوسکی منہ کی آگ نکلتی ہے اس سبب سے اس میں کا رنگ لال ہے اور نہیں تو یہ آگے سبز تھی اسی بات
کو سنکر حاتم آگے بڑھا اور حاتم مہرہ کی تاثیر سے گرمی سے محفوظ رہا غرض آدھی دور پہنچا کہ سرخ سانپ
نے حاتم کی بو پا کر پھنکار ماری اس زور سے کہ منہ کا شعلہ آسمان تک پہنچا اور اسکا پھن چھتان کے
برابر قد تاڑ کے مانند تھا اور آگ شعلہ اُسکی ناک کی نتھنوں سے بھی بادسموم کی صورت نکلتی تھی اور
کوسوں تک تر و خشک کو جلا دیتی تھی حاتم نہایت بیقرار ہو کر کہنے لگا کہ آگ سے ہڈی پسلی
جلکر خاک ہو جائیگی لیکن اُس مہرہ کے باعث سے تھوڑا تھوڑا پانی منہ میں آتا اور اسکے حلق میں جاتا
تھا اس سبب سے جیتا رہا آخر سانپ کی نظر حاتم کی نظر سے ملی بے تحاشا پھنپھنا کر لپکا اور
شعلہ منہ سے چھوڑنے لگا مگر مہرہ کے عصا کے باعث زہر کارگر نہوا حاتم محفوظ رہا اسی ہیض بیض
میں گذر رہی تھی کہ وقت مہرہ سرخ سانپ کے لبوں پر پہنچا حاتم نے دیکھا کہ ایک بلبلہ سرخ سانپ کے لبوں پر
چمکتا ہے اوسنے نیزہ کو ہلا دیا وہ اپنا سر ٹپکنے لگا غرض ادھر آفتاب نکلا ادھر مہرہ اوگلا اور اپنی
بانبی میں چلا گیا حاتم مہرہ کے نزدیک آیا لیکن اوٹھانے میں ڈرا اور جی میں کہنے لگا کہ مبادا
گرم ہو اور ہاتھ جل جائے تھوڑی دیر کے بعد اسنے اپنی پگڑی سے چیتھڑا پھاڑ کر اوپر ڈال دیا

جب وہ لٹا پہ چلا تب ہاتھ بڑھا کر وہ مہرہ پگڑی مین باندھ لیا گرمی جاتی رہی اور اوس جنگل کی ساری زمین سرد ہو گئی آپ وہان سے روانہ ہوا غرض اوس مہرہ کی پیدائش یون ہوتی ہے جب کوئی اوسکو لیجاے تب تین برس کے بعد دوسرا پیدا ہو اور اوسکی اکثر خاصیتین ہین کوئی کہانتک بیان کرے القصہ حاتم ایک مدت کے بعد اس جوان کے پاس آن پہونچا اور وہ مہرا اسی دیکر تمام حال کہہ سنایا جوان حاتم کے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اوسے گلے سے لگایا اور کہا اب تو جا اور مہرہ کو سنحر جادو کے حوالہ کر وہ مہرہ کو لیکر سنحر جادو کے پاس آیا اور ملاقات کر کے وہ مہرا اوسکے آگے رکھ دیا کہ صاحب مین اسکو بڑی مشقت سے لایا ہون اسنے کہا مین اسکی پہلی آزمایش کرون تب تیری بات پہ اعتماد کرون اسنے کہا بہت اچھا مضایقہ نہین سنحر جادو نے اسکو ہر طرح سے آزمایا جب وہ مہرہ تحقیق ہوا تب اسنے ظاہر مین خوشی کی اور باطن مین شرمندگی کھینچی اور یہہ بات کہی کہ ای جوانمرد اب ایک شرط اور باقی ہے اسکو بھی ادا کر اسنے کہا بہت بہتر آخرکار سنحر جادو نے اپنے لوگون سے بلوا کر کہا کہ ایک لوہے کا کڑاہا گھی سے بھر کر چولہے پر دھرا دو اور سات روز رات دن اسکے نیچے آنچ کرو تا وہ خوب کھولے اونھون نے اسکے کہنے کے موافق کیا وہ کڑاہا ایسا کھولا کہ اگر اسمین تنکا بھی گرے تو جلکر خاکستر ہو جاے تب اوسنے اوس جوان سے کہا کہ اب تو اسمین کود اگر سلامت نکلیگا تو اپنی معشوقہ کو پاویگا جوان ڈرا اور حاتم سے کہنے لگا کہ اس آگ سے مین جیتا نہ بچونگا حاتم نے دلاسا دیکر کہا غم نہ کھا خدا کو یاد کر اللہ یہی مشکل آسان کریگا یہہ کہکر وہ مہرہ جو اس خرس کی بیٹی نے دیا تھا اپنی پگڑی سے کھولکر اسکے ہاتھ مین دیا اور کہا کہ اسکو اپنے منہہ مین رکھکر بے کھٹکے اس جلتے کڑاہاؤ مین کود پڑ اور غوطہ مار کر نکل آ خدا کے فضل و کرم سے تیرا ایک رونگٹا بھی نہ جلےگا جوان اوس مہرہ کو اپنے منہ مین ڈالکر سنحر جادو سے کہنے لگا کہ اب کیا کہتا ہے اسنے کہا کہ اس کڑاہاؤ مین کود پڑ جوان اسکے پاس گیا دیکھتے ہی کانپنے لگا حاتم للکارا اور کہا ای جوان اندیشہ نکر غم نکھا یہہ آتش عشق ہے خدا کو یاد کر جوان آواز سنتے ہی آنکھین بند کر کے کود پڑا اور ایک غوطہ مارا اور اوس کھولتی گھی کو ٹھنڈا پانی سا پایا تب اودھر اودھر کڑاہاؤ کے اندر پھرنے لگا اور بدن پر گھی کو ملنے لگا بلکہ ہنس ہنس کر کہنے لگا اب کیا کہتا ہے باہر آؤن یا دو گھڑی اور بھی اسمین رہون سنحر جادو نے جو دیکھا کہ جوان اسمین نہ جلا اور تندرست رہا شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا اسوقت حاتم نے کہا اب حجاب کیون کرتا ہے اپنا وعدہ وفا کر کیونکہ جو کچھ تو نے کہا اس بیچارے نے کیا اور اگر اب تو جادو کرنیکی فکر مین ہے تو ہرگز تیرا جادو اثر نکریگا یہہ ایک سرخ مہرہ اور بھی رکھتا ہے اسبات کو سنکر وہ شرمندہ ہوا اور اوس جوان کو گلے سے لگالیا پھر شادی کا سامان کیا اور اپنی بیٹی کو بیاہ دیا اور جوان سے بہت سی معذرت کی یہہ ملک مال سب تیرا ہی ہے مین اسکے سوا اور کوئی لڑکا بالا نہین رکھتا تو ہی میرا عزیز ہے حاصل کلام وہ دونو عاشق و معشوق آپس مین
تب حاتم رخصت ہوا جوان پاؤن پر گر پڑا اور دعائین دینے لگا حاتم نے اپنا مہرا اس سے لیا اور کوہ القا کا رستہ لیا کئی رات

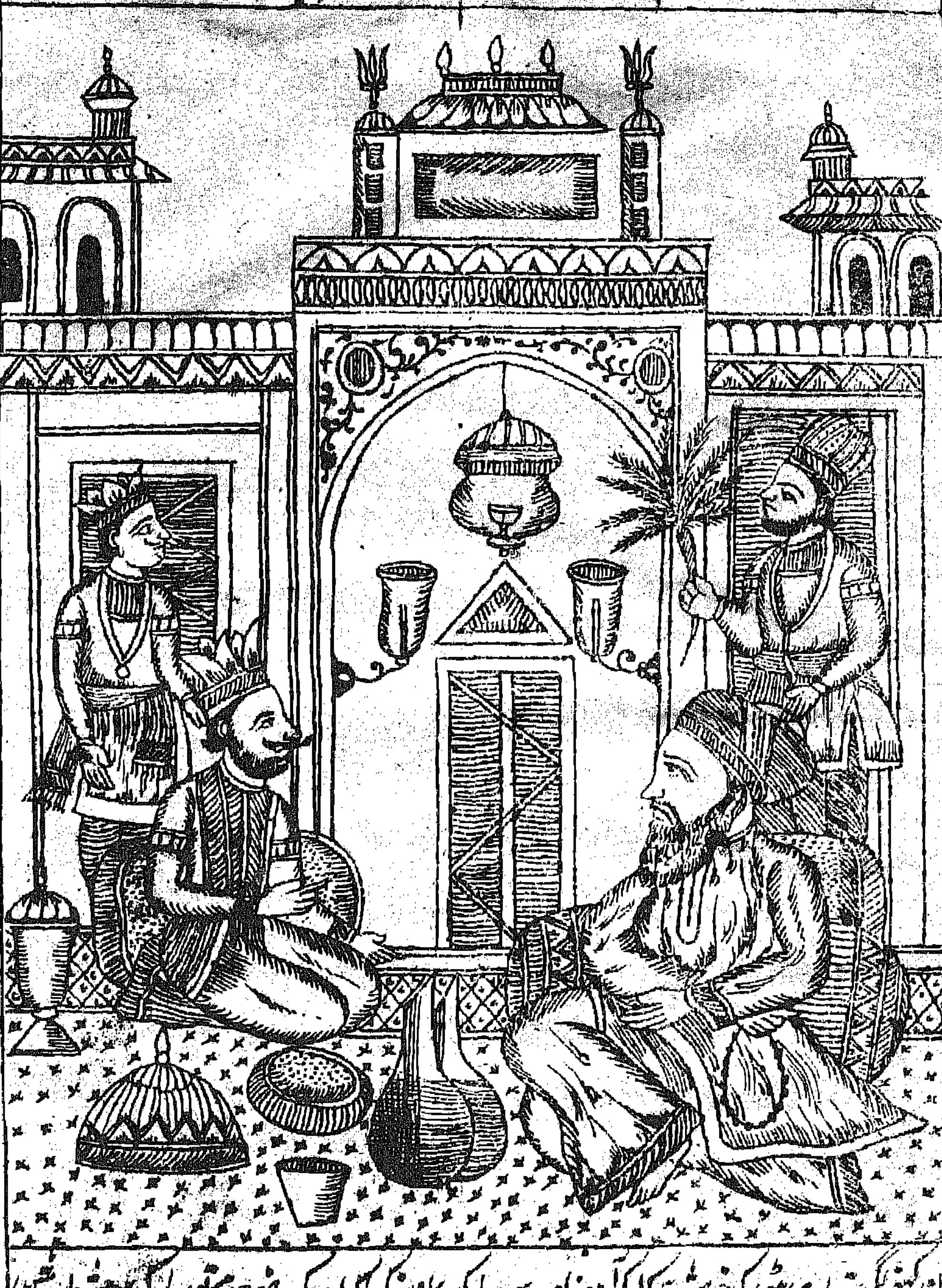
دن چلا گیا آخر ایکدن کوہ القا کے پاس پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک پہاڑ آسمان سے باتین کر رہا ہے بلندی کی طاقت
نہین کہ وہان جا سکے اور چرند کی قدرت نہین جو نظر کر سکے حاتم اس اندیشہ مین اسکے نیچے بیٹھ گیا کہ اگر ماہگیر کی بیٹی والی کو دیکھون
تو پوچھون اسکی راہ کدھر سے ہے اسی فکر مین تھا کہ ایک گروہ پریزادونکا نظر آیا حاتم اسکے پیچھے دوڑا لیکن نہ پایا اور وہ غول اُسکی
نظر سے غائب ہو گیا اتنے مین ایک بڑا سا غار دکھائی دیا اور ایک پتھر چکنا سا اوسکے کنارہ پر لگا ہوا دیکھا حاتم نے اپنے جی مین
خیال کیا کہ یہہ غار کسیطرف کی راہ نہین کہتا اسمین کیونکر جاؤن آخر بیدھڑک اس پتھر پر بسم اللہ کہکے چلنے لگا جو خدا چاہے سو
کرے آخر یونہین چلا گیا اور صبح سے شام تک لوٹتا چلا گیا جب اسکے پاؤن تہ پر پہنچے آنکھین کھولکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک
میدان نہایت وسیع اور پر فضا ہے دیکھتے ہی اسکا دل کھل گیا تھوڑی دور چلا پھر جی مین یہہ بیان کرنے لگا کہ وہ پریزاد کدھر
گئے اور اس جنگل کے کسیطرف آبادی ہے یا نہین یہہ سوچکر دو چار قدم آگے بڑھا کہ ایک عمارت عالیشان اور درخت بہت سے
نظر آئی گمان کیا کہ البتہ لوگ رہتے ہونگے چلا چاہیے اس اثنا مین کسی پریزاد نے جو دیکھا کہ آدمی بیدھڑک یہہ طرف چلا آتا ہے
وہ اپنی جگہہ سے اوٹھکر بے اختیار دوڑے اور حاتم پاس آکر کہنے لگے کہ آدمی زاد یہہ مکان پریزادونکا ہے نہین یہان تو کسو کو آیا
اور تجھے کون لایا ہے وہ بولا کہ خدا ہادی اور رہنما ہے آیا انہون نے کہا کہ سچ کہہ غار کی راہ تو نے کیونکر دیکھی سنکر کہا کہ مین نے تم
تمہین دیکھکر دوڑا تم آگے جا کر ایک ساعت کے بعد آنکھون سے غائب ہو گئے مین فکر کرنے لگا کہ الٰہی یہان سے کیا ہو
اور کہان گئے آخر بارے خدا کے فضل سے جسطرف تم گئے تھے مین بھی اوسیطرف چلا اتنے مین ایک غار تاریک دکھائی دیا اسکو
دیکھکر حیران ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ اسمین کیونکر جاؤن یکایک یہہ خیال آگیا کہ اس پتھر پر بیٹھ کے پھسل پڑون و
کسطرح اندر پہنچون غرض وہی کیا اور تمہاری تلاش مین یہان تک آ پہنچا پر اب خدا کیواسطے بتاؤ کہ اس پہاڑ کا کیا
نام ہے اور یہہ باغ کسکا ہے وہ بولے کہ اس پہاڑ کا نام کوہ القا ہے اور یہہ باغ الگن پری کا ہے ہم اسکے نگہبان ہین اب
موسم بہار نزدیک آیا ہے اسواسطے اسکی خبر لینے آئے تھے لیکن غضب ہے کہ برسون تک وہ ہی سیر کو تشریف لاتی ہے اے جوان تجھے
اس باغ مین کیونکر رہنے دین کہ تو مارا جائیگا تیری جوانی پر ہمکو رحم آتا ہے حاتم نے کہا کہ مین کوئی ٹھکانا نہین
رکھتا کہان جاؤن یہہ میری نصیبون کی یاوری ہے کہ اوسکے واسطے اتنی محنت کھینچکر آیا ہون وہ اتنا جلد آیا
چاہتی ہے اب جو ہونی ہو سو ہو یہہ بات سنکر اونہون نے پوچھا کہ تو اوس سے ملنے کی آرزو رکھتا ہے حاتم نے کہا
اپنے کیا طالب شان اور انکی طالب پر ہے اسبات کو سنتے ہی دق ہوئی اور غصہ سے اسکی طرف دوڑی وہ سر جھکا کے
کھڑا ہو رہا پھر وہ آپس مین کہنے لگین کہ یہہ عجیب آدمی ہے نہ بھگانے سے بھاگتا ہے نہ ڈرانے سے ڈرتا ہے ایسے شخص کو کیونکر قتل کرے یا
ایذا دیجئے پھر انہون نے حاتم سے کہا اے جوان ہم اہل مروت مین تیری بھلے کی کہتے ہین کہ یہہ جگہ تیری رہنے کی نہین اگر سلامت
جایا چاہتا ہے تو اب بھی کچھہ نہین گیا جیسا چلا جا نہین تو رحم اوٹھا دینگے بلکہ مار ڈالا جائیگا یہہ بات سنکر اسنے کہا کہ جی جائیگا
تکلیف نہین سنے خدا کی راہ مین سر دینا اختیار کیا ہے اور جو خدا کی راہ مین مصروف رہتے ہین وہ اپنے سر کو ہتیلی پر لیے رہتے ہین ہم وقت

اسکی رضا جوئی کی دعا مانگتے ہین کیونکہ وہ زمین و آسمان کا خالق ہے اسکی بندگی لازم ہے اسبات کو سنکر وہ مہربان ہوئے
اور کہنے لگے کہ اے جوان ہمارے ساتھ اگر الگن پری کو دیکھنے کا شوق ہے تو ہم تجھے کسی گوشہ مین چھپا رکھین اور دور سے دکہا دین
لیکن آفتاب کو ذرے سے کیا نسبت غرض ایک گوشہ مین لیگئی طرح طرح کے کہانے اور قسم قسم کے میوے کہائی اور اوس سے صحبت
گرم رکھی تین چار روز کے بعد پوچھا کہ اے جوان سچ کہہ تیرے آنیکا کیا سبب ہے کیونکہ مجھے الگن پری سے ایک کام ضرور ہے اسواسطے
کہ وہ ایک جوان سے سات روز کا وعدہ کر کے یہان آئی ہے اور سات برس گذر گئے کہ وہ اسکے انتظار مین قریب المرگ
پہنچا آنکھین پتھرا گئین جان بلب ہو رہی ہے بلکہ سانس لینے کی طاقت نہین ہے تو بھی دو تین گھڑی کے بعد ایک آہ سرد دل پر
درد سے کھینچتا ہے اور یہہ مصرع پڑھتا ہے ع شتاب آ کہ نہین تاب اب جدائی کی جو اسکا حال دیکھا بے اختیار پوچھا کہ تیرا
کیا حال ہے اسنے اپنی مصیبت ابتدا سے انتہا تک میرے روبرو بیان کی اس بات کو سنکر میرا کلیجا جلگیا اسواسطے یہان آیا ہون
کہ اسکا قول اسے یاد دلاؤن شاید بہول گئی ہے اور اگر وہ اسی صدمہ سے مر جاویگا تو بڑا غضب ہوگا انہون نے کہا اے آدمزاد ہم
اتنی قدرت نہین رکھتے جو تیرا احوال اوس سے جا کہین مگر یہہ کہ تجھے باندہکر اسکے سامنے لیجا کر پہر جو تو چاہے اسو کہیو غرض یہہ
ہم ہو سکتا ہے کہتے ہین کیونکہ اگر ہم تجھے یونہی لیجائین شاید وہ پری غصہ ہو کہ آدمی کو خوبی سے کیون لائے حاتم نے کہا کہ جس
طرح سے بنے مجہکو اسکے پاس لیجاؤ آگے مین ہون اور میری محنت یا اوس جوان کی قسمت غرض ایکدن الگن پری اپنے محل سے
نکلکے باغ کی سیر کو بصد ادا اسی چلی آئی سب نے استقبال کیا اور آداب بجا لائے الگن پری تخت پر بیٹھی پریان جو جلسین تہین
کرسیون پر بیٹھین پہر پریزادون نے باغ مین آکر حاتم سے کہا کہ چل تجھے ہم ملکہ کو دکہا دین غرض بلاکر ایک حجرہ مین بٹہا دیا اور کہا
کہ وہ جو دہانی جوڑا پہنے اور آنچل پلو کا دوپٹا اوڑھے بیٹھی ہے وہی الگن پری ہے حاتم نے جو اسی تخت پر بیٹھی دیکہا
غش کر گیا جب ہوش مین آیا خدا کی درگاہ مین سجدہ شکر ادا کیا اور اوسکی صنعت پر متفکر ہوا جوان کو اپنی خاطر سے
بہلا دیا بلکہ اس پری پر آپ دیوانہ ہو گیا یہانتک کہ کہانا پینا بھی چھوڑ دیا اسطرح تین دن گذرے گو اتفاقات کیوقت آنکھ
لگ گئی تو کیا سنتا ہے کہ کسیطرف سے ایک آواز آئی ہے کہ اے حاتم انکو پہچان اسی منہ پر تو نے خدا کی راہ مین کمر باندھی ہے
کہ غیر کی امانت مین خیانت کرتا ہے اور اسبات کا دم بھرتا ہے کہ مین جو کام کرتا ہون تو للہ کرتا ہون ع گر یہہ سچ ہے تو ظالم اسے کیا کہتے
ہین اسبات کے سننے سے چونک پڑا اور ادہر اودہر دیکھنے لگا کہ الہی تو میرے گناہ بخش کہ تو غفور رحیم ہے یہہ کہکے ڈرا اور سر کو زمین پر پٹکنے
عجز سے کہنے لگا اور پریزادون سے کہا کہ مجہکو ملکہ کے پاس لیچلو کیونکہ وہ غریب تمہارے آنیکی راہ دیکھتا ہوگا کب تک انتظار کہینچون انہون
نے منہ مانگا دیکہ خوش دیکہا حاتم کے ہاتھ پاؤن باندہکر باغ کے دروازے پر آئین پہر انہون نے جاکر ملکہ سے عرض کی کہ ایک آدمزاد بچہ
گردش کا مارا باغ کے نزدیک آگیا تہا ہم اسکو باندہ کر باغ کے دروازے پر لے آئے ہین آگے جو حکم ہو سنکر ملکہ نے کہا کہ اسکو حضور
مین لے آؤ جب وے آئے حاتم کے دیکہتے ہی اسکے حسن کو بہول گئی اور اسکا ہاتھ پکڑ کے اپنی پاس کرسی زرین پر بٹہا لیا پہر تو پوچھا
کہ اے جوان کہان سے آیا ہے کیا تیرا نام ہے اور کیا مطلب ہے کہتا ہو اسنے کہا کہ یمن کا بیٹا ہون مین سو یا ہون جا تم میرا نام ہے پر بڑا جو اسکا نام شتا

تخت سے اوٹھہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی کہ مین نے بہی تیرا نام سنا ہے کہ تو یمن کا شہزادہ ہے بڑی نیکنامی کی
جو یہان قدم رنجہ فرمایا ہے بارے یہہ کہو کہ آپکا کیا سبب ہے اور اتنی مصیبت کیون اوٹہائی مین تو تیری لونڈی ہونیکا
کے برابر بہی ہون اور تجہے اپنا سرتاج جانتی ہون حاتم نے کہا کہ یہہ تیری مہربانی ہے مین شاہ آباد سے آیا تہا اور تیرے آگے
کسیطرف جاتا تہا اثنا راہ مین کیا دیکہتا ہون کہ ایک جوان درخت کے نیچے نعرہ مارتا تہا اور آنکہون سے آنسو بہاتا تہا جو شباب آگے
نہین تاب ہے جدائی کی نہین پوچہا کہ اے جوان للہ بیان کر کیا حال ہے اوسنے تمام سرگذشت اپنی اور تمہاری سنائی ہے کہ ملکہ سات
روزکا وعدہ کر گئی ہین اور سات برس گذر گئے نہین آئین اونکی انتظار مین نالان اور گریان ہون نہ چلنے کی طاقت ہے نہ زندگی کی
قدرت اسکے سوا چلنے کے وقت اوسنے میرا ہاتہہ پکڑکر یہہ کہا تہا خبردار تو یہان سے اگر کہین جائیگا تو خدا سے تیرا دامنگیر ہونگی اسلیے ہون کہ اب
معشوقہ کا حکم کسطرح ٹالون اگر ملاقات ہوتی ہے تو یہین ہو رہیگی جب مین نے اسکا حال دیکہا اور عاشق صادق پایا اپنا مطلب چہوڑکر آیا ہون
اگر اس بیچارے کے حال پر مہربانی فرماؤ گویا مجہے مول لیا پری نے کہا اے شہزادہ یمن تجہکو دیکہکر بہول گئی وہ تیرے لائق نہین
عشق اسکا خام ہے کیونکہ سات برس گذر گئے کہ وہ اپنی جان کے ڈر سے وہین رہا اور اسکو لقا پر قدم بہی نہ رکہا حاتم نے کہا کہ
اگر وہ عاشق تمہارا نہوتا تو کہین نہ کہین قرار رہتا اور کسواسطے تیری یاد مین اپنے کو خراب کرتا اسکے سوا تم خود وعدہ کرکے آئی ہو کہ مین
سات روزکے بعد آؤنگی تم ہی کہہ آئی ہو کہ تب تک کہین نہ جانا وہ غریب عاشق نامراد اپنی معشوقہ کی بات کو ماننے کیلئے بیٹہا ہے اور اسکو تمہین نے کہا
امید کی معشوقہ یہین آئیگی اب مجہکو لازم نہین کہ مین بہوکہ پیاس کے مارے کہین چلا جاؤن اور یہان سے اوٹہنا بہی نا پسند ہو جائے
یہہ سنکر کہا مین ہرگز قبول نکرونگی حاتم بولا کہ اے مہر لقا اسقدر خفگی کا کیا سبب ہے اور وہ جبتک مراد کو نہ پہنچیگا مین بہی یہان
سے نہ جاؤنگا پری نے کہا کہ تو مجہسے یہہ امید نرکہہ کہ مین اوسکی پاس نجاؤنگی حاتم نے کہا اے پری خدا کو تو میرے
محبت پر نظر کر تب وہ بولی کہ مین تیرے کہنے سے باہر نہین اچہا مین تیری خاطر سے اسکو اپنے پاس رکہونگی پر ہم صحبت
نہونگی حاتم نے کہا خیر مین بہی تمہارے دروازہ پر بیٹہا رہونگا فاقے کرونگا اور میرا خون تمہاری گردن پر ہوگا
یہہ کہکر اوٹہا اور اوسکے دروازے پر ایک درخت کے نیچے جا بیٹہا دانہ پانی سب چہوڑ دیا اسی صورت سے سات روز
گذرے ایک شب اسنے یہہ خواب دیکہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اے حاتم پری نے اسیطرح سنگدلی کی ہے تو پہلے اوس کہہ کر
جوان کو بلوا اور وہ مہرہ جو اس خرس کی بیٹی نے تجہے دیا ہے اوسکو دیکر اپنے منہہ مین رکہکر غرغرہ کرے پیالے مین ڈالکر کسیطرح
اوس پری کو پلا دے پہر خدا کی قدرت کا تماشا دیکہہ کہ معشوقہ عاشق ہو جائے یہہ بات سنکر وہ چونک
پڑا اتنے مین صبح ہو گئی الغرض پری اوسکے پاس آکر کہنے لگی کہ اے جوان تو نے دانہ پانی کیون چہوڑ
دیا ہے اگر بے آب و دانہ مر جائیگا تو مین تیرے گناہ کے سبب پکڑی جاؤنگی اور خدا کو کیا منہہ دکہاؤنگی
حاتم نے کہا کہ تو اوسکو بلوا کر دیکہہ اور وہ تیرا دیدار دیکہے کہ اوسکا مطلب بہی یہی ہے الغرض پری نے کہا
کہ یہہ بات مین قبول کی اس سخن کے سنتے ہی حاتم بہت مستعد و آمادہ ہوا کہ جا کر اس جوان کو لے آئے اور ملکہ نے

کہ صاحب تم کسواسطے تکلیف سہو مین کئی ہو شہزادے بولا الیتی ہون سیکہکر پہرکئی پہر شہزادہ ہوش فرمایا کہ تم فلانے پہاڑ کی
طرف جاؤ وہان ایک شخص کسی درخت کے نیچے پتھر کی سل پر آنکھین بند کئے کہڑا ہے اور آہین سرد بہرتا ہے
اوسے کہو کہ وہان حاتم جا پہنچا اور اوسنے تیرا حال تیری معشوقہ سے مفصل بیان کیا اسواسطے الگن پری نے تمکو بلوایا
ہے غرض وہ شہزادہ ایک پل مین وہان جا پہنچی اور یہہ ماجرا اوس سے کہنے لگی وہ اسبات کو سنتے ہی اپنی جگہہ سے اوٹھا اور حاتم کی ہمت
پر آفرین کرکے ساتھہ ہولیا وہ ایکدن مین شہزادی کے پاس اوس سے آئے ملکہ نے پاس بٹہالیا جوان دیکھتے ہی بیہوش ہو
زمین پر گر پڑا شہزادی گلاب چہڑکا ایکدم کے بعد ہوش مین آیا تب الگن پری نے آہستہ سے پیار کیا کہا کہ یہہ جوان مجھکو خوب
دل بہرکے دیکہہ لے غرض تمام دن باہم صحبت رہی شام کیوقت اوسنے اپنی پریون کو کہا کہ مجلس نشاط آراستہ کرو اور
ناچ راگ شروع کرو اسبات کے سنتے ہی وہ ناچنے گانے لگین حاتم اور وہ جوان بہی باہم بیٹھے ہوئے تماشا دیکھہ رہی تہی
مگر الگن پری اوس جوان کی طرف ہرگز متوجہ نتہی یہہ حالت دیکھکر حاتم نے اوس جوان کو کہا کہ تو اوس چہرہ کو پانی مین
رگڑکر منہ مین لے اور اوسکی پانی پینے کی ٹہلیان مین ملی کردے اور یہان پہر اکر بیٹہہ جب وہ جوان اوس کام مین مشغول
ہوا کئی پریون کی اوسپر پانی پینے کی ٹہلیا کیطرف جاتے ہوئے نظر جو پڑی بے اختیار ہو پڑین اور کہنے لگین کہ تجھکو
خاصہ کی ٹہلیون سے کیا کام ہے اوسنے کہا شدت سے پیاسا ہون اونہون نے اوسکو پانی پلایا پہر وہین آ بیٹھا حاتم نے
جب دیکھا کہ جوان نے اپنا کام پورا کرلیا ملکہ سے کہا کہ اسکو نہایت گرمی ہے تہوڑا سا شربت پلاؤ اور اوسکی پیاس بجہاؤ پہر پری نے
ارشاد کیا جلد شربت طیار کرلاؤ حاتم نے آپ ہی اوٹھ کہڑا ہوا اور اپنے ہاتھ سے شربت طیار کرکے شہزادے کے
سامنے لے آیا اوسنے ارشاد کیا تہوڑا تہوڑا سب پئین حاتم نے کہا پہلے آپ قدرے نوش جان کرین پہر سب پئینگے
ملکہ نے حاتم کے ہاتھہ سے شربت کا پیالہ لیا اور منہ سے لگایا دو گہونٹ پیتے ہی سے ہزار آدمی زاد پر دیوانی
ہوگئی حاتم نے جو اسکا حال کچھہ اور دیکھا آہستہ سے کہا اے ملکہ اس عاشق بیچارہ پر اگر مہربانی فرمائیے تو تیری
اخلاق سے چندان بعید نہین اوسنے سکر آمیز اسنے باو صبا انہیہ آور کہ وہ دست دیکھنے لگی ہین جانتے یہہ
آفت کسکی اوٹہائی ہوئی ہے اور یہہ آگ کسکی لگائی ہوئی ہے اب مجھسے جدائی کا درد نہین سہا جاتا اور اوسکے بے ملے
ایکدن رہا نہین جاتا ناچار ہون تیرا کہا مانا اور قبول کیا مگر ماں باپ کے بے رضامندی یہہ کام نہین کرسکتی یہہ کہکر وہ
الفا کیطرف گئی اور محل مین داخل ہوکر والدہ کو مجرا کیا اور سر جہکا کے شرم سے چپکی ہو رہی اوسکی
ماں نے کہا اسقدر جلدی آنیکا کیا سبب ہے ابہی تو چالیس روز نہین ہوے تب اوسکی مصاحبون
نے عرض کی کہ ملکہ کو ایک آدم زاد پسند آیا ہے اور اوسنے بہی اوسکے عشق مین رنج اوٹہایا ہے
اب یہان آ پہنچا ہے اسواسطے چاہتی ہون کہ اوسکو دیکہہ لو اور محرم راز بناؤن لیکن بے
اجازت یہہ کام نہین ہوسکتا یہہ سنکر وہ اپنے خاوند کے پاس گئی۔

یہ تصویر اس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا اس برنگ کے پاس گیا دروازہ پر اسکے یہ مضمون لکھا تھا



اور کہنے لگی تمہاری بیٹی کی خواہش ہو کہ ایک آدم زاد سے بیاہ کرے اوسنے کہا کہ اوسکی مرضی ہے تو مبارک ہے بچشم ما روشن دل ما شاد ۔ القصہ الگن نے اوسوقت حاتم کو اوس جوان کے باغ سے بلا بھیجا اسکی ماں انکو دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور اپنے خاوند سے تعریف کی اور اسیوقت بیاہ کا سرانجام کیا اور ملکہ نے بڑی دہوم دہام سے اپنی رسموں کے موافق

بیاہ دیا عاشق و معشوق باہم ملے اور حاتم کو دعائین دینے لگے سات دن کے بعد حاتم اونسے رخصت ہونے لگا
پری نے یہ جواب کہا کہ تیرا مقصد کیا ہے اوسنے کہا کہ وہ امر کہ تجھے وہان ایک کام ضرور ہے پری نے کہا کہ پھر ان دنون
مین تمہین ایکدن وہان پہونچا دیتی ہون یہ کہکر اسنے اپنی کسی پریزاد کو کہا کہ اسکو ایک تخت پر بیٹھا کر وہان
پہونچا آو اور وہ اسکو تخت مرصع پر بیٹھا کر آدھی رات کیوقت وہان جا پہنچے حاتم نے اونسے کہا کہ مجھکو یہین چھوڑ دو اور تم
رخصت ہو جاو کہنے کی بموجب وے رخصت ہوئے اور حاتم اوسی جا سے چل نکلا اور اوس درخت کے پاس جا پہونچا اور جنگل
سے دراز آگے ہی گیا دیکھتا ہے کہ ایک شہر آباد ہے وہان لوگ شہر مین حیران ہو رہے ہین اور ایک شخص باہر پوچھنے لگا کہ یہ
آواز کیسی ہے کہ ہنسی نکلتی ہے اور وہ کون ہے جسکے یہ اس شہر مین ہنسنے کا شوق ہے یہ بات سنکر وہ شخص پاس پہنچا اور کہا
مین ایک سوداگر ہون جسوقت مین پیدا ہوا تھا اسوقت میرا باپ بہت مالدار تھا جب مین بڑا ہوا تب
اس شہر مین چھوڑ کر کسی ملک مین تجارت کے واسطے گیا مین نہایت فضول خرچ تھا زر و جواہر مال و متاع جو باپ نے مجھکو دیا تھا
تھوڑے ہی عرصہ مین اوڑا دیا محتاج ہو گیا افلاس نے آ گھیرا اس سفر مین پھرا کیا جب گھبرایا ہوا اس شہر مین آیا
چند روز کے بعد بازار مین ایک جوان کو دیکھا کہتا ہے کہ جسکا زر و جواہر مال متاع کہو گیا ہو خواہ زمین مین گاڑا گیا
ہو مین ڈھونڈھ کے نکال دیتا ہون لیکن اس شرط پر کہ چوتھا حصہ مجھے دے اسکی یہ بات سنکر مین اوسے
اپنے گھر مین لاکر جگہہ دی اوس جا پاس جو کچھ سونا اور روپیہ پیسہ گاڑا تھا وہان سے جواہر نکلا
مین چوتھائی دیکے حیلہ کرنے لگا اور اپنے اقرار سے پھر گیا تھوڑا سا اوٹھا کر اوسکو آگے رکھدیا وہ میری جان کو روتا ہوا
چلا گیا کئی دن کے بعد پھر آیا اور مجھسے دوستی پیدا کی بلکہ عیار ہو کر ایکدن کہنے لگا جو کچھ زمین مین گڑا ہو اسے مجھے
نظر آتا ہے مین نے اس سے پوچھا کہ یہ علم مین بھی کسی طرح سیکھ سکونگا اوسنے کہا بہت آسان ہے وہ ایک سرمہ کی ترکیب
ہے اوسے بنا کر جو کوئی آنکھون مین لگاوے جتنا مال چھپا ہوا ہے نظر آنے لگے مین نے کہا اگر میری آنکھون مین لگا دے تو
وہ مال مجھے نظر آوے تو آدھا تیرا اوسنے کہا کہ بہتر تو میرے ساتھ جنگل مین چل میں تیری آنکھون مین ایک سلائی پھیر دون
اوسکے ساتھ جنگل مین آیا اور اوس نے مجھکو دیکھکر حیران ہوا پھر یہ بات کہی کہ اوسنے کہا مین یہان جاتا ہون تو اس درخت
کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی بغل سے ایک ڈبیا نکال کر ایک سلائی میری آنکھون مین پھیر دی فی الفور اندھا ہو گیا
تب اس سے کہا اے عزیز تو نے یہ کیا کیا مجھے اندھا کیا وہ بولا جو تو نے اور جہد کیا سزا اوسکی ہے اگر آنکھونکی بصارت
چاہتا ہے تو اس شجر کے نیچے بیٹھا رہ اور یہ سخن کہا کہ کسی سے نیکی کر کے بدی نکرنا تو وہی سزا پاویگا مین نے
پوچھا میری آنکھون کا کیا علاج ہے اوسنے کہا کہ ایک مدت کے بعد جوان حق پرست آویگا تو اوسکو اپنا احوال
کہنا اور یہ بھی کہنا کہ اس درخت کے پاس لاکر اوسکا پانی تیری آنکھون مین چوائیگا آنکھین جیسی تھین ویسی ہو جائینگی
... اسکی راہ دیکھتا ہون اگر آنکھین ہی آئی اس سے نکلتا ہون لیکن ... ایک گوشت کا ...

گوشت سے لیکر پوست تک درد کرتا ہے بیتاب ہوکر پھر اوسمین آ بیٹھتا ہون اور آہ سرد کھینچکر یہی سخن کہتا ہون
اسیطور سے بہت سے آئے اور پوچھکر چلے گئے پر کوئی دوا کو نہ پہنچا اور کسیسے اسکی تدبیر نہو سکی حاتم نے کہا تو اپنی خاطر جمع رکھ
یہ کام میں کرونگا اتنے میں وہ پریزاد جو حاتم کو یہان پہنچا کر وہ لقا پر گئی تھی پھر آئی لیکن پری دیکھتے ہی پھر کو حیران ہوئی
اور پوچھا کہ کیونکر کہ جلد اس کام سے فراغت پائی تب اوسکی گہر پہنچا آنکھیں اسی پیرنا جبر ہے کہ اوسکو گہر پہنچا دو ورنہ سیفرح
پیش دنگی وہ اسبات کو سنتے ہی رو پڑی اور حاتم اپنے کار جو ہوا تھا اوسکی سرگذشت بیان کی اور پوچھا کہ اب آپکا
قصد کدہر ہے اوسنے کہا کہ جہان تو پریزاد کہ پاس ہے وہان جایا چاہتا ہون وہ بولی ہم تمکو اوس جنگل کے قریب پہنچا دینگے اور
پہاڑ ہی بتا دینگے لیکن ہان بیٹھا ہے اگر تم سنتا ہے کہ تجہے پہنچا دینگے ... کہ وہ اکیلا کسیکو پہنچ
جاتا ہے پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے اونہون نے کہا صاحب حقیقت وہ گہاس جس میں نکلتی ہے ... حاتم ... پہنچ کر
ہوتے ہیں اور ہزارون جانور انواع و اقسام کے گرد اگرد جمع ہیں سو وہان کسیکا گذر نہیں ہوتا حاتم نے کہا خیر کچھ ہو
میں کیا ہوتا ہے ایک پریزاد نے حاتم کو کاندھے پر بٹھایا اور باقی ساتھ ہولیں رسا تویں دن اوس جنگل کے قریب جا پہنچے ایک ... نظر
آیا حاتم نے پوچھا وہ گہاس کہان ہے وہ بولی اوسکی آگے کا وقت قریب پہنچا وہ چار پہر میں نکلیگی حاتم اور پریزاد لوگ
اوس جنگل میں بیٹھ رہے اور تیسرے پہر کے ... کہا یا گہر کہ ایکبارگی وہ گہاس ... سے نمودار ہوئی جہانتک ... طرح روشن
ہوگئی سارا جنگل خوشبوی مشک سے ... قسم کے جانور اوسکے گرد جمع ہوگئے اور ایک حلقہ باندھکر گہر رہے حاتم نے پریزادون سے کہا کہ تم
یہیں رہو میں اوسکو جلد لاتا ہون آگے جو مرضی اوسکی یہ کہکر ... اوس جنگل میں جا کر ... گہاس
اور کئی پتیان پہولون کی لیکر خیریت سے پہر آیا پریزاد دیکھکر حیران ہوا کہ عجب طرح کا آدم زاد ہے ... دیکھا ...
اوسیطرح حاتم کو اوس تاجر کے پاس پہنچا دیا وہ اوسی حالت میں پڑا تہا اتنے میں حاتم نے پکار کر کہا کہ اے پیر مرد میں وہ
گہاس لے آیا بڈہے نے کہا مرحبا اب لازم ہے کہ تو اپنے ہاتھ سے اسکو ملکر ... میری آنکھون میں ... حاتم نے
ویسا ہی کیا ملتے ہی اوسکی آنکھیں اور دل کھل گئیں آخر ... حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور عذر کرنے لگا اوسنے بہی اوسے
گلے لگایا اور کہا بہائی برای خدا یہ کیا کہتا ہے ... خدا کی راہ میں ... کام تیرے ہاتہ سے نکلا ہے غنیمت
جانتا ہون اور اپنی سعادت سمجہتا ہون پہر پیر مرد نے کہا اسے جوانمرد میرے گہر میں بہت سا جواہر ہے تو
وہان چل اور جسقدر چاہے اسمیں سے لے حاتم نے کہا مجہے ہر ور زر و جواہر درکار نہیں خدا کے
فضل سے میرے گہر میں بیشمار ہے میں اسکو خدا کی راہ میں صرف کرتا ہون تیرا مال لیکر کیا کرون
یہ کہکر وہ پیر مرد سے رخصت ہوا اور پریزادون کے کندہے پر سوار ہوکر دس روز کے بعد شہر میں
آیا تب پریزادون نے کہا خداوندا اب اپنی مہر سے ایک رسید لکہدیجے تاکہ ہم بادشاہزادی کو دین
کہ اونکی دلجمعی ہو حاتم نے لکہکر اون کے حوالہ کی وہ وہان سے شہر میں داخل ہوکر کاروانسرا میں

آیا اور شہزادی سے ملاقات کرکے نہایت خوش ہوا وہ چار گھڑی کے بعد متفق ہو کر حسن بانو کے گھر گئے
ایک مکان پاکیزہ چونے پردے پر تکلف ولکہ بچھی اور اونکو باہر جواہر کی چوکیون پر بعزت تمام بٹھایا اور حال پوچھا
حاتم نے تمام و کمال بیان کیا حسن بانو نے اونکی ضیافت کی تیاری کی دسترخوان پر طرح طرح کے کھانے چنوائے
اور قسم قسم کے میوے رکھوا دیئے ہنسی خوشی اونھون نے نوش جان کئے اور رات کی رات وہین آرام
فرمایا صبح کو حاتم نے پوچھا کہ اے حسن بانو کونسا مطلب ہے اوسنے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ سچ کو ہمیشہ راحت
ہے وہ کیا سچ بولا ہے اور کیا راحت پائی ہے اسکی خبر لا اوسنے کہا تم جانتی ہو وہ کسطرف ہے حسن بانو بولی
کہ مین نے اپنی دائی سے سنا ہے کہ شہر قرم (?) مین رہتا ہے پر یہ نہین جانتی کہ وہ شہر کسطرف ہے حاتم نے کہا خدا ہر مشکل آسان کریگا

چھٹا سوال حاتم کے جانیکا اور اس بات کی خبر لانیکا کہ سچ کو ہمیشہ راحت ہے

القصہ حاتم حسن بانو سے رخصت ہو کر شہر سے نکلا شہر و شہر پھرتا پھرتا ایک دامن کوہ مین پہونچا کیا دیکھتا ہے
کہ ایک دریائے عظیم لہو سے بہرا ہوا نہایت زور شور سے بہ رہا ہے اوسکو دیکھکر متفکر ہوا اور جی مین کہنے لگا کہ ایسے کبھی
لال پانیکا دریا نہین دیکھا اسکو دریافت کیا چاہیے کہ یہ کسطرف سے آتا ہے اور اوسکے بہنے کا کیا سبب ہے یہہ ارادہ کرکے روانہ
ہوا اثنای راہ مین ایک درخت عالیشان سامنے سے نظر آیا جب اوسکے پاس پہنچا دیکھا کہ اوسکے ہر ایک ڈال مین آدمیون کے
سر سیکڑون لٹکتے ہین اور اوسکے نیچے ایک تالاب نہایت خوش قطع ملبب (?) ہے اور اوسکا پانی جنگل کی طرف چلا جاتا ہے
یہ اوس درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور جتنے سر اوس درخت مین لٹکتے تھے بے اختیار قہقہہ مارکے ہنسے یہہ دیکھکر
حیران ہوا کہ کٹے ہوئے سر ہنستے ہین اور وہی لہو کے قطرے ٹپک پڑتے ہین اور تالاب مین گرتے ہین اور پانی خون
آلودہ ہو کر دریا مین چلا جاتا ہے اتنے مین اوسکی نظر سر پر جا پڑی جو سب سرون سے اونچا لٹکتا تھا اوسکو دیکھتے ہی
بیہوش ہو گیا جب ہوش مین آیا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اس ماجرے کو بے دریافت کئے مین کیونکر دریافت کرونگا الٰہی تیرے
کہ تھوڑے دن یہان رہیے اور اس حال کو بخوبی دریافت کیجیے کہ یہہ کیا اسرار ہے اسی فکر مین وہان تمام دن رہا
اتنے مین رات ہو گئی یہہ ایک کونے مین چھپ رہا سارے سر ٹہنیون سے تالاب مین گر پڑے اور حاتم اوس تالاب
کیطرف دیکھتا تھا کہ ایک لخت نکلا وہ نہایت پاکیزہ تھی اسپر فرش شاہانہ لاکر بچھایا اور ایک تخت زرین بھی وہان پر تکلف
ایک قرینہ سے رکھدیا کئی گھڑی کے بعد کئی پریان نازنین گلبدن نکلین بیچ ایک پریزاد نہایت البیلی چھبیلی ہوشربا بادلقا بھی اوسکے
ہی ناز و ادا سے اوس تخت پر آ بیٹھی حاتم نے جو غور کرکے دیکھا معلوم کیا کہ یہہ ہی سر اونچا تھا پر کتنی پریان
اوسکے گرد کرسیون پر بیٹھ گئین اور کتنی ہاتھ باندھکے ادب سے کھڑی ہو رہین ناچنے مین طائفہ ساز ملا کر
کھڑا ہوا اور اس تخت کے سامنے ناچنے گانے لگا حاتم ٹکٹکی لگائے دیکھتا تھا اور فکر کرتا تھا کہ الٰہی یہہ کیا
اسرار ہے جب آدھی رات گئی دسترخوان شاہانہ بچھا اور اقسام اقسام کے کھانے پاکیزہ لطیف

اوسپر چڑھ گئے پھر اس تخت نشین نے ایک خواص سے کہا کہ اسکو کھانا و خوان تیار کرکے سر پر رکھ کر حاتم کے پاس لیگئی اور کہنے لگی کہ یہہ کھانا
سردار نے تجھے بھیجا ہے حاتم نے کہا تیرا نام کیا ہے اور تیرے سردار کا کیا نام وہ بولی کہ تجھے میرے نام سے کیا کام ہے اگر بھوکا ہے تو کھانا
کھا حاتم بولا کہ جبتک تو اپنا نام اور اپنے سردار کا نام نہ بتائیگی ہرگز نہ کھاؤنگا یہہ بات سنکر وہ نازنین پھر آئی اور ملکہ سے
عرض کرنے لگی کہ وہ مسافر کھانا نہیں کھاتا اور کہتا ہے کہ جبتک تو اپنا اور اپنے سردار کا نام اور اس جماعت کا احوال بتاوے
نا لاب سے نکلی ہر طرح منت کر چکی کچھہ نہ کھاؤنگا ملکہ نے کہلا بھیجا کہ کھانا کھا تو پھر کہونگی جب وہ کھانا کھا چکیگا سو آج نہیں کل وعدہ حاتم
کے پاس آئی اور جو سکھا دیا تھا عمل میں لائی غرض کہ حاتم نے چاہا کہ وہ اوسکا ہاتھہ پکڑلے وہ بھاگ کر تالاب میں گر پڑی اور ملکہ کے
پاس جا کھڑی ہوئی اور شہزادی تمام رات ناچ راگ میں مشغول رہی جب صبح ہوئی سب تالاب میں کود پڑیں ایک ساعت میں
نکلے سر پھر تیر آئے اور آپ ہی آپ تالاب میں سے اوچھل کر درخت کی ڈالیوں میں لٹک گئیں اور وہ سر بدستور سابق اوسی جا لٹکا پھر سب میں
پیچھے حاتم بھی اوس کو تماشہ دیکھتا تھا لیکن بیقرار کر کے سے لگا رہتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ اگر بھید کو پاؤں تو اس نازنین سے
ہو نکاح کروں اور کہتا تھا یا الٰہی یہہ کیا اسرار ہے کہ ہر رات کو جیتے ہیں اور دن کو اس درخت میں لٹک جاتے ہیں شاید
یہہ کام جادو کے سبب یا طلسم سے ہوتا ہے اسی سوچ میں تین دن آخر ہوا اور شام ہوئی رات کو وقت پہر پہر
تالاب میں گرے اور پھر بدستور سابق فرش بچھا اور مجلس آراستہ ہوئی ناچ رنگ ہونے لگا اور حاتم منتظر تھا کہ
آج کی رات وعدہ وفا کرتی ہے یا نہیں جب دسترخوان بچھا شہزادی نے ایک پری کے ہاتھہ کھانا حاتم کو
بھیجا اور دیکھتے ہی کہنے لگا کہ پری تو نے کہا تھا کہ میں کل اگر کہونگی اپنا وعدہ وفا کرینگی کل کا وعدہ ہو گیا ہے
کھانا کھاؤں اوس نے یہہ ماجرا جا کر ملکہ سے عرض کیا اوس نے کہا تو جا کر یہہ کہہ کہ جب ملکہ کے حضور میں جاؤگا اوسوقت
یہہ بھید کھل جائیگا لیکن پہلے کھانا کھا اوسکے بعد میرے ساتھہ چل حاتم نے یہہ بات سنکر کھانا کھایا اور اوسکے ساتھہ ہو لیا
حاتم نے جو آنکھیں بند کر کے غوطہ مارا اور زمین کی تہ کو اوسکے پاؤں لگے تو آنکھیں کھول کر دیکھا نہ وہ تالاب ہے نہ وہ
درخت آپ ایک جنگل میں کھڑا ہوا ہے آہیں سرد بھر کر نعرہ مارنے لگا اسی حالت میں سات دن گذر گئے کہ حضرت
خواجہ خضر علیہ السلام بحکم خدا سبز کپڑے پہنے ہاتھہ میں عصا لیے نمودار ہوئے حاتم دیکھتے
ہی کہنے لگا پیر و مرشد یہہ کونسا مکان ہے کہا یہہ صحرا ہے خبر پرس ہے تو نے فلانے
تالاب میں فلاں پری کے ساتھہ غوطہ مارا تھا وہ تالاب طلسم کے علم سے بنا ہے اوسکا یہی اثر
ہے جو آدمی اسمیں غوطہ مارے یہاں آنکلے چنانچہ وہ مکان اس جگہ سے تین کوس ہے یہہ بات سنتی ہی
خاک پر گر پڑا اور رو رو کر کہنے لگا ہے ہے یہہ میرے دل کو کیا ہو گیا اور کیونکر میں وہاں
پہنچونگا اگر میری مراد نہ ملیگی تو ٹکر مار کر مر جاؤنگا خواجہ نے پوچھا کہ تیری کیا مراد ہے
اوس نے کہا میں جس جگہ بیٹھا تھا میں جا پہنچوں انہوں نے کہا میرا عصا پکڑ لو اور آنکھیں بند کر

اوسنے کہنے کے موافق کیا ایکدم مین اوسکا پاؤن تہ پر لگا اوسنے اپنی آنکہین کہولکر دیکہا تو وہی
جنگل ہے اور وہی سر ڈالیو نپر لٹکے ہین بے اختیار اس درخت کے پاس آیا اور اوپر کو چڑہنے کا قصد
کیا حاتم اوسکی جڑ سے لپٹ گیا پردہ اوسیطرح ہلتا رہا جو ذرا وہان سے اوپر سرکا ایک تڑاکے کی آواز
کان مین آئی درخت بیچ سے پہٹ گیا اور حاتم اوسمین سما گیا اور جب اوسنے دیکہا کہ اب کچہہ نہین ہوسکتا
حیران ہوا اور ڈرا کہ کیا آفت ہے اگر نیچے تو مین اترون تو تالاب مین گرونگا اس مصیبت مین پڑا جو درخت پر چڑہنے
کا قصد کیا تو یون پہنسا جتنا زور کرتا ہون اوپر آؤن نیچے ہی چلا جاتا ہون آخر اسکا بدن سب درخت کے
اندر چہپ گیا فقط آنکہین باہر رہ گئین اوسوقت حضرت خضر علیہ السلام پہونچے اور کہنے لگے کہ اے جوان
اپنے تئین کیون بلا مین ڈالتا ہے مگر زندگی سے سیر ہو چکا ہے حاتم کا حال تنگ تہا کچہہ نہ بولا تب خواجہ خضر
نے رحم کہا ایک عصا اوس درخت پر مارا کہ وہ موم کی مانند ہوگیا حاتم نکل آیا پر سست تہا تہوڑی دیر کے
بعد ہوش آیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اے حاتم جو اٹہا ہے رنج اوٹہاتا ہے اور اپنے تئین مصیبت مین ڈالتا ہے تجہکو
اس سے کیا مدعا ہے اوسنے کہا کسی صورت سے اسکا حال دریافت کرون خواجہ نے فرمایا کہ یہہ سرو شاہ احمر جادو کی
بیٹی ہے اور اوسکا مکان کا نام کوہ احمر ہے ایکدن اوس لڑکی نے اپنے باپ سے شادی کرنیکا ذکر کیا تہا کہ بابا جان
اب مین جوان ہوئی میری شادی کرو اس بات کو سنکر وہ غضب ہوا اوس لڑکی کو اپنی ذریعہ سحر طلسم کے درخت بنا دیا ہے
اور یہہ تالاب اور درخت جادو کا ہے اور یہہ سر جو سبکے سرون کے اوپر لٹکتا ہے اسی کا نام ملکہ زرین پوش ہے اور کہدیا ہے
یہانتک سو کوئی شخص جادو کے زور ایکہی دم مین جا سکتی ہے اور شاہ احمر جادو جو اوسکا سر لیجائیگا اوسکو بیاہیگا اور یہہ اسی حالت
گرفتار رہیگی کسیکے ہاتہ نہ لگیگی یہہ سنکر حاتم نے کہا معلوم ہوا میری قسمت مین اسی ہے آخر تو خدا مجہے یہان پہونچایا ہے
حضرت خواجہ خضر نے کہا کہ جو اسکی بیٹی کی چاہ رکہتا ہے تو آپ سے آپکو بلا مین ڈالتا ہے اس سے بہتر ہے کہ اسکا خیال چہوڑ دے حاتم نے کہا مین
اپنی جان سے ہاتہ دہو چکا ہون جو ہونی ہے ہو جبتک یہہ نازنین سر ہاتہ نہ لگیگی مین اس بات سے باز نہ آؤنگا خواجہ خضر نے کہا
اے جوان تیری آرزو ہے اوسنے کہا ہے مرشد میرا مطلب یہہ ہے کہ اس خدمت سے جیتا پہرون اور انکو اسیر سے چہڑا کے سلامت ہوون حضرت
خواجہ خضر نے فرمایا اے عزیز دیدہ و دانستہ اپنے تئین بلا مین ڈالتا ہے کیا فائدہ باز آ حاتم نے عرض کی کہ مجہکو اسی مین نفع
ہے کہ ایکدم آن ہو جاؤنگا اور جو روز ازل سے میری قسمت مین مصیبت لکہی ہے تو بیشک ہوئیگا اسکو
سنکر حضرت خواجہ خضر نے اپنا عصا اوس درخت پر مارا اور اسم اعظم پڑہکر فرمایا کہ اب اس درخت پر چڑہے
جا یہہ کہکر آپ اوسکی نظرون سے غائب ہوگئے حاتم وہین درخت پر چڑہ گیا جب وہ نازنین کے سر پاس پہنچا اوسکا
سر بہی انہین کے سرون کے برابر لٹکنے لگا اور تن تالاب مین گر کر ڈوب گیا آسمان سے ایک غوغا اوٹہا
اور ایک شور زمین سے بلند ہوا جب آفتاب چہپا اور رات ہوگئی وہ سب کی سب حاتم کے سمیت اوس تالاب مین گر پڑے

گرتے ہی اور بدستور سابق جسم پاکے جمع ہوکر کاروبار کرنے لگا پھر ملکہ بھی آبیٹھی اور حاتم دست بستہ تخت کے برابر سے لگ کھڑا ہوا ہے بیہوش تھا ملکہ زرین پوش نے کہا اے جوان سچ کہہ کہ کون ہے کیا نام ہے کہاں سے آیا ہے اسنے کہا میں بھی ایک تیرے خادموں سے ہوں اور اسی تالاب سے نکلا ہوں اسنے اسکی طرز کلام سے معلوم کیا کہ مجھپر عاشق ہوا ہے ایسا نکو سمجھکر کچھ نہ بولی اور ناچ رنگ میں مشغول ہوئی جب وہی رات ہوگئی تب دسترخوان بچھا انواع واقسام کے کھانے لذیذ اور سیر حاصل چنے گئے شہزادی نے حاتم کو اپنے پاس بٹھالیا اور بہتیرے کھانے اسکے آگے رکھدیے اور نہایت مہربانی سے کہا کہ کچھ کھانا کھا پانی پی حاتم کھانا کھانے لگا مگر پوچھتا تھا کہ میں کون ہوں اور کس واسطے آیا ہوں اور کہاں جاؤنگا جب کھانے سے فارغ ہوئے ناچ رنگ ہونے لگا اور رات بھر یہی عالم رہا جب صبح ہوئی سب مع حاتم سمیت اس درخت کی ٹہنیوں پر پھر اپنی صورت سے جا لٹکے اور انکے دھڑ تالاب میں غرق ہوگئے اور اسی طرح کئی دن گذرے ایک روز حضرت خواجہ خضر پھر اسکے مدد کو پہنچے اور اسکے سر کو اپنی عصا سے اوتار ادھڑ کو تالاب سے نکالا پھر یہاں تک اسم اعظم پڑھا کہ اسمیں جان آگئی اور جادو دور ہوا اسنے آنکھیں کھولکر دیکھا کہ وہی مرد بزرگ ہاتھ میں عصا لیے سرہانے کھڑا ہے اٹھا اور پاؤں پر گر پڑا اور کہا حضرت سلامت باوجود اسحالت کے آپ غور نہیں فرماتے فرمایا اے جوان تو اب تک کہاں تھا وہ بولا کہ میں اس درخت پر اس سرو چمن ناز کے تماشے میں مشغول تھا خواجہ علیہ السلام نے پوچھا کہ اے اس نازنین کی آرزو تیرے دل میں ہے اسنے کہا کہ ہے آپ خدا کے لیے اتنی دستگیری کرو کہ اپنی مراد کو پہونچوں ورنہ اسی بلا میں مرجاؤنگا خواجہ نے کہا کہ جبتک اسکا باپ مارا نجائیگا اس گل خوبی کو کوئی نپائیگا کیونکہ وہ جادوگر ہے اسنے اسکو جادو میں کر رکھا ہے اور اسکا یہہ طور ہے کہ جو کچھ میں کہوں اسپر مان اسنے کہا بہت اچھا اونہوں نے فرمایا کہ اسم اعظم سکھلاتا ہوں تاکہ تو احتیاط رکھے اور ناپاکی سے اسکو بچا اور جھوٹ نہ بولیو ہر روز نہایا کر اور تمام دن روزہ رکھیو اسنے یہہ قبول کیا اسنے اسم اعظم سکھا کر کہا اب کوہ احمر کیطرف جا اور دل میں کچھ اندیشہ نہ لا وہ بولا کیونکر جاؤں خواجہ نے کہا کہ تو میرا عصا پکڑ اور اپنی آنکھیں بند کر اسنے ایسا ہی کیا ایکدم میں اسکا پاؤں زمین پر جا لگا آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ پڑی مگر ایک پہاڑ عظیم الشان اور سیر لالہ سے ہمیشہ پھولا ہوا دیکھا خوش ہوکر اوپر چڑھنے لگا قدم رکھتے ہی اسکے پاؤں ایسے چمٹ گئے کہ اٹھانا محال ہوگیا عجب حیرت ہوا دل میں کہنے لگا اب اسم اعظم پڑھنا چاہیے پڑھتے ہی اسکے پاؤں پتھر سے چھٹ گئے تب معلوم ہوا کہ وہ احمر بھی سحر ہے تو اسم اعظم پڑھتا ہوا چڑھ گیا اتنے میں ایک میدان نظر آیا آگے بڑھا ایک چشمہ دیکھا بہت سے اور درخت میوہ دار کہ کبھی نہ دیکھے تھے نظر پڑے حاتم نے کپڑے اوتار کر اسمیں غسل کیا پھر لباس پاکیزہ پہن اسم اعظم پڑھنے لگا اسکی برکت سے تمام جانور جادو کے گیا ورنہ بھاگ گئے یہہ خبر شاہ احمر کو پہونچی کہ سب جانور بھاگے ہوئے چلے آتے ہیں اسنے نجوم کی کتاب دیکھی معلوم کیا کہ ایک دن حاتم طائی اس

پچھاڑ کر آ جائیگا اور تمام جادو ہمارا باطل کریگا یہ وہی ہی جو وہاں چشمے پر بیٹھا ہوا اسم اعظم پڑھتا ہی اور کوئی ہنر
اسی طلسم کی ہی چیز ہی وہ ایسیکو آخر نہیں کرتا کیا مدبر کبھی کہ وہ اسم ہی لگی تجھے چکر ایک منتر پڑھا اور چاروں طرف ہوگا کہ
غبار کا غٹ پر بیٹھی کا نمودار ہوا اور میں ایک پری ملکہ زرین پوش کی صورت تھی صراحی اور پیالہ ہاتھ میں لیے ہوئے آئی
دی شام کو احمر جادو نے کہا کہ حاتم کو شراب پلا کر کام تمام کر وہ صورت سب پریوں سے بہتر اوس پیچ و پیر جا بیٹھی حاتم
دیکھکر حیران ہوا کہ یہ تو سب اوس دشت میں لشکتی تھیں یہاں کیونکر آئیں شاید میں سو جاؤں اور یہ سب باغ کا مکان آنکھ کے ہوگئی
آخر میں ملکہ زرین پوش کی صورت حاتم کے پاس آئی اور کہنے لگی اے حاتم تو نے رنج تعب بہت کھینچے ہیں آج میرے باپ نے مجھے
باغ کی سیر کو بھیجا ہے تجھے دیکھکر نہایت خوش ہوئی یہ کہکر اوسکے پہلو میں جا بیٹھی حاتم نے اوسکی صحبت غنیمت جانی
اور شراب کا پیالہ لیا وہ محبوبہ وہیں شام احمر کی صورت ہوکر ہنکر نکلنے لگی اوس نے حاتم کی صورت دیکھکر سر نیچا
کر لیا اور دل میں کہا ایسے جوان کو مارنا محض نادانی ہے لیکن یہ دشمن ہے اسی کو کچھ سزا دیا چاہیے تو کہ دیکھو فرمایا اس کو چاہ
آتشین میں ڈال دو اوسکے جاکر دیو نے حاتم کو اوسی وقت کنوئیں میں ڈال دیا اور نہر زمین کی ایک سل لوہے کی لال
کرکے اوسکے منہ پر رکھا تب بھی غرض حاتم ملعون وہیں جلا جاتا تھا اور مہرہ خرس کی مٹی کا جو اوسکے منہ میں تھا
کنوئیں میں سل سمیت دم بدم سرد ہوتا جاتا تھا القصہ شام احمر کے لوگوں نے حاتم کو کہا کہ وہ چاہ آتشین میں جلکر خاک سیاہ
ہوگیا تب اوس نے نجوم کی کتاب دیکھکر معلوم کیا کہ یہ جھوٹے ہیں حاتم ایک مہرہ کے سبب صحیح و سلامت ہے نہیں پہنچی اگاہ مہرہ
اوس سے کس طرح لیا چاہیے جب تک وہ مہرہ اسکے پاس ہے اوسکو کچھ آفت نہ پہنچیگی مگر مشکل یہ ہے کہ وہ مہرہ رہا تھا نہیں لگ سکتا مگر
وہ آپ سے دیدے یہ مدت فرمان بردار اوسنے کہا کہ جلد اوسے نکالکر وہی چشمہ پر بٹھا دو وہ پہنچا آئے حاتم نے آتے ہی غسل کیا بعدہ
شکر بجا لایا شام احمر جادو نے منتر پڑھا ایک ساعت میں وہی نازنین ملکہ زرین پوش کی صورت سمیت حاتم کے ساتھ
آئی ملکہ کی صورت نے آگے قدم بڑھا کر کہا کہ اے غمگسار اب میں تیرے پاس بیٹھونگی دور سے دیدار دیکھونگی اوس فرقت میں
تیرے پاس میں بیٹھی تھی تو میرے باپ نے سیاہ دیو کو بھیجکر مجھے منگوا لیا خدا نے تجھے اس بلا سے نجات دی ہمارا میں تیرے پاس
بیٹھوں اور بابا جان سن لیں حاتم نے ہاتھ پکڑ لیا اور بٹھا لیا تب وہ نازنین ناز و انداز کرنے لگی کہ اے حاتم تو مجھے سچ مچ
چاہتا ہے اوسنے کہا جان و دل سے بھی عزیز رکھتا ہوں وہ بولی ایک چیز میں تجھ سے مانگوں اگر دے تو جانوں
اگر عاشق صادق ہے اوسنے کہا میں تو مفلس ہوں یہ سنکر وہ کہنے لگی کہ خرس کے بچی کا مہرہ چاہتی ہوں حاتم
نے کہا کیونکر جانا وہ مہرہ میرے پاس ہے وہ بولی کہ میرے باپ نے مجھے نجوم کی راہ سے بتلایا ہے حاتم چاہتا تھا کہ
اوس مہرہ کو نکال کر حوالہ کرے کہ ایک پیر مرد نے داہنی طرف سے ڈانٹا کہ اے نادان کیا کرتا ہے نقصان
ہوگا بلکہ جان بھی جاتی رہیگی یہ بات سنکر حاتم نے کہا کہ اے بزرگ تو کون ہے جو کار خیر
سے باز رکھتا ہے مہرہ میرے کس کام کا ہے محبوبہ کو دوں مثل مشہور ہے وہی پھول

جو تمہارے جثہ سے ہے اوس نے کہا میں وہی مرد ہوں جس نے تجھے اسم اعظم بتایا تھا حاتم اوٹھکر اوسکے پاؤں پر گر پڑا
اور کہا یا حضرت میں جس نازنین کو چاہتا تھا اوسکی تصویر ہاتھ لگی حضرت نے فرمایا اے نادان یہ کیا کہتا ہے
ہرگز اس بات کا خیال دل میں نہ لا یہ ملکہ زرین پوش نہیں نادان یہ جادو کی تصویر ہے پہلے بھی اسی شام احمر
نے بلا کی صورت بنا کر بھیجا تھا اور اسی کے ہاتھ سے پیالہ بلور کے تجھے چاہ آتشین میں گروایا اس مہرہ کی بدولت
بچا اور اسم اعظم پڑھ اگر ملکہ زرین پوش ہے تو بیٹھی رہیگی اور اگر جادو کی تصویر ہے تو جل جائیگی حاتم نے اونکے قدم چومے اور حق
تعالیٰ سے مدد مانگ کر جو دیکھا کہ وہ ہی اسم اعظم پڑھنا شروع کیا وہیں اوس جماعت کا رنگ متغیر ہونے لگا
اور بدن تھرتھرانے لگا یہ خبر شام احمر جادوگر کو پہنچی کہ وہ سب صورتیں جل کر خاک سیاہ ہو گئیں اسبات کے سنتے ہی جادو
زور سے اوس نے شیطان کو بلوایا اور نہایت تعظیم و تکریم کر کے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ میں حاتم کے ہاتھ سے نہایت
عاجز ہوں کچھ میری مدد نہیں کیا کروں ابلیس نے کہا اے شام احمر ابھی عمر اوسکی بہت باقی ہے وہ کب کسی کے ہاتھ سے
مارا جاتا ہے اور کب کسی کا فریب کھاتا ہے بہتر یہ ہے کہ اپنی بیٹی اوسے بیاہ دے وہ بولا اوس نے ہماری بہت سی صورتیں
جلا کر خاک کر دیں اسبات کا امیدوار ہوں کہ تو اپنی دستگیری سے اسم اعظم کو بھلا دے اوس نے کہا میں اس معاملہ میں کچھ
نہیں کر سکتا کیونکہ حضرت خواجہ خضر اوسکی حفاظت و مدد کے واسطے حق تعالیٰ کی طرف سے متعین ہیں وہ اسم اعظم
نہیں بھول سکتا اور مجھکو اتنی قدرت نہیں جو اسکے دل سے بھلا دوں مگر اتنا ہو سکتا ہے کہ وہ غافل ہو جاوے اور
محتلم ہو یہ بات سنتے ہی شام احمر جادو بہت خوش ہوا اور اوسکے پاؤں پر گر پڑا شیطان لا سا ولکر غائب ہو گیا اور
حاتم کو غفلت میں ڈالکر محتلم کر دیا وہ گھبرا کر چونک پڑا اور آپ کو ناپاک دیکھکر غسل کا قصد کیا اودھر جادوگر
گھات میں لگ رہا تھا قابو پاکر منتر پڑھنے لگا پھر دیو سیاہ زمین سے پیدا ہوا اور حاتم کی طرف دوڑا حاتم کو احتلام
کا وسوسہ تھا کہ اس سے کیونکر لڑوں ایسا نہو کہ مارا جاؤں اتنے میں دیو آپہنچا اور اوسکو پکڑ لیکے شام احمر کے
پاس لیگیا وہ اوسے دیکھکر بولا کہ اسکو مارنا صلاح نہیں کیونکہ وہ مہرہ ضایع ہوگا جبتک یہ اپنی خوشی سے نہ
دے فوراً زنجیر پہنا کر دو بھاری ستونوں میں کھینچ دو اور سر اور منہ اوس کا کالا کر دو چنانچہ
اوسکے فرمان برداروں نے ویسا ہی کیا حاتم اپنے آپ کو گرفتار دیکھکر خداوند کریم کی
درگاہ میں گریہ و زاری کرنے لگا کہ الٰہی تیرے سوا اس وقت کوئی مددگار نہیں اور شام احمر
جادو نے اپنے جادوگروں سے کہا کہ تم اس کے گرد بیٹھو اور باری باری سے چوکی پہرہ
دو وہ اوسکا کہنا بجا لائے غرض سات رات دن تک یوں ہی چوکی پہرہ دیا گیا
جب حاتم پیاس سے نہایت بیقرار ہوا اتنے میں شام احمر آیا اور کہنے لگا اے حاتم
اب کیا احوال ہے اوس نے جواب دیا ظاہر ہے اوس نے کہا اگر مہرہ دیوے

تو میں تجھے ابھی چھوڑ دوں حاتم بولا اپنی بیٹی میرے ساتھہ بیاہ دے تو ابھی دیتا ہوں اسبات کو سنکر نہایت غصہ
ہوا اور مسند سے اوٹھکر جادوگروں کو ارشاد کیا کہ تم اسپر پتھروں کو برساؤ کہ اسکا سر پاش پاش ہو جائے جادوگر
پتھر ہاتھوں میں لیکر حاتم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اپنی جان پر رحم کر اور مہرہ ڈالدے ورنہ تیرا سر پتھروں سے
پاش پاش ہو جائیگا جادوگر یا تو ہمیں پتھر بیکس سمجھے ہو حاتم نے کہا انشاء اللہ میں سردار کو مارونگا اور
اوسکی بیٹی کو اپنی خدمت میں لونگا یہہ بات سنکر وہ جادوگر غصے ہوئے اور پتھروں کا مینہہ برسایا یہانتک کہ حاتم
اوسمیں چھپ گیا جادوگروں نے اپنے سردار سے جاکر کہا کہ حاتم مرگیا اوسنے کہا کہ غلط کہتے ہو وہ جیتا ہے انہوں نے
کہا کہ اگر آہنی تن ہوتا تو بھی خاک سیاہ ہو جاتا یہہ تو آدمی تھا کیونکر بچا ہوگا احمر جادو نے کہا کہ اگر تمکو باور
نہیں تو پتھروں کو سرکا کر دیکھو کہ اوسکو کچھہ آسیب پہنچا جادوگروں نے جو دیکھا سلامت پایا جھلاکر پتھر برسائے کہ
کہ اوس پہاڑ سے دونا ہو گیا پھر پتھروں کو جو سرکا کر دیکھا تو اوسے کچھہ ضرر نہ تھا سات روز اسیطرح گذر گئے تب احمر جادو
نے ناچار ہو کر اوس سے کہا کہ تم ہر روز اسیطرح پتھر مارو اور آپ جاکر منتر پڑھنے میں مشغول ہوا جب حاتم بھوک پیاس سے
عاجز ہو کر مرنے لگا تب چوکیداروں سے کہا کہ اے یارو اس مہرہ کا خواص یکہا ایسا ہے کہ جسکے باعث آگ میں جلاتا ہے مہرہ
سے ہوا آتی جو کوئی مجکو یہاں سے اس تالاب پر لیجائیگا یہہ مہرہ میں اوسکو دونگا انہوں نے کہا کہ ہمیں تیرا مہرہ ہرگز درکار
نہیں مگر ایک لالچی نے اشارہ کیا کہ میں تجکو اس تالاب پر لیجاؤنگا ذرا رات ہو دے حاتم نے اشارہ کیا کہ یہہ مہرہ تجھکو
دونگا جب وہی رات ہو گئی سب کے سب سوگئے مگر ایک وہی چوکیدار اس مہرہ کی لالچ سے جاگتا تھا ایکدم بعد جسکے
سے اوٹھکر حاتم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر کہے تو میں تجھے اس چشمہ پر لیچلوں حاتم نے کہا مجھکو چلنے کی طاقت
نہیں چلنا تو ایک طرف ان پتھروں سے نکلوں اوسنے کہا کہ میں جادو کے ذریعہ سے نکال لیتا ہوں اندیشہ
نکر یہہ کہکر افسون پڑھنے لگا اتنے میں ایک کالا دیو پیدا ہوا وہی اون دونوں کو اوس تالاب پر پہنچا کر غائب ہو گیا
حاتم نے پہلے کپڑے دہوئے پھر نہا کر بدن پاک کیا اور تھوڑا سا پانی پیکر چشمہ سے باہر نکلا کپڑے پہنے جادوگر نے کہا
اے حاتم میں تجھکو اس مہرہ کے لالچ میں اون پتھروں سے نکالا اور اس تالاب پر تجھکو پہنچایا اب تجھکو لازم ہے کہ اپنا وعدہ
وفا کر اور مہرہ مجھے دے حاتم نے کہا اے عزیز تو نے میرے ساتھہ نیکی کی میں بھی سلوک کرونگا چنانچہ جسوقت
شام احمر کو مارونگا یہاں کی بادشاہت تجھے دونگا اوسنے کہا اے حاتم اس مہرہ کے سوا کوئی چیز جہان کی مجھے درکار
نہیں اگر دیتا ہے دے حاتم نے کہا یہہ مہرہ میرے دوست کی نشانی ہے کسطرح دوں اور جو تو یہہ مہرہ مانگتا ہے
کس کام کے لیے اور کسواسطے اوسنے کہا کہ میں اپنے خدا کو دینا چاہتا ہے حاتم نے کہا اے نادان اگر خدا کیواسطے مانگتا تو ابھی
تیرے حوالہ کر دیتا اوسنے کہا کہ میرا خدا جادو کہلاتا شام احمر کا استاد ہے تیرے خدا کے واسطے کیوں لوں حاتم نے
کہا اے بندہ خدا تو بندہ کو خدا کہتا ہے دور ہو مجکو یقین ہے کہ تو کافر ہے خیر کیا کروں ناچار ہوں کہ تو نے مجھے

احسان کیا ہے اور نیکی کا بدلہ بدی نہیں ورنہ تو اپنے کئے کی سزا پاتا وہ بولا کہ مجھسے پھر لینا کچھ مشکل نہیں
اگر ایسے دیتا ہے تو دے نہیں تو اس چشمہ میں ایسی غوطہ دونگا کہ پھر اوس سے نکلنا نہوگا حاتم بولا کہ اے ملعون نیک
تو بد دستی کرتا ہے لیکن حسب عہد الفت میں تجھے دونگا وہ بھی اس شرط سے کہ تو نیکی پر کمر باندھے اور خدا کو
ایک جانے اور جادو کرنا چھوڑ دے اسبات کو سنکر وہ غصہ ہوا اور افسون پڑھنے لگا اور ادہر حاتم نے اسم اعظم
شروع کیا غرض جتنے منتر پڑھ پڑھ کر پھونکتا مگر اثر نہوا اور اسم اعظم کی برکت سے وہ آپ ہی کانپ کانپ کر حاتم کے
آگے سے بھاگا اپنے رفیقوں میں آ ملا اور جادو کی دہشت سے چپکا ہو رہا کہ اطلاع نہو اور حاتم اسی چشمہ پر جا بیٹھا اسم اعظم
پڑھا کیا اتنے میں فجر ہو گئی جب دیکھنے جاسوس گئے تو اُنکو خالی دیکھا حاتم کو نہ پایا ڈر گئے کہ اب شام احمر ہمکو جیتا نچھوڑیگا جادو سر
پر خاک اوڑاتی اوسکے آگے آئی اور کہنے لگی کہ خداوند حاتم غائب ہو گیا وہ سنتے ہی غصہ ہوا پھر علم نجوم سے دریافت کیا
کہ حاتم اوسی تالاب پر بیٹھا ہے اور سرتنگ جو کینہ رکھتا ہے وہ ہانک پکار کر لایا ہے اپنے جادوگروں کو حکم دیا کہ میں کسی کو نہ جانے اور سرتنگ کو پکڑ کے
سامنے لاؤ کیونکہ میں اسے جیتا نچھوڑونگا وہ اسکے حکم کے موافق سرتنگ کو پکڑنے گئے وہ اُنکی عیاری سے دریافت کر کے بھاگا اور حاتم
کے پاس جا کر کہنے لگا کہ اے حاتم تیرے سبب میری جان جاتی ہے باوجود اسکے میں نے تجھسے بدی میں کی بلکہ نیکی کی کہ قید سے
چھڑایا ہے ایک تو مہرہ ہاتھ نہ لگے گا دوسرے جان کا خطرہ ہے حاتم اسکی احسان پر نظر کر کے شرمندہ اور خاطر داری سے کہنے لگا کہ
تو خاطر جمع رکھ اودہر جب شام احمر نے دیکھا کہ سرتنگ بھاگ گیا منتر پڑھنے لگا اتنے میں سرتنگ کو ایک شعلہ آگ کا دکھائی
دیا چلایا اور پکارا کہ اے حاتم مجھے بچا نہیں تو جلکر خاک سیاہ ہو جاونگا اسنے اسم اعظم پڑھکر اسپر دم کیا شعلہ بجھ گیا
پھر اس سے کہا کہ تو میرے پیچھے کھڑا ہو اور کچھ فکر نکر سرتنگ نے کہا اے حاتم اب میں تیرا ہوا مجھکو شام احمر کے جادو سے بچا
حاتم نے فرمایا اوسکی کیا قدرت ہے یہ کہکر حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور اسم اعظم پڑھتا ہوا شام احمر کی طرف
چلا اور سرتنگ بھی اسکے ساتھ ہو لیا جب احمر جادو نے اپنے علم سے دریافت کیا کہ حاتم اور سرتنگ ادہر آتے ہیں
اپنا تمام لشکر ساتھ لیکر شہر سے باہر نکلا اور سحر پڑھنے لگا کہ یکایک گھٹا اوٹھی اور بادل گرجنے لگے اور بجلی چمکنے
لگی سرتنگ نے کہا اے حاتم ہوشیار ہو یہ جادو کا اثر ہے اوسنے اسم اعظم پڑھکر آسمان کی طرف پھونک دیا
وہ سب آفات اوسکے لشکر پر پڑیں اس سبب سے احمر جادو حیران ہوا اور کہنے لگا کہ حاتم بڑا جادوگر ہے کہ جسکی
جادو نے ہمارے سحر کو رد کیا ہے اتنے میں ایک پہاڑ زمین سے بلند ہوا جب حاتم اور سرتنگ کے سر تک پہنچا سرتنگ نے پکارا
کہ حاتم خبردار رہو کہ یہ سحر ہے حاتم نے پھر اسم اعظم پڑھکر دم کیا وہ پہاڑ مثل سنگریزہ انہیں کے لشکر میں جا پڑا دو ہزار
جادوگر مر گئے اور ایک ٹکڑا پتھر شام احمر کے سر پر پڑا مگر وہ اپنی جادو کے زور سے بچ گیا پھر حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا آگے
بڑھا شام احمر نے جو دیکھا کہ حاتم سیدھا چلا آتا ہے پھر ایک افسون پڑھکر پھونکا چاروں طرف سے چار اژدہے پیدا ہوئے لیکن
اُسکے لشکر پر جا کر گر پڑے اور نگل گئے مگر تین شخص باقی رہے تھے کہ شام احمر نے پھر منتر پڑھکر پھونکا اژدہوں نے

نکلے ہوؤن کو اوگل دیا یہہ حالت دیکھکر تین ہزار جادوگر جان کے خوف سے بھاگ گئے احمر جادو نے ہر چند
پکار کر کہا کہ بچاؤ اور لاسے دبے مگر کسی نے نہ سنا جب شام احمر نے دیکھا کہ کوئی جادو کارگر نہین ہوتا ایک جادو
ایسا پڑھا کہ وہ سب وس صیدا مین درخت ہوگئی اور آپ اکیلا حاتم کے روبرو آکے سحر پڑھ پڑھ کر پھونکنے لگا جب دیکھا
کہ کوئی منتر حاتم پر اثر نہین کرتا ایک منتر پڑھکر آسمان کیطرف ہوا ہو گیا حاتم نے جو دیکھا کہ شام احمر نکلکر اوڑا اور نظرون سے
غائب ہو گیا متفکر ہوا کہ اب کیا کیجیے سرنگ بولا کہ اب وہ اپنے اوستاد کجماتی جادو کے پاس گیا وہ ایسا جادوگر ہے کہ
جس نے ایک آسمان چاند و سورج ستارون سمیت بنایا ہی اور ایک پہاڑ کے نیچے شہر عظیم بسایا ہے کہ چالیس ہزار جادوگر
اوسمین رہتے ہین اور وہ کہا کرتا ہے کہ مین نے تمکو پیدا کیا ہے خاک اوسکے منہ مین کہ خدائی کا دعوی کرتا ہے اور ہر برس مین
ایک بار اوسکی خدمت مین جاتے ہین وہ کافر سخت ہی ساحر ہے اور اوسکا مکان یہان سے تین سو کوس ہے پھر حاتم نے کہا توبہ کرو
خدا واحد ہے اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور وہ کسی سے پیدا نہین ہوا ابھی تو نہ کو سمین پہنچ کر
رہی سنگ مین، ولیکن چلتا ہی ہر رنگ مین سرنگ نے کہا آمنا و صدقنا مین نے اسم اعظم کی برکت سے جادوگر کا اثر ہوتا
دیکھا حاتم نے کہا کہ مین اب کوہ کجماتی جانا چاہتا ہون سرنگ نے عرض کی جو آپکی خوشی ہے مین بھی غلامی مین حاضر رہتا ہون
اور یہہ درخت جو نظر آتے ہین شام احمر کے لوگ ہین مین یقین کرتا ہون کہ یہہ یونہین رہینگے وہ اونکو جادو سے
درخت بنا گیا ہے اگر تم سے ہو سکے تو انکو صورت اصلی پر لاکے اپنے ساتھ لیچلو اس بات سے خوش ہو حاتم نے تھوڑا سا
پانی پڑھکر سرنگ کو دیا کہ اوس پانی کو اوپر بسم اللہ کہکر چھڑک دے کہ قدرت الہی کا تماشا دیکھے جو نہین درختون پر پانی پڑا پھر
چھڑکنے لگا خدا کے فضل سے سب اپنی صورت پر آگئے اور سرنگ سے شام احمر جادو کا پتہ پوچھا اوس نے کہا کہ وہ تم سب کو
ابھی جادو سے درخت بنا گیا تھا اب حاتم نے تمھین اسم پڑھکر آدمی کیا ہے تم اپنا احوال بیان کرو اونھون نے کہا ہم زمین پر
کھڑے تھے طاقت چلنے پھرنے بولنے کی نہ رکھتے تھے اور بند بند درد کرتا تھا اب اس جوانمرد کی توجہ سے اچھے ہوئے اور نجات پائی حق تو یہی ہے
کہ یہہ عجیب اثر وہ نشانی ہے رضا حیتان زور آور ہے جو شام احمر جادو پر غالب آیا گفتگو آپسمین کرکے متفق ہوکر حاتم کے
پاس آئے اور پاؤن پر گرکے کہنے لگے کہ اے حاتم آگے ہم شام احمر کے بندہ و مطیع تھے آج سے تیری غلامون مین داخل ہوئے تو نے ہم پر
احسان کیا خدا تجکو اسکی جزا خیر دے یہہ بات سنکر حاتم نے پھر اوس اسم اعظم کو پڑھکر پھونکا جو اونمین جادو کا اثر تھا بالکل جاتا رہا حاتم
سے کہنے لگے کہ اب شام احمر کہان جائیگا حاتم نے کہا یارو مجھی شام احمر سے کچھ کام ہے جبتک وہ میرے ہاتھ نہین آتا ہے مین کچھہ کام نہ کرونگا
بیٹی ہی اوسکے بیاہ کرتا ہون اونھون نے کہا کہ اوسکی بیٹی کو تمنے کہان دیکھا حاتم نے تمام ماجرا عشق کا اول سے آخر
تک بیان کیا کہ مین صرف اسی آرزو اور اوسی کے ملنے کی جستجو مین رنج و محنت کھینچتا ہوا یہان تک آیا اور
شام احمر نے جو مجھپر ظلم کیا نہ زبان کو قدرت کہ تقریر کرے نہ قلم کو طاقت جو تحریر کرے احسان

خدا کا کہ جسنے مجھے ضعیف کو اپنے زبردست پر فتحیاب کیا اگرچہ وہ یہان سے بھاگا اور اپنی اوستادوں کے
پاس گیا لیکن اوس سے کیا ہوتا ہے انشاء اللہ تعالی اب مین اوسکو اور اوسکے اوستاد سمیت مارونگا اور نام
و نشان اون دونونکا صفحہ عالم سے مٹا دونگا اونہون نے عرض کی کہ خداوند کملاق بڑا جادوگر ہے اور اوسکا زیر
کرنا بڑا مشکل ہے حاتم نے کہا کہ اے یارو ہمت نہ ہارو اور اگر تماشا دیکھنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ چلو یا یہین آرام کرو
اونہون نے عرض کی کہ آپ نے ہمپر احسان کیا ہے یہ بات مروت سے بعید ہے کہ ہم تمکو تنہا جانے
دین بہتر یہی ہے کہ ہم سب ساتھ چلین بالفرض اگر وہ غالب ہوا تو ہم بھی تمہارے ساتھ مر جاوینگے اور تم جہان جاوگے
ہم بھی ساتھ چلینگے یہان ہمارا کیا کام ہے زندہ ہمین ہرگز نچھوڑیگا غرض حاتم نے سب جادوگرون کو کوہ کملاق
کا رستہ لیا تھوڑی دور جا کر اونہون نے کہا حضرت سلامت احمر جادو یہان سے آگے نہین ہم سبکو لیکر اوس پہاڑ
پر جا پہنچا حاتم نے کہا جواب دیا کہ وہ جادوگر تھا اپنی جادوگری سے اتنا جلد طے کرتا تھا اونہون نے عرض کی اے
خداوند اگر آپ جادوگر نہین تو اوسپر کیونکر غالب آوینگے کہ پہاڑ کو موم اور موم کو پہاڑ کر دیا اتنے مین سرہنگ بولا کہ اے
نادان ابھی اپنی آنکھون سے اسکا تماشا دیکھیگا حاتم نے کہا اے عزیز وہ مین اسم اعظم جانتا ہون جہان وہ اثر کرے وہان
جادو کا کیا بس چلے سمجھو اس اسم کے اثر سے وہ جلکر خاک ہو جاوینگے پھر وہ سب حاتم کے ساتھ اس تالاب پر
پہنچے کہ پہلی منزل پر یہ معلوم نہ تھا کہ احمر جادو اسی راہ سے گذرا تھا اور اس تالاب پر سحر پڑھ گیا ہے بیتحاشا سبھون نے
پانی پی لیا پیتے ہی پانی کے اونکے ناخون سے خون کے فوارے چھوٹنے لگے حاتم دیکھکر حیران رہگیا پر اون سے جدا نہو سکتا تھا
اسوجہ سے وہ بیچارے میرے ساتھ آئے مین انکو اکیلا کیونکر چھوڑدون اور اس پانی مین کیا بلا تھی کہ جسکے پینے سے انکا یہہ حال
ہوئی القصہ تمام رات گذر گئی حاتم پیاسا رہا مگر پانی کا ایک قطرہ بھی اوسنے نہ پیا جب صبح ہوئی اون سب
سب کو مشکل مین دیکھا حاتم اونکی یہہ حالت دیکھکر ہاتھ ملتا تھا اور روتا تھا لیکن یہہ سمجھا کہ شام احمر جادو
اس پر بھی جادو کر گیا ہے خیال گذرا شاید اسم اعظم کی برکت سے وہ اچھے ہو جاوین اور اونکی جانین بچین یہہ اندیشہ کر کے
وہی اسم مبارک پڑھکر پھونکا آنکے سوجن پہلے ہی دفعہ اتر گئی دوسری دفعہ پھر پڑھ کر دم کیا تب اونکے ناخون سے نیلا پانی
جاری ہوا غرض تیسری بار حالت اصلی پر آگئے حاتم نے کہا یارو یہہ کیا باعث ہے وہ بولے خداوند ہمکو یون معلوم
ہوتا ہے کہ شام احمر جادو اس تالاب پر بھی جادو کر گیا ہے حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا پہلے وہ جوش پر آیا پھر
سرخ ہوکر سبز ہوتے ہی نیلا ہوگیا ایک دم کے بعد صاف ہوا اور اپنی رنگت پر آگیا حاتم نے جانا کہ اس
تالاب سے جادو کا اثر جاتا رہا تھوڑا سا پانی پیا اور سبکو فرمایا کہ پانی پیو اور نہاؤ تاکہ سحر کی حرارت
اسم اعظم کے سبب تمہارے بدن سے دور ہو سب اعتقاد لاے خداوند تمہارے ساتھ
ہوکر شام احمر اور کملاق سے لڑینگے اپنے قصد کی خبر سنکر شام احمر وہان سے بھاگا

تو کملاق کی ڈیوڑھی پر کھڑا ہوا چوکیداروں نے عرض کی خداوند شام احمر کے بیٹے پاؤں پریشان حال
در دولت پر کھڑا ہے کملاق نے اندر بلا کر گلے لگایا اور پوچھا کہ تجھ پر کیا حادثہ پڑا اُسنے عرض کی کہ میرے
پہاڑ پر حاتم نام ایک جوان بڑا جادوگر کہیں سے آیا اور اُسنے ان حالوں کو پہنچایا ہے کملاق یہہ حال سنکر آگ بگولا
ہو گیا اور کہنے لگا کہ تو مطمئن رہ ابھی جو پہنچا کر کے حوالہ کرتا ہوں بعد اسکی تسلی کے ایک منتر پڑھا اور اسی
پہاڑ کی طرف پھونکا وہیں ایک آگ نمودار ہوئی اور اُس پہاڑ کو گھیر لیا حاتم بھی دو چار روز کے بعد
کوہ کملاق کی حد میں جا پہونچا رفیقوں نے عرض کی کہ قبلۂ عالم کوہ کملاق یہی ہے لیکن اسکے گرد جو آگ
مشتعل ہے وہ جادو کی ہے حاتم ٹھہر گیا اور اسم اعظم پڑھکر اس پہاڑ کی طرف دم کیا آگ بالکل بجھ گئی یہہ خبر
کملاق کو پہنچی اُسنے ایک ایسا جادو کیا جسکے زور سے اُس پہاڑ کے گرد ایک دریای عظیم پیدا ہوا اور موج مارتا
ہوا حاتم کے طرف بڑھا سبھوں نے عرض کی کہ یہہ دریا جادو کا ہے ہم بے اجل ڈوب مرینگے حاتم نے کہا
خدا کو یاد کرو مت گھبراؤ پھر حاتم نے اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور وہ دریا ہوا ہو گیا اور زمین خشک نظر
آئی جادوگروں نے کہا کوئی سحر اسپر موثر نہیں یہہ کہکر کملاق نے اور منتر پڑھا اسکے پڑھتے ہی کئی دس
دس پانچ پانچ من کے پتھر اسقدر پڑے کہ اس پہاڑ کے بعد ایک اور پہاڑ ہو گیا اور وہ نظر آنے سے رہ گیا
اس حال کو ملاحظہ کر کے حاتم بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھنے لگا کہ اسکی برکت سے ہوا پتھروں کو اوڑا لے گئی پہاڑ
نظر آیا حاتم آگے بڑھا کملاق جادوگر نے پھر ایک فسون پڑھا کہ وہ پہاڑ حاتم کی نظروں سے غائب ہو گیا تب
اُنہوں نے کہا اس پہاڑ کو کملاق نے چھپایا ہے یہہ سنکر حاتم وہیں بیٹھ گیا اور اسم اعظم پڑھتا رہا فضل الٰہی سے
دو روز کے بعد وہ پہاڑ نظر آیا حاتم اوٹھ کھڑا ہوا اور مع ہمراہیان اسپر چڑھ گیا جادوگروں نے دیکھتے ہی غل مچایا
کہ یہہ جوان صحیح و سلامت نظر آیا کملاق شام احمر سمیت اُس سمانیر چڑھ گیا جو اُس پہاڑ سے تین ہزار
گز بلند تھا اور اپنے لشکر کو بھی چڑھا لیا پھر تو حاتم بخوف داخل شہر ہوا دیکھا کہ ایک شہر عالیشان اور
اوسکی عمارت دلچسپ اور مکان پاکیزہ اور دکانیں ستھری صاف و درست کشادہ اسمین ہر طرح کی جنس
موجود قسم قسم کے جواہر جگمگا رہے ہیں اور طرح طرح کے میوے اور مٹھائیوں کے خوانچے معمور قرینے سے جا بجا
چنے ہوئے پر آدمی کا کہیں نام نہیں تھا حاتم نے یہہ تماشا دیکھکر لوگوں سے کہا کہ یہاں کے رہنے والے کیا ہوئے
اونہوں نے کہا خداوند کملاق انکے ڈر سے ان سبھوں کو لیکر آسمان پر گیا ہے جو اوس نے بنایا ہے حاتم اس بات کو سنکر ہنسا
اور کہنے لگا اب تم کیوں بھوکے مرتے ہو انکو مزے سے کھاؤ اور شکر خدا بجا لاؤ یہہ سنتے ہی وہ بھوکے جو بھوکے تھے بے اختیار
کھانے لگے جب کھا چکے تو سو چکر کیا ہو گئے حاتم نے معلوم کیا وہ کمبخت ان نعمتوں پر بھی جادو کر گیا ہے یہہ سمجھکر

پہونچا اور پانی سُکھایا اور اسم اعظم پڑھکر ایک ایک کو پلایا وہین سحر کا اثر جاتا رہا پھر حاتم نے اسم اعظم ہر ایک چیز پر
پھونکا اور کہا اب شوق سے کہاؤ کہ جادو جاتا رہا سپاہیون نے دلجمعی سے پیٹ بھر کر کہایا پھر حاتم نے
پوچھا کہ جادو کا آسمان کہان ہے اونہون نے عرض کی وہ جو ہوا مین مثل گنبد کے نظر آتا ہے حاتم اوسی وقت ادہر متوجہ
ہوکر اسم اعظم پڑھنے لگا آخر وہ گنبد بھی گر پڑا بیابان پر گر پڑا اور سب جادوگر جہنم واصل ہوئے مگر ملک کملاق اور
شام احمر بیابان پر گرے اور کسی طرف کو بھاگے اور حاتم اسم اعظم پڑھتا ہوا اونکے پیچھے چلا وہ دونو گھبرا کر بیابان
گرے اور پاش پاش ہو گئے حاتم بہت بشاش ہوا اور سجدہ شکر بجا لایا پھر ملکہ سے کہنے لگا کہ تو نے مجھ سے
وعدہ کیا تھا کہ جب کملاق کو مارونگا تجھکو اوسکے ملک کا بادشاہ کرونگا اب یہ ملک تجھکو دیتا ہون اور اپنا وعدہ
وفا کرتا ہون بشرطیکہ تو خدا کو ایک جانے اوسکی پرستش کرے اور خدا کی بندہ کو تکلیف نہ دے عدل و انصاف مین ہر وقت
مشغول رہے یہ کہکر پھر اون جادوگرون سے یہ کہا کہ تم سب ملکہ کی سرداری کو منظور کرو اور یاد رکھو کہ اگر ان باتون
خلاف کروگے تو اپنی سزا کو پہونچوگے اور مین اب ملکہ زرین پوش کے پاس جاتا ہون تم سب یہان خوش و خرم رہو اونہون نے کہا
کہ خوشی ہماری یہی ہے کہ ہم بہی آپکے ساتھ چلین لیکن حکم سے باہر نہین ہو سکتے غرض حاتم نے اونکو وہین چھوڑا اور آپ
ملکہ زرین پوش کے مقام کی طرف روانہ ہوا چند روز مین وہان آ پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ تالاب بدستور باقی
ہے مگر وہ درخت اسی طرح ہرا بہرا کہڑا ہے اور اوس تالاب کے بجاے ایک محل عالیشان جگمگا رہا ہے حاتم اوسکے
دروازہ پر جا کہڑا ہوا کیا دیکھتا ہے کہ وہی نازنین سب کے سب اپنی جگہہ کہڑی ہین یہہ انکو دیکھکر خوش ہوا اور او
پاس ایک اون مین آکر پوچھنے لگی کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو کہا مین وہی شخص ہون جو تمہارے یہان تہا اوس درخت پر
لٹکتا تہا اب میری طرف سے ملکہ کی خدمت مین سلام شوق کہو وہ دوڑ کر شہزادی کے پاس گئی اور عرض کرنے لگی کہ شہزادی حاتم ایک
جوان جو شہر مین آیا تہا وہ پہر آیا ہے اوسنے سنتے ہی سر نیچا کر لیا ایکدم کے بعد سر اوٹھا کر کہا پوچھو تو کہان تہا شاید کوہ
احمر گیا تہا جلد دریافت کر وہ اولٹی پہر کر حاتم سے پوچھنے لگی کہ حاتم کوہ احمر کے حال سے بہی کچھہ واقف ہے اوس نے کہا
کہ ملکہ زرین پوش کا باپ کافر تہا اپنے اعمالون کی بدولت مارا گیا اور جہنم مین گیا اتنا تجہسے کہا اور باقی زرین پوش سے کہونگا
اونہین نازنین نے حضور مین جا کر عرض کی شہزادی سنتے ہی آنسو بہر لائی وہ نازنین تسلی دیکر التماس کرنے لگی کہ اے شہزادی
ایسی باپ کے واسطے غم کہانا اور رونا عبث ہے کہ اوسنے اپنے فعل بد کی سزا پائی اور ہم تم قید شدید سے چہوٹے اب اوسکو بلوا کر
بخوبی ملاقات کرو اس بات کو سنکر اوسنے خوب سا بناؤ سنگار کیا اور تخت مرصع پر آن بیٹھی اور اوسے آگے بلا کر پہر اعانق
سے کہا بلاؤ جونہین اوسکی نظر ملکہ پر پڑی بیہوش ہو کر رہگیا ایکدم کے بعد اپکو سنبہالا اور شہزادی تخت مرصع پر بیٹھی
اور باپ کا حال پوچھنے لگی حاتم نے تمام ماجرا بیان کیا اور کہا کہ تیری واسطے اسقدر رنج و دکھ سہے تجہے بہی لازم ہے
کہ میری محنت کی داد دے اور اپنی مہربانی سے نا امید نہ کرے اسپر اس بات کو سنتی ہی وہ متفکر ہوئی اتنے مین بہولیون نے

کہا کہ بلی حاتم یمن کا شاہزادہ ہی تمہارا اچھا نصیب ہے جو یہہ خود بخود یہاں آیا تم اسسے شادی کرو گے ہر طرف سے
تمام آدمی ہیں اور اپنے باپ کا غم بھول جاؤگی یہہ کہنا خوب ہوا تمام جہان کا شاد و شادمان سرانجام شادی کا کیا جانے
شہزادی شہربانو کے تخت سے اوٹھی اور محل میں چلی گئی ساعت اچھی اوسکی شادی کی تیاریاں کرنے لگیں سات روز
تک ناچ رنگ کی صحبت رہی آٹھویں روز وقت شب حاتم نے اپنی آبا و اجداد کی رسوم کی موافق نکاح کیا اور خوابگاہ
میں لیجا کر جتنا ... تھا کہ ہمبستر ہوا اور بقربت وصال پہنچے کہ منیر شامی شہزادہ کا حال یاد آیا خوف الٰہی دلمیں آیا
بیٹھ کر ... فی الفور علیحدہ ہو گیا شہزادی حیران ہو گئی کہ اسنے مجھہ میں کیا عیب دیکھا کہ عین وصال میں علیحدہ
ہوا اسکی کیونکر پوچھوں یہہ دیکھ چپ رہ گئی جب اسنی اس آئینہ رو کو حیرت میں دیکھا پوچھا اے شہزادے کیوں ہو خدا کے لئے
کہ میری زندگی میں تجھکو یہہ رنج و الم ہو حاتم نے کہا تو اس حرکت سے فکرمند نہ ہو سمجھ لیکن میں خدا کی راہ میں کمر باندھ کے اپنے گھر سے
منیر شامی کے لئے نکلا ہوں وہ حسن بانو کا عاشق ہے اور وہ نازنین سات سوال رکھتی ہے جو اوسکے سوال پورے کریگا وہ
اوسکو قبول کریگی چنانچہ چار پورے کرنے سوالوں کے منیر شامی کو نکلوایا وہ رو رہا تھا میں یمن میں آنکلا اور ملاقات کے
بعد حال بیان کرنے لگا غرض اوسکی بیکسی پر میرا دل بھر آیا اور آنسو ٹپکنے لگے آخر کار نوبت آئی اور اوسکی ہمراہ شاہ آباد
میں آیا اور حسن بانو کے سوالات کا جواب اپنے ذمہ لیا اور اوسکو کاروانسرا میں بٹھا کر جنگل کی راہ لی چنانچہ بفضل خدا
تین سوال پورے کرکے چوتھے کی نوبت ہے اور اسی اتفاق سی تجھہ تک نوبت پہونچی اور تیرے عشق نے بیخود
کر دیا ہے بہت خاک چھانکر بعد وحشت تیرا وصال ہوا آرزو ہے کہ تیرے باغ حسن سے گل راحت
چنوں لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جبتک میں تیرے کام میں دریغ نہ کرونگا اور جبتک تو اپنی داد کو نہ پہنچیگا
تب تک مجھپر عیش و عشرت حرام ہے بعید مروت سی ہے کہ میں عیش و عشرت میں مصروف ہوں اور وہ منتظر
رہے مصلحت یہہ ہے کہ اپنی خوشی سے مجھکو رخصت دو تاکہ شہر خوارزم کو جا کر چوتھا سوال پورا کروں یہہ بات سنکر
شہزادی نے کہا مجھے کہاں چھوڑ جاؤ گے آگے تو میرا باپ جیتا تھا وہ میری خبر لیتا تھا اب کیونکر گذریگی حاتم نے
کہا میں تجھے یمن بھیج دیتا ہوں میرا باپ وہاں کا بادشاہ ہے تجھکو اچھی طرح سے رکھیگا کسی طرح کی تکلیف نہ ہوگی یہہ بات
کہکر اپنے باپ کو عرضی لکھی کہ اے قبلہ کونین کہ اگر میری عمر وفا کرتی ہے تو میں اس کام سے فرصت پاکر قدمبوسی حاصل
کرونگا بالفعل ملکہ زرین کو اپنے عقد میں لاکر خدمت عالی میں بھیجتا ہوں یقین ہے کہ آپ بھی اسکے حال پر
توجہ و الطاف فرماتے رہیں گے القصہ جب عرضی تمام ہو چکی مہر کرکے ملکہ کے حوالہ کی وہ اپنی خواص اور
فوج و لشکر سمیت یمن کو روانہ ہوئی اور حاتم بھی شہر خوارزم کو چلا چند روز کے بعد شہر میں داخل ہوا اور وہاں جا کر
پوچھنے لگا کہ سچ کہنی والیکو ہمیشہ راحت ہے انہوں نے کہا ایسا تو شخص یہاں کوئی نہیں جو یہہ کہتا ہو مگر ایک بوڑھا ہے
یہہ بات جو کہتی ہو لکھکر اپنے دروازے پر لگا دی ہے حاتم نے پوچھا اوس کا مکان کہاں ہے وہ بولے کہ یہاں سے

تو کوس پر شہر خوارزم ہے وہ وہیں رہتا ہے یہ بات سنکر حاتم اوسی طرف روانہ ہوا تین پہر میں جا پہنچا تو کیا دیکھتا ہے
کہ ایک عمارت عالیشان اور بلند کہڑی ہے اور اوسکے دروازہ پر بھی کلام خط جلی سے لکھا ہے یہہ اوسکو پڑہ کر نہایت
خوش ہوا اور دروازے پر جاکر دستک دی ایکدم کے بعد کسی دربان دروازہ کھولکر باہر آیا اور حاتم کو دیکھکر پوچھا کہ تو کہاں
سے آیا ہے اور کیوں آیا ہے اوسنے کہا میں ایک کام کے واسطے شاہ آباد سے آیا ہوں اندر جاکر کہہ یہہ کیفیت آقا سے بیان
کی کہا بلا لو جب حاتم اندر آیا دیکھا کہ جوان خوشتر و مسند پر تکلف پر اعتبار سے بیٹھا ہے حاتم نے سلام کیا وہ بھی دیکھکر اٹھا اور
تعظیم سے اپنے پاس بٹھایا انواع و اقسام کے کھانے منگوا کر روبرو رکھے جب کھانے سے فارغ ہوا صاحب خانہ نے پوچھا کہ صاحب
تم کون ہو اور کہاں سے تشریف لائے ہو اور کسواسطے دراز سفر اختیار کیا جو اسقدر رنج کھینچا اور کہہ سچ سچ تو یہہ ہے کہ دو شخصوں
کے سوا اس مکان پر کوئی نہیں آیا ان میں کا ایک تو یہ ہے یہہ سنکر حاتم نے کہا میں یمن کا رہنے والا ہوں اور اب شاہ آباد
سے منیر شامی کے کام کے لیے تجھ تک آیا ہوں الغرض ماجرا حسن بانو پر عاشق ہونے کا اور اوسکے سوالوں کے
پورا کرنیکا اور اپنے مستعد ہونیکا مفصل سنایا پھر سبب اس کتبہ کا دریافت کیا اوس نے کہا اے جوان مردی کے
رہنے والے تو دنیا میں عجب نیکناموں میں مشہور ہوگا کیونکہ کوئی شخص نظر نہیں آیا جو اوروں کے واسطے اسقدر
بار محنت سہا اور رنج سہے تو بھی ایسا تھا جو یہہ بوجھہ تو نے اپنے سر لیا آج رہ جا کہ راہ کا تھکا ماندہ آیا ہے قدرے
آرام کر اس کی حقیقت کل کہوں گا غرض حاتم تمام رات بآرام رہا صبحکو کھانا کہا کر کہنے لگا ارشاد
کیجیے اوس نے کہا اے جوان اس شہر خوارزم کو سات سو برس ہوئے ہیں کہ یہاں آباد ہوا ہے اور میری عمر آٹھہ سو
برس کی ہے اور جیسا اب ہوں ویسا ہی جب تھا چنانچہ میں مشہور تھا بجز قماربازی کے دوسرا شغل نہ تھا اتفاقاً
ایک روز نہایت تنگدست ہوا کہ ایک پیسا بھی میرے ہاتھ نہ آیا جب رات ہوئی تو چوری کو نکلا اوسوقت یہ بات
جی میں گزرے کہ کسی غریب غربا کے گھر کیا چوری کیجیے بہتر یہہ ہے کہ بادشاہ کے دولتخانہ میں جاکر خوب سامان و
جواہر چرائیے بوقت نیم شب بذریعہ کمند بادشاہ کی خوابگاہ خاص میں جا پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بھی چوکیدار وہاں
نہیں کیا خواص کیا خواجہ سرا کوئی نہیں جاگتا اور بادشاہ بھی ایک پلنگ مرصع پر بیخبر سوتا ہے میں آگے بڑھا
اور اوسکے گلے سے گوہر شب چراغ اوتار کر کمند کی راہ سے باہر آیا اور کسی طرف چل نکلا جب میں جنگل میں
گیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک درخت کے نیچے بہت سے چور کہیں سے مال چورا لائے اور بیٹھے حصہ کر رہے ہیں
اتفاقاً انہوں نے مجھکو دیکھ لیا اور میرا حال پوچھا کہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے میں راست گو
تھا سچ سچ کہدیا اور گوہر شب چراغ کو دکھا دیا اوس کو دیکھ کر چوروں کو یہہ لالچ ہوا کہ میرے ہاتھ
سے چھین لیں اتنے میں ایک شخص جنگل میں سے پیدا ہوا اور اوس نے ہیبت آواز سے للکارا کہ تمام
صحرا کانپ گیا وہ اپنی جان کے دہشت سے بہاگ گئے میں تن تنہا وہاں گذار رہ گیا وہ میرے پاس آیا

اور کہنے لگا تو کون ہے میں نے پہلے ہی سچ کے سوا اور کچھ نہ کہا تھا اوس کو بھی سچ سچ کہدیا یہہ سنکر وہ ہنسا
اور کہنے لگا کہ تو نے سچ کہا اسواسطے یہہ سب مال و متاع اس گوہر شب چراغ سمیت میں نے تجھکو بخشا لیکن تو
چوری سے توبہ کر اوسکی یہہ بات میں نے مان لے اور جوا کھیلنے اور چوری کرنے سے دل و جان سے توبہ کی
اسکے بعد وہ تو چلا گیا میں اس مال و متاع کا پشتارہ باندھکر اپنے گھر لے آیا اور ایک
عمارت عالیشان بنوائی اور محلے والے میرے دشمن ہو گئے اور کوتوال سے جاکر یوں کہنے لگا
خداوند کل کی بات ہے کہ یہہ شخص کوڑی کوڑی کو محتاج تھا آج اوسکے ہاتھ اسقدر زر و جواہر
کہاں سے لگا اور ایسا محل بنایا اس بات کے سنتے ہی کوتوال نے مجھے بلا کر پوچھا میں نے اوسکے سامنے
بھی سوا سچ کے کچھہ نہ کہا وہ مجھے بادشاہ کے پاس لیگیا میں نے اوسکے روبرو بھی جو بات سچ تھی وہی کہی جان
کی دہشت کچھہ نہ کی یہہ سخن سنکر بادشاہ نے میرے حال پر نہایت نوازش کی کہ یہہ شخص عجیب و غریب ہے اسکو یہہ
کہ اسقدر زر و جواہر کسی سے نہ چھپایا صاف کہدیا اسکی راستگوئی پر میں نے یہہ مال اسکو دیا اور اوسکا گناہ بھی
بخشا بلکہ اسقدر اور بھی زر و جواہر اپنے خزانے سے اسقدر دیا کہ مالا مال ہو گیا اب بھی اوسمیں سے میرے پاس
بہت ہے اگرچہ بہت خرچ کیا ہے اوسیدن سے یہہ اپنے دروازہ پر لکھکے لگا دیا کہ سچ کہنے والیکو ہمیشہ راحت
ہے آدمی کو چاہیے کہ سچ کے سوا کبھی جھوٹ نکہیں بقول سعدی علیہ الرحمہ راستی موجب رضای خداست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست پھر یہہ کہکر اوسنے حاتم سے پوچھا کہ تو کون ہے اوسنے کہا کہ میں یمن کا شاہزادہ
ہوں حاتم میرا نام ہے یہہ سنتے ہی وہ اپنی مسند سے اٹھا اور بغلگیر ہوا اور نہایت تواضع و تکریم سے پیش آیا کہنے لگا سچ ہے حاتم کے سوا
کون ایسا کر سکتا ہے پھر اوسنے کئی دن تک اوسکو مہمان رکھا ایکدن حاتم نے کہا اے عزیز مجھے ایک کام بہت ضروری ہے اب
رخصت کر اوسنے نہایت منت و معذرت سے رخصت کیا وہ اپنی منزل مقصود کو راہی ہوا رات دن چلا جاتا تھا ایکدن
ملک زرین پوش کی صورت اوسکی یاد آئی ارادہ کیا کہ ملک کو دیکھکر شاہ آباد جاؤں پھر اس کیطرف چلا چند روز کے بعد
یمن کے قریب ایک تالاب پر بیٹھہ گیا اتفاقا اوسکے کنارہ ایک جوڑا طوطی کا بیٹھا تھا اور آپسمیں باتیں کر رہا تھا حاتم نے
بھی اپنے کان اودہر لگائے تو سنا کہ مادہ نر سے کہتی ہے کہ تو مجھے تنہا چھوڑ کے کہاں جاتا ہے برائے خدا نر نے کہا اے
نادان لوگوں کی خیر میں حرکت کرنی ہے تیرا تو یہ دن تیرے کیا کام آویگی جو میں دنیا میں تجھ سے مشغول ہوں نیکنام
چھوڑ دوں تو نے نہیں سنا کہ ایک بادشاہ ایکدن شکار کو نکلا تھا ہر چند پھرا مگر کوئی شکار اوسکے ہاتھ نہ لگا اپنے لشکر سے جدا
ہوکر ایک جنگل میں جا پڑا وہاں ایک عشرت بخش جگہ دیکھکر اندر چلا اور شاد و خرم وہاں سیر کرتا ایک ٹیکری کے پاس جا پہنچا وہاں ایک حوض
تالاب کے برابر آیا دیکھنے میں نہایت پاکیزہ و خوبصورت اوسکا پانی تھا بادشاہ اوسکو دیکھکر خوش ہوا اور کنارے اوسکے
بیٹھکر ہاتھہ سے پانی اچھالنے لگا یکایک ایک زنجیر اسکے ہاتھ میں آ لگی اوسکو پکڑ کر جو کھینچا ایک صندوق مقفل کنارے پر نکلا اوسکے پاس صندوق

کا قفل کھولا تو ایک نازنین بڑی طلعت کو اوسمین بیٹھا پایا بادشاہ ڈر گیا اوس نازنین نے کہا اے نادان کیون ڈرتا ہے مین بھی
ہی انسان ہون یہہ کہکر نکل آئی اور صراحی پیالا لیکر بادشاہ کے سامنے رکھدی پھر دونون کنارے بیٹھے
ہوئی بادشاہ نے جو دیکھا کہ عورت جمیلہ اور شکیلہ ہے اور اسباب عیش و عشرت بھی مہیا ہے اسکو ہاتھہ سے نہ دیا چاہیے
شراب پیکے اور اوس سے صحبت کرکے جب فارغ ہوا اوسکو یاد آیا اور انگوٹھی اپنی چھنگلیا کی نکالکر اوسکو دی اور یہہ کہا کہ
میری نشانی اپنے پاس رکھنا کہ پھر جو ملاقات ہو تو مجھکو بھول نہ جاوے وہ یہہ سنکر ہنس پڑی اور ایک تھیلی انگوٹھیون کی نکالکر
بادشاہ کو دکھلا دی اور کہنے لگی کہ خدا تو عالم الغیب ہے اور دانا بینا ہے تو یہہ جانتا ہے کہ ایک دیو نے میری محافظت کیواسطے مجھے جنگل مین
لاکر اس باغ کے اندر صندوق مین بند کرکے حوض مین لٹکا دیا ہے اور آپ سوداگری کرتا ہے اور میرے کھانے پینے کو بھی
اسجگہہ ہر ایک چیز مہیا ہے لیکن کچھہ کمی نہین اور جو مسافر بھولا بھٹکا جیسا بادشاہ تھا سو وہ اگر اس باغ مین تیری طرح
سے آنکلتا ہے تو اسیطرح مجھے حوض سے نکالکر ہم بستر ہوتا ہے پھر انگوٹھی دیکر چلا جاتا ہے چنانچہ بہت انگوٹھیان میرے پاس جمع
ہین لیکن نہین جانتی کہ کونسی کسکی ہے اسیطرح تیری انگوٹھی کا اور تجھے بھی بھول جاونگی کیونکہ ایک دو ہوون تو کوئی
یاد رکھے سینکڑون ہزارون کہانتک شمار کرے یہہ باتین سنکر بادشاہ حیران ہوا اور اوسکو صندوق مین
بند کرکے اوسی صورت سے تالاب مین لٹکا کر الٹے پاؤن لشکر کے ساتھہ لیکر شہر مین آیا اور تمام بادشاہی فقیرون کو دیکر جنگل مین
نکل گیا وہان بیٹھکر یاد الہی مین مشغول ہوا اور جبتک جیتا رہا عورت کا نام نہ لیا اسلیے یاد ان تو بیچارے کیا تھے کیا سلوک کریگی
جو کلام تجھے باز رکھتی ہے چنانچہ حاتم نے بھی جب یہ خلاصہ سنکر باندھی اور کیسی کیسی آفتین اٹھا کر یہہ کہا کہ آپ ملکہ
زرین پوش کو یاد کرکے شاہ آباد کی راہ چھوڑ کر اوسکی ملاقات کیواسطے یمن کو جاتا ہے افسوس سے سیکھا ہے کہ وہ اپنے
محنت خواہ مخواہ خاک مین ملاتا ہے جونہین اوٹھے یہہ بات سنی جہین سجدہ شکر ادا کرکے یہہ بات اپنے دل مین نقش کی کہ اے حاتم
یہہ آواز خدا کیطرف سے آئی اب بہتر یہی ہے کہ یمن کیطرف سے قدم پھیر اور شاہ آباد کو راہ لے یہہ بات
جہین پھیر کر شاہ آباد کیطرف روانہ ہوا ایک ہفتے کے بعد جا پہونچا وہان کے لوگ حسن بانو کے دروازے پر لیگئے وہ اوٹھکر
گئی اور اوسکو پردہ مین بلایا اور احوال پوچھا حاتم نے اپنی پہلی مصیبت راہ کی بیان کی پھر اوس پیر مرد کی حقیقت
جو دیکھی تھی تمام و کمال کہدی حسن بانو نے کہا اے حاتم تو خوب کہتا ہے مجھے اسمین شک نہین یہہ کہکر اوسکو خلعت
طعام پر تکلف اور لذیذ منگا کر حاتم کے سامنے رکھدیا تب اوسنے کہا اے شاہزادی یہہ کار روائی سرای مین جاکر اپنے
بھائی کے ساتھہ کھاونگا یہہ کہکر وہان سے اوٹھا اور سرای مین آکر شہزادے منیر شامی سے ملاقات کی اور باہم ملکر کھانا کھایا اور اپنی
سرگذشت بیان کی یہہ سنکر شہزادہ منیر شامی نے تحسین و آفرین کی اور پھر آرام اپنے پلنگ پر سو رہے صبحکو حاتم
حمام سے نہا دھو کر حسن بانو کی ڈیوڑھی پر آیا چوبدارون نے خبر پہونچائی حاتم آیا ہے اوسنے پردہ کرکے
اندر بلایا اور ایک کرسی پر بٹھاکر کہا کہ اے حاتم سننے مین یون آتا ہے کہ ایک پہاڑ ہے

ندا آتی اس لیئے اسکا نام کوہ ندا ہے اب اوسکی خبر لاکر وہان آواز کرنیوالا کون ہے اور سہار سکے اور کیا اسرار
ہے حاتم یہہ سنکر رخصت ہوا اور کاروان سرا مین آکر منیر شامی سے کہا کہ اب مین کوہ ندا کی خبر لینے جاتا ہون اگر

یہہ تصویر اوس مقام کی ہے کہ جانا حاتم کا کوہ ندا پر اور نہانا حوض مین اور
ہونا بدن چاندی کے رنگ اور ملنا ایک پریزاد کا



زندگی نے وفا کی تو اس بات کو تحقیق کرکے پہر تجہسے ملتا ہون ورنہ مرضی خدا کی تم کسی بات کا خطرہ نکرنا

پانچوان سوال حاتم کے جانیکا اور کوہ ندا کی خبر لانے کا بیہ

غرض حاتم نے وہ چار باتین نصیحت آمیز شاہی سے کہکر جنگل کی راہ لی آخر ایک بستی مین جا کر لوگون سے
پوچھا کہ اے عزیزو اگر تم مین سے کوہ ندا کی راہ سے واقف ہو تو مجھے بتا دے یہہ بات سنکر لوگ حیران ہوگئے
اور کہنے لگے کہ اتنی عمر ہوئی ہم نے نام بھی نہین سنا حاتم جوانمردی سے بے دیکھی راہ طے کرتا چلا جاتا تھا ایک
مہینے کے بعد کسی شہر کے نواح مین جا پہنچا کیا دیکھتا ہے تمام مرد و زن اس شہر کے صحرا مین جمع ہوئے ہین
یہہ اونہین کیطرف چلا انہون نے جو دیکھا کہ ایک شخص چلا آتا ہے وہ سب کے سب اسکی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے
کہ مرحبا خوب ہوا تو کہان تھا ہم تمہارے منتظر ہین حاتم آگے گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان پر طرح طرح
کے کھانے چنے ہین اور ایک جنازے کے گرد سب لوگ جمع بیٹھے ہین حیران ہوکر پوچھنے لگا کہ اس مردے کو
کیون نہین گاڑتے اور اسقدر کیون روتے ہین انہون نے کہا کہ ہماری قوم کی یہہ رسم ہے کہ کوئی شخص کیا امیر
کیا غریب جب مرجاوے تو ہم سب اسکی جنازے کو جنگل مین لے آتے ہین اور کھانے بہت سے پکا کر ایک دسترخوان
پر چنکے مسافر کی راہ دیکھتے ہین اگر کوئی مسافر اس عرصہ مین آگیا تو مردے کو گاڑ دیتے ہین اور کھانا اس
مسافر کے آگے رکھدیتے ہین سات روز ہوئے کہ یہہ مردہ اسی طرح پڑا ہے اور کوئی اب تک نہین آیا تھا عجب
مصیبت مین گرفتار تھے کہ ہر روز کھانا شام کیوقت غربا کو بھیج دیتے تھے اور آپ یون ہی پڑے رہتے تھے
الحمد للہ سات روز بعد تیری صورت دیکھی اب دفن کرینگے حاتم نے کہا اگر مہینے بھر تک کوئی مسافر یہان
نہ آئے تو اس مردے کا کیا حال ہوا اور تم کس صورت سے جیو انہون نے کہا ساتوین روز مسافر بالضرور آتا ہے
اور اگر [illegible] نہ آوے تو تمام دن روزہ رکھکر شام کیوقت پانی پیتے ہین اور مردہ ایک ماہ تک نہین سڑتا
حاتم نے کہا اگر اس سے زیادہ مدت گذرے اسوقت کیا کرو گے وہ بولے ایسا ہو تو مردے کو گاڑ دین اور
تمام مرد و زن چھہ ماہ تک روزہ رکھین شام کو توبہ کرین اور روزہ افطار کرین اور بہت سے خیرات کرین
تب اپنے کام مین مشغول ہوون یہہ سنکر حاتم حیران ہوا اور اونہون نے اس مردے کو تہ خانہ مین اوتار کر فرش
بچھا کر اوسپر لٹایا اور طرح طرح کے کھانے اور خوشبو کی بتیان روشن کرکے سات بار اوسکے گرد پھر کر قدمبوس
ہوکر باہر نکل آئے اور دسترخوان پر جا بیٹھے پھر حاتم سے کہا اے مسافر پہلے تک کھانے مین تو ہاتھ
ڈال اور پیٹ بھر کر کھا یہ قبول ہوا اور تیری توجہ سے ہم بھی روزہ کھولین یہہ سنکر حاتم کھانا کھانے لگا
اور وہ سب بھی شریک طعام ہوئے اسکے بعد جو بچا ہر ایک نے اپنے گھر بھجوایا وہ انکی عورتون نے
کھایا پھر وہ نہالے اور کپڑے پاکیزہ پہنکر چلے اور حاتم سے کہا اے جوان اگر تیرا جی چاہے تو
چند روز ہمارے گھر مہمان رہ حاتم نے کہا بہت بہتر تمہاری خاطر سے اور چار روز رہونگا

یہ ہو سکتا ہون غرض وہ اوسکو شہر مین لیگئے اور ایک مکان شاہانہ اوسکو رہنے
کو دیکے لوازم خوبصورت لونڈیون سمیت بھیجا ایسے حاتم نے اپنے دلمین کہا یہان کی عجب رسم
ہے فراغت پاؤن اور خدا میرا مطلب پورا کرے تو مین بھی اپنے شہر مین جاکر اسیطرح
وہ عورتین آرزومند ہین کہ اس جوان کا جی ہم مین سے جسکو چاہے اوس سے لطف وتمام
خوب ہے لیکن حاتم نے کسی طرف خواہش کی نظر بھی نہین دیکھا صحبت کی ذکر کرنا تو کیا
گذر گئے تب اون عورتون نے اپنے سردار و لشنو حاتم کی نیک ذاتی اور نیک نیتی کی خبر دی جاکر
بلوایا اور عزت حرمت سے مسند پر بٹھایا اور کہا کہ اگر مطلب ہو تو دیا شہر اختیار کرو مین مہربانی
تیری خدمت مین ہون حاتم نے کہا کہ مجکو ایک کار ضروری درپیش ہے مین اوس سبب سے نا چار
یہ سنکر اوسنے کہا کہ اگر مجھسے بھی اوس کام کو مطلع ہون تو تیری رفاقت کرین حاتم نے التماس
کہ کوئی میرے ساتھ تکلیف کھینچے وہ بولا کہ اے جوان اگر ساتھ نہین لیتا تو بھلا کہدے کہ وہ امر
کہ ایک عورت حسن بانو نام سات سوال رکھتی ہے جو کوئی اونکا بخوبی جواب دے وہ
یہ ہے کہ شہزادہ منیر شامی اوسپر عاشق ہوا ہے نہ جدائی کی طاقت رکھتا ہے نہ وصال
بھی نہین ہو سکتا کہ اوسکے سوال پورے کرے مگر اوسکے فراق مین جنگل جنگل پھرتا ہے
مجھسے ملاقات ہوئی مینے جو اوسی بحال تباہ آہین بھرتے دیکھا نہایت غمگین ہوا بلکہ
نہ اسکا ہے خدا اوسکے لیے مسافرت اختیار کی خدا کے فضل سے اوسکے چار سوال پورے کر
سوال کی بابت ہے اور وہ یہ ہے کہ کوہ ندا کی خبر لانا چاہیے اسکی تلاش مین چھ ماہ گذر گئے جس
جاتا اگر تجھکو خبر ہو تو بتا یہ بات سنکر اوس پیر سال نے کہا کہ میرا اپنے بزرگون سے سنا ہے کہ
اسی طرف شہر والیتان آباد ہے وہان آجتک کسی نے مردہ نہین دیکھا نہ قبر دیکھی اور نہ کو
سنا حاتم نے کہا کہ مجکو اس سمت کو جانا ہے وہ بولا اے عزیز جیسے تیری راہ کیسے طے کر سکتا ہے حاتم نے کہا
وہ وہان پہنچا ویگا اس سخن کو سنکر اس پیرینہ سال نے بہت سا زر و جواہر اوسکے نثار کرکے
بیگانہ سوار کیا اور راہی تیز رونکو دیکر اسطرف کا رستہ لیا ایک مہینے بعد ایک شہر کے قریب جا پہنچا
نہ دیکھی جانا کہ وہ شہر یہی ہے اندر گیا وہان کے رہنے والون نے پوچھا کہ اے جوان تو کہان سے آیا ہے اور کہان
سے آیا ہون اور کوہ ندا کو جاؤنگا اونھون نے کہا کہ کوہ ندا کا رستہ یہان سے بہت دور ہے تو نہ جا سکے
لایا ہے وہ کریم کارساز وہان بھی پہنچا دیگا پھر اونھون نے کہا کہ تو آج کی رات یہین بجا ہمارا ادال دلیا
ٹھیر گیا وہان ایک شخص کتنے دنون سے بیمار تھا اوسکے وارثون نے لوگ جمع کرکے اوسے ذبح کر

اور یہہ شخص جسنے حاتم کو مہمان رکھا تھا اپنا حصہ پکا کر پانی کا ایک کوزہ دو چار روٹیاں حاتم کے پاس
شام کے وقت لے آیا اور کہنے لگا کہ اے مسافر اسکو کہا کہ کبھی ایسی نعمت نکھائی ہوگی حاتم نے کہا اے
عزیز یہہ چیز تو اور یہہ سب حلال ہیں جو کہاتے ہیں یہہ کسکا گوشت ہے جو تمنے کہایا اوسنے کہا البتہ تونے
جانوروں کا گوشت کہایا ہوگا لیکن یہہ آدمی کا ہی ایسا نہ کہایا ہوگا حاتم نے یہہ بات سنکر کہا کہ تم آدم
خور ہو تم سے ڈرنا چاہیے شاید کسی مسافر کو تمنے مارا ہے اوسکا گوشت کہایا چاہتے ہو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا
یہی قاعدہ ہے کہ جو مسافر ہوا اوسکا یہان آ نکلتا ہے تم اوسکو ذبح کرکے گوشت بانٹ کہا لیتے ہو وہ بولا کہ ای مسافر
توبہ کر خدا سے ڈر مسافر کو مار کر ہم نہیں کہاتے حاتم نے کہا یہہ خبر تو ماننے کی ہے کہ تو آپ ہی کہتا ہے کہ گوشت آدمی کا ہے پس
کوئی اپنی جنس کو ذبح کرکے نہیں کہاتا مگر اس شخص نے جواب دیا کہ تو یہہ غلط سمجہا ہے ہمارے ملک کی یہہ رسم ہے کہ جو کوئی
بیمار پڑتا ہے اوسکے قبیلے کے لوگ اوسکو ذبح کرکے آپس میں گوشت حصے کر لیتے ہیں چنانچہ اس سبب سے ہمارے
شہر میں اپنی موت سے کوئی نہیں مرتا اور نہ قبر بنتی ہے حاتم نے اس بات کو سنکر کہا لعنت خدا کی تمہاری رسم پر اور
تمہارے شہر پر خدا کریم اکثر بیمارونکو اچھا کرتا ہے اور اکثر اچھونکو مار ڈالتا ہے پس جو کسلمند ہو تم اوسکو ذبح کرکے
کہا جاتے ہو یہہ فعل کس مذہب میں درست ہے یہہ کیا ظلم ہے اس حرکت کے سبب گنہگار ہو اور ہزاروں خون تمہاری
گردن پر ہیں تمہارا دیکھنا روا نہیں یہہ کہکر اوٹھ کھڑا ہوا اور جنگل کی راہ لی دور جاکر کیا دیکھتا ہے
کہ ایک شیر مارے بھوک کے زمین پر تڑپ رہا ہے یہہ حالت دریافت کرکے اوسنے ہرن کو شکار کیا اور شیر کے آگے ڈالدیا
اوسنے بخوبی تمام پیٹ بہر کر کہایا پہر سجدہ شکر ادا کرکے جنگل کی راہ لی اور حاتم نے بہی کچھہ کباب کرکر ایک تالاب پر
جاکر پانی پیا اور درگاہ الہی میں سجدہ شکر ادا کرکے آگے کا راستہ لیا جب کسی جنگل میں کچھہ میوہ دانہ پایا اوسیطرح شکار
کرکے گوشت کہاتا چند روز کے بعد ایک آبادی نظر آئی اوسکی طرف چلا جب پہنچا دیکھتا ہے کہ بہت سے لوگ پیدا ہیں
آگ جلا کر اوسکے گرد کہڑے ہیں اوسنے ایک سے پوچھا کہ ای یارو یہہ کونسا ملک ہے اور تم کون ہو اسقدر لکڑی جمع کرکے آگ کیون
جلائی ہے اوسنے کہا ای عزیز تو اپنی راہ لے تجھے اسکے دریافت کرنے سے کیا حاصل ہے ہان کچھہ رسوائی نہیں ہے جو ہم تجھسے
دین ہمارے ہی قوم میں ایک شخص مر گیا ہے اوسکی جورو اوسکے ساتھہ جلتی ہے حاتم نے کہا ای یارو تم اس مردے کو زمین میں کیون نہیں
گاڑتے اور اس بیچاری کو جیتی کیون جلاتے ہو اوسنے کہا ای عزیز معلوم ہوا کہ تو یہان کا رہنے والا نہیں ہے یہہ ملک ہندوستان
ہے یہانکی یہی رسم ہے حاتم نے کہا یہہ رسم نہایت بد ہے یہہ کہکر وہان سے رخصت ہوا اور کسی گانو میں جا پہنچا ایک شخص سے پانی مانگا وہ ایک
کٹورہ دودھ کا اور ایک مٹھی کا لایا اور کہا ان دونو میں سے جو تیرا جی چاہے پی حاتم نے دونو پیئے پہر کہا ای مسافر اسوقت میرے گھر میں اچھے
خوشبودار باسمتی چاول پکے ہیں بلکہ تیار رکھے ہیں اگر تو کہے تو وہ بھی لے آؤن انکے ساتھہ کہانا نہایت مزہ دیگا حاتم بولا کہ نیکی کا پوچھنا
کیا ہے وہ لے آؤ اوسکی ہمت پر آفرین کرنے لگا غرض وہ ہندو ایک تہالی میں مٹھائی لے آیا حاتم نے بخوبی کہایا اور رات کو رات اوسکے

گاؤن مین بسترا کیا صبح ہوتے ہی اُس ہندو کی جورو نے آکر رسوئی تیار کی اور کہا کہ کچہہ اسمین سے کہاؤ اور چار
دن یہین رہو تاکہ راہ کی ماندگی دور ہو یہہ بات سنکر حاتم نے اُن دونونکو کہا کہ تمہاری ہمت پر آفرین ہے یہہ
بات سنکر انہون نے نہایت عجز سے کہا ہمسے تمہاری خدمت کب ہوگی یہہ کہانا معمولی اپنا جو انکو موجود تھا
وہی ہم بے تکلف لے آئے ہین اگر دو تین دن یہان رہو تو البتہ ہم اپنے مقدور کے موافق کچہہ خدمت بجا لائین
حاتم کیواسطے ایک پلنگ نہایت تکلف سے بچہایا اور اوسکے آگے فرش بہی ستھرا صاف کر دیا پہر اقسام اقسام
کے کہانے پکا کر اسکے سامنے رکہدیے اور کہا کہ اس مین کچہہ نوش جان فرمائیے تو عین احسان و مہربانی ہے
حاتم نے تو ایسے کہانے کبہی نکہائے تھے انکو کہا کر بہت محظوظ ہوا اور بہت تحسین و آفرین کرکے کہنے لگا کہ یہہ
ہندوستان عجب گلستان ہے مگر یہانکی یہی رسم بد ہے کہ زندہ عورتونکو مردونکے ساتھہ جلاتے ہین اسکو سنکر
کہا کہ زن و شوہر چونکہ باہم الفت رکھتے ہین بلکہ آپسمین عاشق و معشوق ہوتے ہین اسلیئے حیف ہے کہ خاوند مرے
اور جورو جیتی رہے ہم زبردستی نہین جلاتے اپنی خوشی سے آپ جلتی ہین اتفاقاً وہ لڑکا کہ بیمار ہوکر دو چار ہی دن مین مر گیا
اوسکی چار جورؤین تہین اور پہلی بی بی کا ایک لڑکا بہی تہا جب اُسکی ارتہی بنا کر لیچلے تب وہ چارون کپڑے
رنگے پہنکر لال پاٹ کی ساریان باندہکر گہنے پاتے سے آراستہ ہوکر پہولونکے ہار گلے مین ڈالکر بالونکو بکہیر کر
ساتہہ ہولین قبیلے والے لوگ اونکے پاؤن پر گر پڑے کہ تم بچی ہو تمہین جلنا مناسب نہین اونہونے کسیکا
کہنا نہ مانا تب حاتم اونکے پاس جاکر کہنے لگا کہ ای پریزاد تمہین شرم نہین آتی جو اپنے گہر سے نکلکر نا محرمون
مین آئی ہو اور ایک مردے کے ساتھہ جلا چاہتی ہو وہ سنکر کہنے لگین کہ اے جوان تجہے ہمین دیکہنے سے حیا نہین آتا
ہم تو مُردے سے ہین ہمکو تیری پروا کیجے خبر نہین کیونکہ وہ کونسا دن تہا جو ہمنے اُس مردے کے ساتھہ عیش و آرام
کیا تہا اب جو وہ مر گیا ہے تو ہم اوس سے جدا ہون اور جیتی رہین یہہ بات محبت اور مروت سے دور ہے
اسکے سوا تمام عمر آتش مین جلنا پڑیگا اس سے بہتر ہے کہ ہم اسکے ساتھہ ہی جل جائین جو تمام عمر کے جہگڑے سے
پیچہا چھوٹے کیونکہ اس بات سے بہی ڈرتی ہون کہ کہین شیطان اپنا مکر و وسوسہ ڈالے کہ جسکے سبب سے اپنی
ساعت کو بہولکر کسیطرف بد نظر دیکہین اور اپنی ایسی زندگی پر لعنت ہے غرض انہون نے حاتم کا کہنا نہ مانا
اور دیوانونکی طرح ادہر ادہر دیکہتے بہالتے وہانتک جا پہنچین پہر اوس مردے کو چتا مین رکہا اور آپ بہی بیٹہی ہوئی
کسی نے اوس کا سر زانون پر رکہا اور کسی نے پانو گود مین لیے یکایک چتا کو آگ لگا دی تب حاتم نے
جانا کہ یہہ اس آگ سے ڈر کر بہاگ نکلینگی یہہ گمان غلط ہوا وہ ہنسی خوشی سے اوسکے ساتھہ جلکر راکہہ ہوگئین حاتم یہہ حال
دیکہکر گہبرایا اور افسوس کرنے لگا جب اپنی گہرونکو چلی تب حاتم بہی ہندو کے ساتھہ آیا اوسنے کہا کہ یہہ عورتین اپنی خوشی
جلتی ہین کوئی اونپر جبر و ظلم نہین کرتا اور محبت کی شرط یہی ہے حاتم نے کہا یہہ سچ ہے اور وفاداری کا یہی طریقہ

ہے غرضکہ کئی روز کے بعد حاتم نے پھر کہا کہ ای یار مجھکو کوہ ندا کیطرف جانا ہے رخصت کر یہہ بات سنکر
بہت روئی کہا کہ اے جوان کوہ ندا یہاں سے بہت دور ہے تو نہ پہنچ سکیگا حاتم نے پھر کہا ای عزیز مجھے رخصت کر
پہنچونگا تو پہنچونگا ملک ملک کی سیر کرتا ہوا اوسکیطرف پہنچا ایک شہر دکھائی دیا جب اوسکے قریب جا پہونچا
تو لوگونکو دیکھا بہت سے جمع ہیں اور شور وغل کر رہے ہیں آگے جاکر پوچھا یارو اس شور و غل کرنیکا کیا سبب ہے
کسی نے کہا یہانکے رئیس کی بیٹی مر گئی ہے اور ہم سب چاہتے ہیں کہ اسکے خاوند کو اوسکے ساتھ جیتا گاڑیں وہ اسبات کو
قبول نہیں کرتا اسواسطے یہہ شور و غل مچا ہے حاتم نے کہا کہ تمہارا رئیس کہاں ہے مجھے اوسکے پاس لے چلو میں اوس سے
کچھ کہونگا یہہ بات سنکر وہ اوسکو اپنے سردار پاس لیگئے حاتم نے اوسکو دیکھتے ہی کہا اے بزرگ یہہ تمہاری
کیا رسم ہے جو جیتے کو مردے کے ساتھ گاڑتے ہو اور یہہ اوپر کہ وہ غریب راضی نہیں زبردستی کرتے ہو
اور خدا سے نہیں ڈرتے ہو وہ بولا کہ ای عزیز یہہ جوان بھی تیری طرح سے مسافر اس شہر میں وارد ہوا تھا
چند روز یہاں رہکر میری بیٹی کو چاہنے لگا اور رضا ہم لوگوں میں ملگیا اور اس شہر کا دستور ہے کہ جبتک لڑکی
بالغ ہوکر اپنی جوانی پر نہیں آتی تب تک ہم لوگ اپنی رضا و رغبت سے نہیں بیاہتے جبتک کہ آپس میں عشق و
محبت نہو بلکہ یہانتک گذر جاوے کہ ہر ایک اپنی خوشی سے اقرار کرے کہ جو کوئی ہم میں سے مرجاویگا
تو اوسکے ساتھ دوسرا گڑ جاویگا تب ہم دونوں کو بیاہ دیتے ہیں چنانچہ یہہ جوان بھی ہماری رسم سے آگاہ ہوکر
اس لڑکی کا عاشق ہوا تھا جب محبت کامل دیکھی تب اوسکے ساتھ دفن کرتے ہیں یہہ کیا نا انصاف امر ہے کہ ایکمدت
تک چین کرتا رہا اور اوسکے باغ جوانی سے گل مراد توڑتا رہا اب جو وہ مرگئی تو یہہ اپنی خوشی سے اوسکے ساتھ
نہیں گڑتا اور اپنے اقرار پر ثابت قدم نہیں رہتا ہمیں بتاؤ کسکا قصور ہے کیونکہ ہم زبردستی کسیکو نہیں گاڑتے اگر
اسکو باندھکر قبر میں رکھدیں تو البتہ ظلم ہے تو ہی پوچھ کہ اپنے قول سے یہہ کیوں پھرتا ہے یہہ بات سنکر
حاتم اوسکے پاس گیا اور کہنے لگا اے جوان تو کسلئے اپنے کہنے پر عمل نہیں کرتا کیونکہ جو کوئی آخر مرتا ہے
بہتر ہے کہ جو کچھ کہا ہے اوسپر ثابت قدم رہ اوسنے کہا اے جوان تو بھی ان ہی میں ملگیا اپنے شہر کا دستور
بیان کیوں نہیں کرتا حاتم نے کہا کہ میں کیا کہوں تو آپ ہی اقرار کرچکا ہے اب ایسے ہی تجھے شرم نہیں آتی اور
کہا یہہ مجھسے کبھی نہوگا جو میں اسکا کہا مانوں اور جیتے جی مردے کے ساتھ گڑ جاؤں حاتم نے معلوم کیا یہہ
سبکے سب بیگاری ہو رہے ہیں اور یہہ بھی اپنی خوشی سے نہ گڑیگا اس بات کا لحاظ کرکے اپنی بولی
میں کہا کہ تو خاطر جمع رکھ میں تجھے نکال لونگا پھر اب اسکے سامنے گڑ اوسنے کہا کہ تیرے نکالنے
تک کیونکر جیتا رہونگا حاتم نے تسلی کرکے لوگوں سے کہا کہ یارو یہہ اجل گرفتہ اپنی بولی میں
کہتا ہے کہ ہمارے شہر کا یہہ دستور ہے کہ قبر حجرہ کے طور پر بناتے ہیں اگر یہی اوسیطرح بنائینگے

جو ہی اپنی خوشی سے کرو ونگا اس شخص کو سنکر وہ کہنے لگا کہ یہہ بات حاکم سے تعلق رکھتی ہے ہم کچھہ نہین
کر سکتے وہ جو کہیگا وہی کرینگے حاتم اون سبہونکو اوسکے حاکم کے پاس لیگیا وہ کہنے لگا خداوند یہہ شخص
کہتا ہے کہ قبر پر ابھی نہین اور کہتا ہے کہ جسطرح ہمارے ملک مین قبر بنتی ہے اگر اس ڈہب کی بناؤگی تو مین قبول
کرونگا حاکم نے کہا کہ کسطرح کی بنتی ہے حاتم نے کہا حضرت سلامت کوٹھری کیطرح بہت بڑی کہ جسمین دس
بیس آدمی اچھی طرح لیٹین بیٹھین یہہ بات حاتم کی زبانی سنکر حاکم سرہلاکر ہنسا اور کہا کہ جسطرح یہہ کہے ویسا ہی بنا دو جب اسکے
کہنے کے موافق بنا کر وہ لوگ پہر آئے اور ایک قبر ویسی ہی بنا دی تب حاتم نے لوگون کی آنکہہ بچاکر اوس سے کہا کہ تو اندیشہ نکر
وقت شب تجہکو نکال لونگا وہ اوس جگہہ سے رخصت ہوا اور لوگون سے کہنے لگا کہ اے یارو اب دیر نکرو کہ جو کچہہ ہونا ہو سو ہو جلد اوس
اوٹہا کر تین دن دونونکو قبر مین گاڑ دیا اور ایک پتہر سے اسکے منہ کو بند کر دیا تب حاتم اوس شہر کو گیا پہر اوسکی مہمانداری
کی اور ایک مکان شہر سے باہر اوسکو دیا پہر رات ہوئی منتظر تہا کہ کسطرح سے اوس شخص کو قبر سے باہر نکالے جب رات ہوئی
اور گہر کے آدمی سو گئے حاتم اپنے بچھونے سے اوٹہا اور اوس گور کیطرف چلا اوس ملک کا یہہ دستور تہا کہ تین روز تک مردہ کی
قبر پر اوسکے وارث تمام رات جاگا کرین اور کہتے آئین مجاورت کا شغل رکہین چنانچہ اسی سبب حاتم کو قابو نملا چوتہی
روز حاتم اوس گور پر گیا اور پتہر ہٹا کر جو دیکہا تو وہ مردہ ہوا تہا حاتم کو بہت سخت گذرا تہا الغرض حاتم نے جانا
شاید مر گیا پہر پکارا کہ اے جوان مین تجہے نکالنے آیا ہون اوسنے جواب نہ دیا حاتم نے جانا شاید مر گیا پہر پکارا اے بہی
بہی نہ بولا حاتم کو یقین ہوا کہ بیشک مر گیا کہا افسوس ہوا اور بے اختیار رونے لگا تیسری بار باواز بلند پکارا
اے جوان اگر جیتا ہے تو جواب دے ورنہ مین اپنا وعدہ وفا کر چکا تا قیامت یہین رہیگا وہ بیچارہ جو نیک
اوٹہا اور تابدان کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے شخص تو کون ہے حاتم نے جو اوسکی آواز سنی سجدہ شکر بجا لایا اور کہا
مین وہی ہون جو تجہسے وعدہ کر گیا تہا یہہ کہکر خنجر سے قبر کہود کر اوسکو نکالا اور بعد ایک ساعت کے کہانا کہلا کر کہا
کہ اب جدہر تیرا منہ اوٹہے چلا جا اوسنے کہا کہ میرے پاس خرچ نہین حاتم نے کئی درم دیکر رخصت کیا اور اوس
قبر کو درست کر کے اپنی جگہہ پر آکر سو رہا صبح کو اوٹہکر لوگون سے کہا کہ کوہ ندا کا رستہ بتلاؤ مین جاؤنگا
اونہون نے کہا کہ جاؤ یہان قریب ہے تہوڑے فاصلہ پر ایک دروازہ ملیگا اگر داہنی طرف جاؤگے تو منزل مقصود
پر پہنچوگے حاتم اونسے رخصت ہوا اور دس روز تک رات دن گیا بعد طے منازل گیارہوین دن اوسی دروازہ
پر جا پہونچا اور اوسکی نصیحت کو بہولکر بائین طرف چل نکلا حیف ہے کہ جس راہ کو اوسنے منع کیا تہا
اوسی جا پہنچا دو دن کے بعد کیا دیکہتا ہے کہ تمام جانور کیا درندے کیا گزندے بہاگے ہوئے چلے آتے
ہین یہہ دیکہکر نہایت گہبرایا اور کہنے لگا کہ شاید کوئی بہیڑیا یا کوئی درندہ پیچہے پڑا ہے جو اپنا
جی چہوڑ چہوڑ کر بہاگتے چلے آتے ہین یہہ سمجہکر ایک درخت پر چڑہ گیا دیکہتا ہے کہ بڑے بڑے

ہاتھی اور گینڈے بھی گھبرائے ہوئے ادھر ادھر دوڑے چلے آتے ہیں اور اونکے پیچھے ایک چھوٹا سا جانور مہیب صورت چراغ
سی آنکھیں سر پر دم چھتر کیے ہوئے چلا آتا ہے حاتم دوڑا کہ کوئی بلائے عظیم ہے کہ جسکے ڈر سے اتنے بڑے جانور
درندے بھاگے چلے آتے ہیں میں غریب نہ ماریں ہوں مستعد ہو کر خنجر نکال لیا اتفاقاً وہ جانور اوسی درخت کے نیچے آیا اور
آدمی کی بو پائی ہے غرا کر اچھلا حاتم نے ایک خنجر ایسا مارا کہ دو ہاتھ قلم ہو گیا گر پڑا اور پھر سنبھلکر نہایت غضب سے
لپکا حاتم نے پھر اوسکے پیٹ میں ایک خنجر مارا آگ انگاریاں نکل پڑیں زمین پر گر پڑا اور گرتے ہی پیشاب کر کے
دم کو اوسمیں بھگو کر ہلانے لگا جہاں جہاں اسکی بوندیں پڑیں وہاں آگ لگ گئی جب اوس درخت کے پاس آگ پہنچی
حاتم جست کر کے ایک چشمے میں جا پڑا اور وہ جانور مر گیا جب آگ بجھ گئی تب حاتم اوس پانی سے نکلکر اوس درخت کے نیچے آیا
اور اوس جانور کے دانت جو خنجر کے برابر تھے اوکھاڑ لیے اور دم دو کانوں سمیت کاٹکر ترکش میں رکھ لی اور چل
نکلا کئی دن بعد ایک قلعہ دکھائی دیا اوس طرف متوجہ ہوا جب نزدیک پہنچا تو گلستان دکھائی دیا اوسکی
کنگورے آسمان سے لگے دیکھے اور بڑی عمارتیں اوس دیار میں بہت ہیں اور چوک کا بازار نہایت ستھرا اور صاف
آراستہ ہو رہا ہے اور ہر شے دوکانوں میں موجود ہے مگر آدمی کا پتہ مفقود ہے یہہ دیکھکر حیران ہوا اور دل میں کہنے لگا کہ کوئی بلا
یا دیو اس شہر میں آتا ہے کہ جسکے ڈر سے یہاں کے لوگ دوکانیں چھوڑ کر بھاگ گئے یہہ سوچ کر آگے بڑھا یہاں تک کہ
خاص قلعہ شاہی تک پہنچا اوسمیں بادشاہ اپنی آل و عیال و اقربا سمیت رہتا تھا دو چار نوکر بھی باہر
دروازہ کے دریچوں میں چھپ رہے تھے حاتم کو دیکھکر بولا کہ مدت کے بعد ایک مسافر شہر میں آیا ہے دوسرے نے
کہا اسکو پکارو کہ ادھر آئے یہہ بات سنکر ایک شخص نے پکارا حاتم ایک دریچے کے پاس کھڑا ہو رہا بادشاہ نے
کھڑکی سے سر نکال کر کہا اے جوان تو کہاں سے آیا اور کہاں جائیگا حاتم نے کہا کہ یمن میں کے رہنے والوں
میں سے ہوں شاہ آباد سے آیا ہوں کوہ ندا کو جاؤنگا یہہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ اے جوان
تو راہ بھول گیا جو اس طرف سے آیا شاید تیری موت تجھکو یہاں لائی ہے حاتم نے کہا
مرضی حق پر راضی ہوں لیکن اے شخص تو اپنا ماجرا کہہ اوس نے کہا میں یہاں کا بادشاہ ہوں اور اس ملک
میں چند روز سے بلائے عظیم آتی ہے اوسکے سبب سے کیا رعیت کیا سپاہ چھوڑ چھوڑ کر چلے گئے اور
شہر ویران ہو گیا لیکن وہ بھی بے قصور ہیں کیا کریں کیونکہ کسی بشر کی طاقت نہیں جو عہدہ بر آ ہو سکے
اور میں اپنی شرم و حیا سے اہل و عیال سمیت قلعہ میں بند ہو گیا ہوں اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ اوسکے
ماروں ناچار ہو کر گوشہ گیری توکل بخدا کیا حاتم نے کہا اے بادشاہ وہ بلا کیسی ہے تمنے کیا کبھی
دیکھا ہے یا کوئی درندہ عظیم ہے کہ کوئی اوسکی تاب ہی نہیں بادشاہ نے فرمایا کہ
اوس کا مسکن کوہ قاف میں بتاتے ہیں مگر تھوڑے دنوں سے یہاں اوسکا گذر ہونے لگا ہے

اسکے باعث سے تمام ملک ویران ہوگیا ہے ہر روز ایکوقت اوسکو آنا اور دو چار آدمیونکو
کہاکر چلے جانا آجتک قدم قلعہ مین نہین آیا اسواسطے کہ گرد ایک خندق عظیم پانی سے مدام
بہری رہتی ہے معلوم نہین وہ کیا ہے یہہ سنکر حاتم بولا بادشاہ تجہے مبارک ہو جنے فلانی جنگل مین
اوسکو مارا خدا مسبب الاسباب ہے کہ مین کوہ ندا کی راہ بہولکر بائین طرف آنکلا حاتم نے پہر تمام ماجرا اوس جانور
کا اور اپنا بیان کیا اسبات کے سنتے ہی وہ اپنے قلعہ سے اوترا اور حاتم کو اپنے گلے لگا لیا اندر لیگیا عزت
بعزت تمام مسند پر بٹہایا اقسام اقسام کے کہانے منگوا کر اوسکے سامنے چنوائے حاتم نے بخوبی تناول فرمایا
اور بادشاہ بہی اوسکا شریک طعام رہا پہر آپ خاصہ منگواکر نوش جان کیا اور اوسکو بہی کہلایا اوسکے بعد
کہا مین کیونکر باور کرون کہ وہ بلا مار ڈالی حاتم نے اوسکے دانت اور دم اور کان ترکش سے نکالکر دکہائے
بادشاہ انکے دیکہتے ہی حاتم کے پاؤن پر گر پڑا اور بہت شکر گذاری کی پہر ہر طرف لوگونکو شقے پروانے بہیجے کہ وہ بلا دفع
ہوئی تم سب بیفکر آکر اپنے ملک مین بسو اور بخوبی اوقات بسر کرو چند روز کے بعد حاتم نے رخصت چاہی
اور عرض کی کہ ایک رہبر میرے ساتہہ کردو کہ کوہ ندا کا رستہ بتادے بادشاہ نے فرمایا کہ ای جوان یہہ شہر اب
خدا کے فضل سے آباد ہوجائیگا اسے اپنا ہی سمجہو یہین بودوباش اختیار کرو مین ابہی ابہی تمہاری خدمت پر
دیتا ہون بادشاہت اسکو قبول کرو حاتم نے کہا جبتک مین بندگان خدا کے کام سے فراغت
نہین پاتا عیش حرام جانتا ہون بادشاہ نے یہہ کلام سنکر کہا آفرین ہے تیری ہمت پر ایک رہبر رخصت کیا
حاتم اوسکے ساتہہ ہوا تہوڑی دور جاکر وہ کہنے لگا ای حاتم کوہ ندا کی یہی سیدہی راہ ہے حاتم اودہر متوجہ ہوا
پہر ایک شہر آباد مین پہونچا وہانکے لوگ اوسکو حاکم کے پاس لیگئے اوسنے اوسکی تعظیم کی اور پوچہا کہ ای
مسافر تو کہان سے آیا ہے کیونکہ اس شہر مین سکندر بادشاہ تشریف لائے تہے اب تجہکو دیکہا اسکا حال سچ
کہہ حاتم نے کہا کہ مجکو حسن بانو بنت برزخ سوداگر کی بیٹی نے بہیجا ہے کہ تو جاکر کوہ ندا کی ٹہیک ٹہیک خبر لا حق اوسکا
کہنے بہت رنج اوٹہائے اب اسبات کا امیدوار ہون کہ اگر تم اس بہید سے واقف ہو تو عند اللہ کہہ دو
عین بندہ نوازی ہے اور مسافر پروری کیونکہ میرے نصیب راحت سے مبدل ہوجائین رئیس شہر نے کہا کوہ ندا کا ایسا
راز نہین جو سرسری بیان ہوسکے اگر تو چندروز یہان رہیگا تو معلوم ہوجائیگا حاتم نے کہا بہت اچہا
حاکم نے اوسکو رہنے کو مکان عالیشان دیا اکثر آپ بہی شریک صحبت رہا کرتا ایک دن سو
دوسو آدمیون سمیت حاتم بیٹہا ہوا کچہہ باتین کر رہا تہا اتنے مین کوہ ندا کا ذکر آگیا بیان
کرنے لگے جس قلعہ کی ہر ایک دیوار آسمان سے باتین کر رہی ہے اور اوس سے خود بخود
ایک آواز ہوتی ہے یہہ اسی گفتگو مین تہا کہ ایک آواز اس پہاڑ کی طرف سے آئی کہ (یا اخی) اوس

مجلس میں سے ایک جوان خوش رو دوڑا لوگوں نے اوسکے وارثوں سے جاکر کہا کہ فلاں شخص کی
کوہ ندا سے طلب ہوئی ہی وہ اس بات کے سنتے ہی دوڑے کہ اوسکا تمام خاندان جمع ہو رہا ہے لوگ
اوسکے گرد ہیں وہ بے اختیار کوہ ندا کیطرف چلا جاتا تھا یہہ حال دیکھکر حیران ہو کر حاتم پوچھنے لگا کہ اے
یارو اس جوان کو کیا ہوا کہ دوڑا جاتا ہی نہ کچھہ کہتا ہی نہ سنتا ہی لوگوں نے کہا اسکو کوہ ندا سے ندا آئی ہی حاتم
کہا بارے معلوم ہوا کہ کسنے بلایا ہی جو دوڑا جاتا ہی اس بات کو سوچکر اسکو پکڑ لیا اور کہا اے بھائی یہہ مروت سے
دور ہے جو تو نہیں بتاتا برائے خدا کہدے کسکے بلانے پر ہم سبکو چھوڑ کر جاتا ہی غرض ہرچند حاتم نے سر پٹکا
اُسنے کچھہ جواب نہ دیا اور ہاتھہ جھٹک کے بھاگا اور پہاڑ کے نیچے جا پہونچا حاتم بھی لپکا مگر وہ نظروں سے غائب ہو گیا
اُسنے ہرچند دیکھا پھر وہیں سو کچھہ نظر نہ آیا بہت حیران ہوا آخر سب لوگوں کے ساتھہ شہر میں آیا حاصل یہہ ہے
کہ ہر شخص ہر گھر کو آیا ہر کوئی اوسکے واسطے نذر و نیاز بہت سا کھانا وغیرہ دیا حاتم نے پوچھا تم میں سے کسیکو معلوم ہے
کہ اُسپر کیا گذری اونہوں نے جواب دیا تو بھی موجود تھا جو تو نے دیکھا سو ہمنے دیکھا یہہ ہنگامہ برپا ہوتا ہے اوس جوان
کیواسطے آبدیدہ ہو کر کہنے لگا افسوس دنیا ہیچ ہی اونہوں نے کہا اے شخص ہمارے ملک کی یہہ ہی رسم ہی اگر ایسا
کریگا تو نکالا جائیگا دلمیں کہنے لگا کہ حسن بانو کو کیا جواب دونگا غرض چھہ مہینے حاتم کو وہاں گذرے اور اوس عرصہ
میں اسیطرح سے پندرہ آدمی پہاڑ کیطرف گئے اتفاقاً ایک شخص حاتم کا جو وہاں تھا حاتم میں اور اوس میں نہایت
دوستی تھی کہ ناگاہ کوہ ندا کی طرف سے آواز آئی یا اخی یا اخی اس بات کے سنتے ہی وہ بیچارہ متوجہ ہوا اور اوسکے
خویش اقارب کو خبر پہونچی حاتم بلایا گیا وہاں سب اکٹھے جمع ہوئے اور اوسے گھیر لیا تب حاتم کہنے لگا یہہ بھی
اوسیطرح جائیگا افسوس ہے کہ مجھے اس سے محبت ہو گئی تھی یہہ بھی جدا ہوتا ہی میں اسکو ہرگز نہ چھوڑونگا اسکا
ساتھہ دونگا مجھکو ضرور ہے جو ہونی ہو سو ہو کیونکہ یہانکے لوگوں سے کوہ ندا کا حال مفصل معلوم نہوا یہہ بات
ٹھہرا کر کمر کس کر باندھی اور اوسکا ہاتھہ پکڑ کے پہاڑ کیطرف دوڑا اور کہتا تھا بھائی کیا احوال ہی تجھے
کون کھینچے لیے جاتا ہی وہ کچھہ جواب نہ دیتا تھا آخر خفا ہو کر کہا اے بے مروت یہہ کیسی دوستی تھی آخر ہم
تم ایکمدت سے آپسمیں ہیں تیری زبان کیوں بند ہو گئی سچ کہہ تجھے کون لیے جاتا ہے اور کدہر جاتا
ہے اُسنے کچھہ دھیان نکیا بلکہ حاتم سے اپنا ہاتھہ چھوڑانے لگا اور اتنا زور کیا اسکے ہاتھہ چھٹ گئے
اور حاتم زمین پر گر پڑا لیکن حاتم اُسکے پیچھے چلا گیا اور دونوں آگے پیچھے پہاڑ کے نیچے جا
پہونچے حاتم اچھل کر زور سے اوسکی کمر پکڑی ہرچند اوسنے چاہا کہ اسکو جدا کرے لیکن
چھٹ نہ سکا آخر اسی طرح سے دونوں گرتے پڑتے پہاڑ کے اوپر جا پہونچے جہاں ایک
قلعہ کے نزدیک گئے ایک کھڑکی دکھائی دی دونو لپٹے لپٹائے اوسکے اندر چلے گئے

لوگون کے نظرون سے غائب ہوئے وہ ناچار وہان سے حاتم کا افسوس کرتے ہوئے شہر
مین آئے اور حاکم کو خبر پہنچائی کہ مسافر بھی حاتم کے ساتھ اوسی پہاڑ پر چلا گیا اسبات کے سنتے ہی حاکم غصہ ہوکر
کہنے لگا کہ نادان آجتک کوئی بے بلائے اوس پہاڑ پر نہین گیا تم نے اسکو کیون چھوڑا اور کسواسطے جانے دیا یہہ
پاپ اوس غریب کا تمہاری گردن پر ہے اونہون نے عرض کی خداوند ہمنے اوسکو بہت سمجھایا کہ تو وہان نجا مگر ہمارا
کہنا نہ مانا اور کہا کہ وہ میرا یار جانی ہے مین اوسکو ہرگز تنہا نچھوڑونگا بلکہ جو مصیبت اوسپر پڑیگی مین بھی اوس
مین شریک ہونگا غرض ایک میدان وسیع مین پہنچے وہان ایک سبزہ زار نظر آیا کہ انکھہ کام نکرتی تھی گویا فرش
زمردین چارطرف بچھا ہے تھوڑی سی زمین وہمین خالی تھی وہان وہ جوان اوسپر پاؤن رکھنے لگا پاؤن رکھتے ہی جیسا
گڑ گیا حاتم نے چاہا کہ اوسکا ہاتھہ پکڑ کے اوٹھاوے اتنے مین اوسکا منہ زرد ہوگیا انکھین پتھرا گئین ہاتھہ پاؤن سخت
ہوگئے اوسکا یہہ حال دیکھکر حاتم نے اپنے دلمین کہا یہہ مرگیا انکھون مین آنسو بھر لایا بے اختیار رونے لگا اتنے مین غرق
گئی وہ جوان اسمین سما گیا اور وہ جگہ برابر ہوگئی اس ماجرے کو دیکھکر حاتم نے تعجب کیا اور کہا کہ دنیا فانی
ہے سبکو مرنا ہے واقعی اب کوہ ندا کی کیا خاک کیفیت معلوم ہوگی بس اب یہان سے چلو یہہ قصد باندھکر روانہ
ہوا اور تمام دن پھرا مگر اس کہڑی اور قلعہ کا کھوج نملا خدا جانے کدہر گیا ہوگا اور قلعہ پھر گیا سات روز
تک حیران و سرگردان بے آب و دانہ رہا غرض جینے سے مایوس ہوکر دلمین کہنے لگا کہ اے حاتم تیری موت
یہان لائی ہے تو بے بلائے آیا کیونکہ نہ وہ قلعہ نظر آتا ہے نہ وہ پہاڑ نہ وہ شہر اتنے مین ایک دریا کے کنارے
جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ وہ بڑے شور سے بہر رہا ہے اور اوسکا اور چھور نہین ملتا یہہ نہایت متفکر ہوا اور کہنے لگا کہ
الٰہی اب اس سے کیونکر پار ہون تیرے سوا کون شیر اپار کریگا اتنے مین ایک ناو نظر آئی کہ ادہر ہی چلی آتی ہے اوسنے
جانا کہ کوئی ملاح لیے چلا آتا ہے جب کنارے آلگی تو اوسپر دیکھا کہ کوئی ملاح نہین متعجب ہوکے شکر خدا کا بجا لایا سوار ہوکر
کیا دیکھتا ہے کہ ایک دسترخوان مین کچھہ لپیٹا دہرا ہے اوسکا تو بہا ہی فوراً اوٹھا کر کہولا تو دو روٹیان و
مچھلی کے کباب گرما گرم تھے چاہتا تھا کہ کہائے ساتھہ ہی یہہ بیان آیا کہ شاید ملاح نے اپنے واسطے رکھا ہوا تو مین ناحق
مچھلی نے دریا سے سر نکالکر کہا کہ اے حاتم یہہ تیرا حصہ ہے اندیشہ کرتا ہے کیا یہہ کہکر غوطہ مار گئی حاتم نے کہا کر پانی پیا اور شکر کیا وہین یکبیک
الیسی آندہی چلی کہ دم مین کشتی کنارے پر جا لگی حاتم نے اوترا اور متوجہ شہر کا ہوا حاتم نے چاہا اگر شہر ملے تو اسکی حقیقت لوگون سے پوچہو
حتی کہ سات شبانہ روز چلتے چلتے گھبرا گیا کہین سراغ نملا سرگردان چلا جاتا تھا کہ پہاڑ نظر آیا تین دن کے بعد اوسکے نیچے پہنچا اور جس جگہ
کو اوٹھا کر دیکھا اوسکے نیچے لہو بہتا ہوا تھا فکر کرنے لگا کہ کس سے پوچھون ناچار پہاڑ پر چڑھا اور دو دن کے بعد اوسپر جا پہنچا
تو ایک میدان کف دست دکہائی دیا کہ وہان کی خاک اور جانور چرند اور پرند سبزہ بوٹی کیطرح لال ہو رہے ہین حاتم بہوک پیاس
سے بیکل ہوا اور قدم بڑہا جسکو تک چلا ہی گیا کیا دیکہتا ہے کہ لہو کا ایک دریا لہرین مار رہا ہے اور اسمین جتنے جانور ہین

ایسے سرخ ہو رہے ہین گویا لہو سے بھی ہین گھبرایا کہ اس دریا سے کیونکر پار ہونگا ناچار کنارہ کنارہ چلا
کہین سے اوترنیکا قابو ملیگا جب بھوک لگتی تو شکار کرکے کھاتا جب پیاس لگتی تو مُہرہ منہ مین رکھہ لیتا
ایک مہینہ اسی طرح گذر گیا یکایک اسجگہ پہنچا کہ جہان دریای خونیکے سوا نہ زمین تھی نہ درخت نہ چرند تھے نہ پرند
دلمین کہنے لگا اے حاتم ایک مہینہ تک تونے یہہ رنج سہے کہ پاؤن چلنے سے رہے پر گھاٹ نظر نہ آیا اگر دس برس
تک یون ہی پھریگا دریاے خونیکے سوا کچھہ نہ دیکھیگا خدا کے کارخانہ مین دم مارنا آسان نہین ہے اور جن جن چیزونکو
اوسنے چھپایا اونکا کہولنا امکان نہین اگر وہی فضل کرے تو یہان سے صحیح وسلامت منزل مقصود کو پہنچے ورنہ
کچھہ تدبیر نہین ہو سکتی افسوس کہ وہان آج پسر شاہی تیری راہ تکتا ہے اور تو اس گرداب بلا مین پڑا ہے سٹ
رہا ہے لیکن اسکا سخت یہہ حیران ہے کہ وہ خدا کی خبر حسن بانو کو کیونکر ملے جو دوسکی وہ خبر لانیکو بھیجتی ہے اور بیابان
محبت مین ڈالتی ہے یقین ہے کہ اکثر خبر لینے آئے ہونگے پھر ناچار بحر وہم مین پھر ہونگے اتنے مین سوچکر کہنے لگا کہ تو کچھہ
اپنے حظ نفس کیواسطے یہہ کام نہین کرتا بلکہ ایک بندہ خدا کے لیے تو یہانتک آیا ہے اوسکے کرم سے امید رکھہ
اس بلا سے نجات دیگا البتہ وہ مراد کو پہنچا دیگا اس تفکر مین تھا کہ کوئی چیز دریا مین نمودار ہوئی حاتم اوسطرف
بغور دیکھنے لگا ویسی روٹیان اور کباب بدستور پاکے بے تامل وہین کھایا اور خدا کی حمد بجا لایا جب کشتی بیچ دریا
مین پہونچی ایسی ہوا چلنے لگی اور لہرین مانند شعاع کے بلند ہونے لگین حاتم ڈرا اور خدا کو یاد کرنے لگا آنکھین بند
کرکے ناؤ مین لیٹ رہا قریب تھا کہ بیحواس ہو جائے اور خوف سے ڈوب جائے غرض سات روز تک اسیطرح گذرے
آٹھوین روز کشتی کنارہ پر لگی حاتم اوترا اور کشتی اولٹی پھر گئی یہہ کنارہ کنارہ چلنے لگا اور افسوس کرتا تھا کہ یہہ بھید
نہ کہلا کہ یہہ کشتی کون لایا اور کباب روٹی وہ پھر گیا کئی روز تک اوٹھتے بیٹھتے چلا گیا کہ دور سے ایک چیز سفید نمودار ہوئی
حاتم حیران ہوا آگے بڑھکر کیا دیکھتا ہے کہ ایک دریا نہایت شفاف لہرین مار رہا ہے اور ایسا چمکتا ہے کہ گویا کسی نے
چاندی گلا کر بہا دی ہے حاتم تشنگی سے جان بلب تھا کنارہ پر آبیٹھا اور اوسمین بایان ہاتھہ ڈالا جسوقت پانی
نکالا تو پانی نہ پایا بلکہ ہاتھہ چاندی کا ہوگیا ہر چند کہ اوسکو داہنے ہاتھہ سے پاک کیا لیکن وہ اسیطرح پر رہ گیا
بلکہ بوجھہ ہوگیا حاتم نے کہا یہہ عجب دریا ہے اگر غوطہ مارونگا چاندی کا ہو جاؤنگا پھر چلنا
مشکل ہوگا اضطراب مین چارون طرف دیکھا کہ ناگاہ اوسی طرح ایک کشتی
آئی یہہ بسم اللہ کہکر چڑھ گیا پھر ایک طبق
گرما گرم حلوے کا نظر آیا اوس نے ہاتھہ سے اپنی طرف کھینچ لیا اور خوب کھایا پھر پاؤن پھیلا کر
بآرام تمام سو رہا کئی دن کے بعد کشتی کنارہ پر جا پہنچی ادہر کے آگے بڑھا ہر وقت اوٹھتا دیکھتا کہ
تھا چار دن کے بعد ایک پہاڑ نمودار ہوا اوس سے جانا کہ یہہ وہی ہے جہان آئینہ کی راہ ہے

تھا غرض شکار کرتا ہوا اور میوہ کھاتا ہوا چلا جاتا تھا جب تین دن کی راہ پر گیا تو سنگریزی رنگ برنگ کے
اور طرح طرح کے جواہرات نظر پڑے طمع دامنگیر ہوئی تھوڑا سا جواہر جیب میں ڈال دیا تھوڑی دور چلا اوس سے
زیادہ بیش بہا پڑا دیکھا اسکو پھینک کر اوسکو جیب میں ڈال لیا تھوڑی دیر کے بعد دل میں یہہ خیال آیا کہ اگر
یہہ جواہر شہروں میں پہنچے تو اوسکی قیمت کوئی نہ دے سکے اسی خیال میں چلا گیا آخر اسکی بوجہ سے تھک کر کسی جگہ بیٹھ گیا
اور کئی لعل اور زمرد و الماس بیش قیمت جو سب سے بہتر تھے چن لیئے باقی وہین پھینک دیئے پھر آگے چلا ایک چشمہ پر
جا پہنچا اور اوسکے کنارے بیٹھ گیا اپنے ہاتھ پاؤں دھوئے اوسمین پانی میں ہاتھ پر جو نظر پڑی تو اوسکو جیسا
تھا ویسا پایا مگر ناخن چاندی کے رہے خدا کا شکر ادا کیا اوس دریا میں ہاتھ چاندی کا ہو گیا تھا
اس چشمہ میں حالت اصلی پر آ گیا اسمین کیا بھید ہے اتنے میں رات ہو گئی اور اس جگہ پڑ رہا یکایک
دو شخص اس چشمہ پر نکلے کہ اونکے سر آدمی کے تھے اور پاؤں ہاتھی کے اور ناخن شیر کے رنگ نہایت سیاہ
حاتم دیکھکر ڈرا اور اوٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ یہہ کیا بلا ہے اگر بہاگوں تو شرم دامنگیر ہے اور ٹھیروں تو ٹھیر نہیں
سکتا دیکھیے تقدیر میں کیا ہے یکایک حاتم نے تیر و کمان اوٹھا کر ایک تیر مارا ایک نے اوسمین سے پکڑ لیا چاہتا تھا کہ
دوسرا تیر مارے اونہوں نے فریاد کی اے حاتم طائی تو اپنی جان کے ڈر سے ہمیں مارتا ہے ہم بھی خدا کے
بندے ہیں کچھ تجھے ایذا دینے نہیں آئے حاتم تیر و کمان ڈال کے بیٹھ گیا اور دل میں سوچنے لگا کہ انکو مجھے
کیا کام ہے جو ادھر آئے ہیں تیر تو اونہوں نے درمیان ہی میں پکڑ لیا اگر دوسرا تیر مارونگا تو کیا اسکو بکار گر
ہوگا اتنے میں وہ نزدیک آ کر کہنے لگا اے حاتم تجھکو شرم نہیں آتی جواہر کی طمع کی وہ بولا کہ مینے کسکا
جواہر لیا اونہوں نے کہا کہ فلان نے جنگل سے جواہر لایا ہے اب تک تیرے پاس موجود ہے یہہ سنکر حاتم نے جواب دیا
کہ تمہارا تو نہیں وہ بولے کہ یہہ اور خلقت کیواسطے اللہ نے رکھا ہے کہ وہ اپنے کام میں لائیں حاتم نے کہا اپنے
خدا کی صنعت دیکھا انکو اوٹھا لئے ہیں یہہ سنکر دیووں نے کہا اگر سلامت جانا چاہتا ہے تو ابھی سب رکھ دے اور کہا
یہہ نشانی ہی حاتم نے سب پھینکدیا اور کہا کہ تم لیجاؤ حیف ہے کہ میں اسکو بہت دور سے اوٹھا کر لایا تھا تم نے
بڑا ظلم کیا کہ اسکو مجھ سے لیلیا میں کچھ چور اگر نہیں لایا اونہوں نے کہا یہہ کیا چلن ہے کہ بے کہے
اسقدر مال اوٹھا کر لایا تھا اپنے پاس رکھنا یہہ کب روا ہے بلکہ محنت کی گنہگاری وہی تیری ہے
حاتم یہہ سنکر سر جھکا کر چپ ہو رہا وہ ایک لعل الماس ایک زمرد
اپنی اپنی جنس میں سے جو بیش بہا تھے اوسکو دینے لگے اور کہا تجھے یہی
بہت ہے اوس نے لے لیا اور کہا اے بندگان خدا

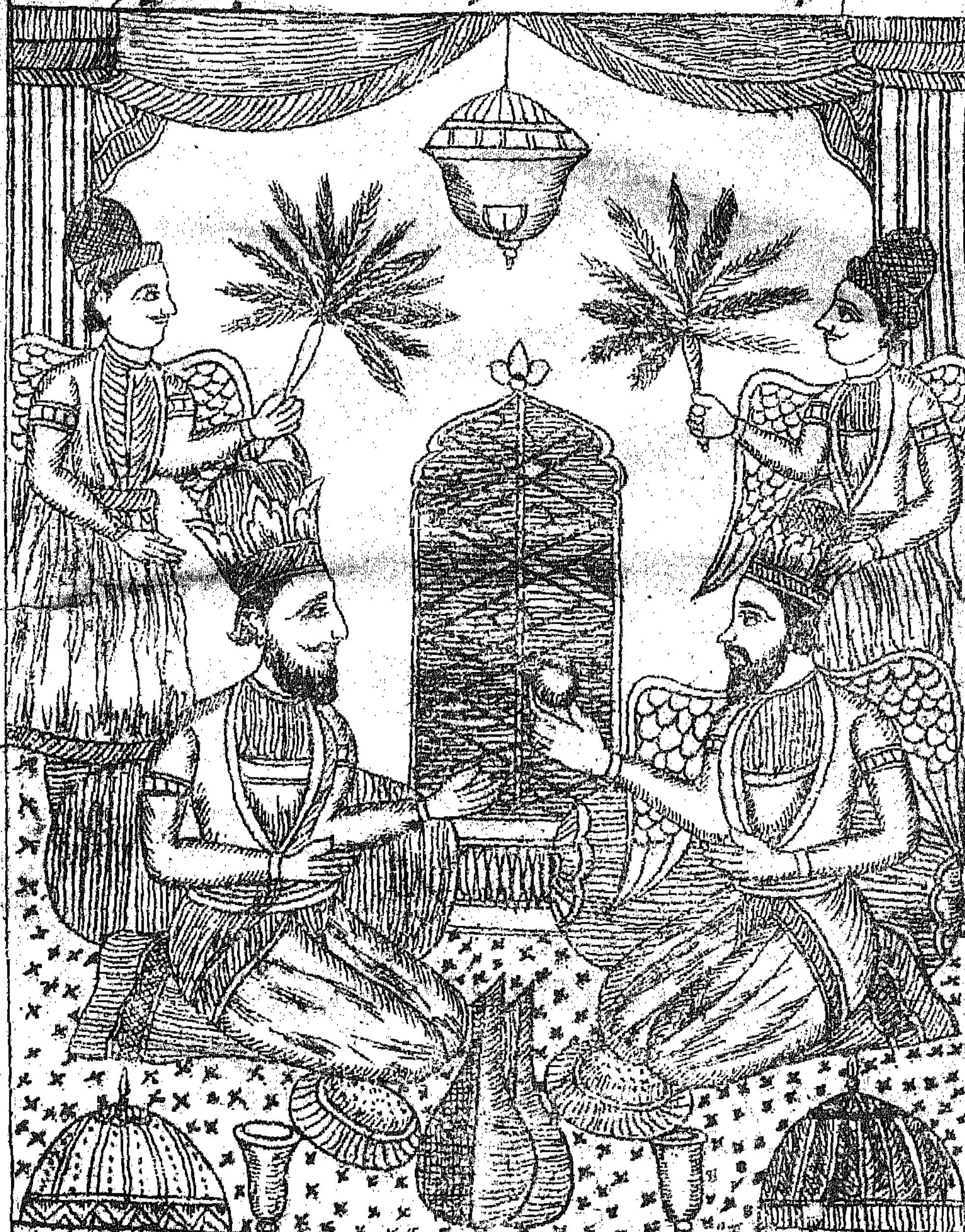
بر اسے خدا مجھکو راہ بتا دو جو مین کسی طرح اپنے ملک کو پہنچون وہ بولی اے
جوان غنیمت سمجھ تو صحیح و سلامت آیا اور جیتا جاگتا چلا کیونکہ اس حد سے
آج تک کوئی جان سلامت نہین لے گیا اسقدر اندیشہ نکر کہ تیری عمر بڑی ہے
اوس سے آگے ایک جواہر کا دریا ملیگا اوسکے بعد دریاے آتش آئیگا اگر اوس سے صحیح و سالم
اوتر گیا تو بیقرار اپنے ملک مین پہنچیگا مگر کسی چیز کا لالچ نکیجیو اسمین تیری سلامتی ہے خدا نخواستہ اگر کسی چیز
پر دل دوڑائیگا تو اپنے کئے کی سزا پائیگا یہہ کہکر وہ پانی مین اوتر پڑے اوسکی نظر سے جب چھپ گئے حاتم اوسی
مقام پہ تمام رات بیٹھا رہا صبحکو تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک دریا دکھائی دیا یہہ اوسکو دیکھکر نہایت
شاد ہوا اسواسطے کہ بہت پیاسا تھا جب اوسکے پاس پہونچا نگاہ کی تو ہزاروں موتی بیش قیمت پڑے
ہین لیکن ہر ایک انڈے کے برابر تھا کہ اونکی چمک سے آنکھین جھپکی جاتی تھین اور قیمت کا تو ٹھکانا نہ تھا حاتم
نے لالچ مین آکر چاہا کہ دس بیس اوٹھا لے کہ اتنے مین اون دیونون کی نصیحت یاد آئی ڈرا اوس حرکت سے
باز رہا اور اوسکے کنارے پہ بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہے کہ اوسکا پانی دودھ اور شہد کی مانند ہے پیاسا تو تھا خوب
پیٹ بھر کر پیا غرض اوس سے بھی گذر گیا اور آگے بڑھا کہ دور سے ایک روشنی نظر آئی کہ سونیکا گویا ایک تختہ ہو رہا ہین
چمک رہا ہے اوسی طرف چلا ایک مہینہ کے بعد جا پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ سونیکا ایک پہاڑ آسمان سے
لگا ہوا چمک رہا ہے یہہ اوسپر چڑھ گیا وہان پر ایک درخت سونیکا پھلا ہوا دیکھا متعجب ہوا اوس پہاڑ پر سے
چلا گیا ایک میدان نظر آیا اوسکی زمین پر ہزاروں درخت سونے کے چمک رہے تھے حاتم دیکھکر حیران
ہوا اور صانع کی صنعت دیکھنے لگا اور خدا کا شکر کرنے لگا پھر تھوڑا سا میوہ توڑ کر کھایا آگے چلا ایک حوض نظر
پڑا اوسکا پانی مثل بلور صاف تھا اوسکے کنارے پر جا بیٹھا اور دل مین فکر کرنے لگا کہ یہہ باغ کسکا ہے کس نے
بنایا ہے اتنے مین کئی پریان پوشاک اور زیور سے آراستہ چلی آئین حاتم کو دیکھکر حیرت زدہ ہوگئین اور
حاتم اونکو دیکھکر حیرت مین آیا کہ الہی یہہ کیا حسن ہے اوسوقت ملکہ زرین پوش یاد آئی اور دل مین کہا خدا
اوس سے ملاوے القصہ اونسے کہا کہ تم کون ہو اور یہان کا بادشاہ کون ہے اونہون نے کہا کہ یہہ محل
پری نوش لب کا ہے اتنے مین وہ آ پہونچی حاتم اوسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوکر گر پڑا اور وہ اوسکے
سرہانے آکر کھڑی ہو رہی کہنے لگی ارے کوئی ہے جلد آکر اسکے منہ پر گلاب چھڑکے وہین ایک
نازنین دوڑی گئی اور گلاب پاش لیکر اوسکے منہ پر گلاب چھڑکنے لگی حاتم ہوش مین آیا پھر
پری نوش لب ایک تخت مرصع پر جا بیٹھی اور اوسکو کرسی جواہرنگار پر بٹھا کر کہنے لگی اے
جوان سچ کہہ کہ تو کہان سے آیا ہے اور کس کام سے اور یہہ رستہ یہانتک پہنچا اور کدھر جائے گا

حاتم نے اپنا تمام احوال ابتدا سے انتہا تک اوسکے سامنے بیان کر کے پوچھا کہ اس مکان کا مالک کون ہے اور اس پہاڑ کا نام کیا ہے پری نوش لب نے کہا کہ اس پہاڑ کو کوہ زرین کہتے ہین اور اس مکان کا مالک شاہ بال بادشاہ ہے اور اوسکی بیٹی آسیا نام ہے مین بھی اوس لڑکی کی ایک خواص ہون چنانچہ ساتوان روز میری باری کا ہے اس روز مین حاضر ہوتی ہون اور اس مکان کو کوہ قاف سے تعلق ہے اگر دنیا کی حد مین ہے اور یہہ جو دور سے دکھائی دیتا ہے اوسی قلعہ کا حصہ ہے غرض چار روز تک حاتم وہان رہا اور طعامہاے خوشگوار سے متلذذ ہوا پانچوین روز کہا کہ روز تمہارے رہنے کے قابل نہین بہتر یہہ ہے کہ یہان سے تشریف لیجاؤ حاتم اوس پری سے رخصت ہو کر پہاڑ ہی پہاڑ چلا اوس روز کے بعد پہاڑ سے اوتر کر کسی جنگل مین جا پہنچا وہان سونیکا سا ایک دریا دکھائی دیا کہ اوسکا پانی گلے ہوے سونے کیطرح لہرین لے رہا ہے اور اوسکی موجین آسمان سے ٹکرین کھا رہی ہین یہہ دریا کو فکر مین غرق ہو کر اوسکے کنارہ پر بیٹھ گیا کہ اوس سے کیونکر پار ہو جیے اتنے مین ایک ناؤ طلائی دور سے نظر آئی اور فوراً کنارہ پر پہنچی حاتم شکر کر کے اوسپر بیٹھ گیا اور وہین ایک طباق حلوہ [illegible] نظر آیا بھوکا تو تھا ہی کمال رغبت سے کہایا چاہتا تھا کہ دریا مین ہاتھ ڈالکر پانی پیے ڈر کہ مبادا یہان سونیکا نہو جا کے کھینچ لیا پھر ایک کٹورہ بغل سے نکالکر بھرا اور تھوڑا سا حلق مین ٹپکایا اتنے مین کیا دیکھتا ہی کہ کٹورہ اور چار دانت سونیکے ہو گئے غرض چوتھے دن ایک کنارہ پہنچے حاتم نے اوتر کر شکر کا دوگانہ ادا کیا اور آگے بڑھا سات روز تک چلا گیا اور رہ گیا [illegible] آٹھوین روز پتھروں کے میدان مین پہنچا اور ایک پتھر ایسا گرم تھا کہ گویا آگ سے ابھی نکلا ہے [illegible] قدم چلا تھا تہوڑی بیٹھ گیا گرمی کے سبب لب خشک ہو گئے بدن جل اوٹھا بیقرار ہو کر مہرہ منہ مین رکھ لیا مگر کچھ فائدہ نکیا نکالکر پھینکدیا مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر بیہوش ہو گیا زبان باہر نکل پڑی قریب مرگ پہنچا اتنے مین وہ دونوں شخص نظر آئے بولا اے یارو آفرین ہے کہ وقت پر پہنچے اور بڑی مدد پہنچی کہو اب کسطرف جاؤن یہہ گرمی کس وجہ سے ہے اونہون نے کہا اس سے آگے دریاے آتش ہے یہہ گرمی اوسکے سبب سے ہے اور راستہ یہی ہے چلا جا خدا کی قدرت سے اپنے ملک کو پہنچ جائیگا رہ بتانا ہمارا کام ہے ہان یہہ ممکن ہے کہ تمہاری آگ ہلکی ہو جائیگی اونسے کہا جو ہو سکے وہ بہتر ہے احسان سے خالی نہین تب اونہین نے ایک مہرہ نکالکر حاتم کے حوالہ کیا اور کہا آگے دریاے آتشین ہے اگر اسکو اپنے منہ مین رکھیگا تو آگ تجھپر کارگر نہوگی با آرام چلا جائیگا پر یہہ یاد رہے کہ دریا کے پار ہوتے ہی یہہ مہرہ پھینکدیجیو یہہ کہکر حاتم کی نظر سے غایب ہو گیا وہ رات کی رات وہین رہا صبح کو اپنے منہ مین مہرہ رکھکر آگے چلا تین دن کے بعد سامنے سے آگ کے شعلے معلوم ہونے لگے یہہ ڈرا اور الحمد للہ کہکر آگے بڑھا جب کنارہ پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ شعلے کی لہرین آسمان تک جاتی ہین اتنے مین ایک ناؤ بھی کنارہ پر آلگی وہ دل مین خدا کی حمد کرنے لگا

اور کہا کہ یہہ دیدہ و دانستہ اپنے کو آگ میں ڈالنا ہے پر کیا کرون راہ یہی ہے خدا آسان کریگا جو اوسکی رضا ہے وہ راضی رہنا چاہیے تن بر تقدیر کشتی پر جا بیٹھا اور منہہ میں مہرہ رکھہ لیا اتنے میں ایک ناگاہ کباب سے بھری ہوئی دیکھی اوسکو بے اختیار کھینچا اور پیٹ بھر کر کھایا غرض کشتی چلی جاتی تھی یہہ ڈر کے مارے کبھی آنکھیں نہ کھولتا تھا جو کبھی آنکھیں کھل جاتی تھیں تو جان نکلنے لگتی تھی وہیں بند کر لیتا تھا قصہ کوتاہ ناؤ منجدھار میں دریا کے کنارے سے آ پہنچی اور چکر کھانے لگی حاتم کو یقین ہوا کہ اب ڈوبتے ہیں خدا کی یاد میں مشغول ہوا اور آنکھوں پر پٹی باندھکے بیہوش ہو گیا کہ اب نہیں بچتا بارے فضل الٰہی سے تین دن کے بعد کشتی کنارہ پر جا لگی حاتم اوتر پڑا آنکھیں جو کھولکر دیکھتا ہے تو نہ وہ دریا ہے نہ وہ کشتی ہے ایک تنہا جنگل نظر آتا ہے مہرہ کو منہ سے نکالکر پھینک دیا اور آگے چلا تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دور سے کسی گانون کیطرف چلا اور ایک کھیت پر کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ یہہ نواح کس شہر کی ہے اوسنے کچھہ جواب نہ دیا اور ٹکٹکی باندھکر اوسے تکنے لگا حاتم بولا اے عزیز تو بہرا ہے کہ نہیں سنتا اوسنے عرض کی کہ تیری صورت میں اپنے حاتم بادشاہ کی سی دیکھتا ہون حاتم نے یہہ سنکر کہا کہ کون ہے اور کہاں جاتا ہے وہ بولا اے جوان یہہ ملک یمن کا ہے اور حاتم شاہزادہ ہے کہ اوسکا باپ طے نام یہاں کا بادشاہ ہے لیکن شاہزادے کو سات برس ہوئے کہ اس ملک سے نکل گیا ہے الکہ یہہ اوسکی خبر ملکہ زرین پوش سے پہنچی تھی اوس سے ہر شخص کو تسکین ہو لی تھی اب تو اوسکے ماں باپ اور اقربا کا برا حال ہے کہ ہر ایک کو اپنی زندگی وبال ہے خصوصاً ملکہ زرین پوش کی تو جان پر آبنی ہے دیکھیے اوسکی ملاقات ہوتے تک جیے حاتم نے کہا کہ چند روز ہوئے ہیں کہ تمہارا شاہزادہ راہ میں ملا تھا وہ خیر و عافیت سے ہے تو یمن جا کر اوسکی خدمتمیں دعا و سلام پہنچانا اور یہہ کہنا کہ حاتم شاہ آباد کیطرف گیا تھا اور یہہ کہا اے دہقان میں بہت پیاسا ہون تھوڑا سا پانی پلا وہ جلدی سے ایک پیالہ دودھ کا اور ایک چھاچھ کا لے آیا حاتم نے نہایت فرحت سے پیا اور کہا ہزار شکر ہے کہ مدت کے بعد میں اپنے ملک کو دیکھا اور یہہ نعمت کھائی پھر اوٹھکر روانہ ہوا اور شاہ آباد کو چلا تھوڑے دنوں میں وہاں جا پہنچا اور حسن بانو کو اوسکے آنیکی خبر دی اوسنے پردہ کر کے اندر بلا لیا اور ایک سونیکی کرسی پر بٹھایا کہا اے جوان صد آفرین ہے کہ جو تو آیا بارے کوہ ندا کی خبر کہہ ورنہ اپنے تئیں مجھسے آگاہ کر حاتم نے سر سے قصہ شروع کیا اور آخر تک کہہ سنایا حسن بانو نے کہا سچ کہتا ہے کچھہ نشان دکھلا حاتم نے اپنے بائیں ہاتھہ کا ناخن دکھلایا اور کہا اگر ذرا کسی چیز پر آب لال پر پہنچا اور اوسکو دھویا یہہ اصلی صورت پر آ گیا اور دوسری نشانی یہہ ہے کہ چار جوڑے دریای زرین کے پانی سے سونے کی ہو گئی ہیں اور وہ تینوں رنگین جواہر کی بھی دکھا دین تب حسن بانو نے بہت سی اوسکی تعریف کی اور کھانا پر تکلف منگا کر کھلایا حاتم نے کہا اسکو میرے ساتھہ کر دو میں کاروانسرا میں جا کر منیر شامی کے ساتھہ کھاؤنگا غرض اوسکو کاروانسرا میں لایا اور منیر شامی کے باہم کھانا کھایا اور تینی سرگذشت مفصل سنائی اوسنے حاتم کی جوانمردی کی

تعریف کی اور بہت سا عذر کیا حاتم نے ایک دن آرام کر کے حمام کیا اور نئے کپڑے پہنکر حسن بانو کے پاس گیا دربانون نے خبر کی اوسنے اوسیطور سے پردہ کے اندر بلا لیا

جانا حاتم کا پاس بادشاہ ماہ یار سلیمانی کے واسطے لینے موتی برابر انڈے مرغابی کے



اور کرسی جواہر نگار پر بٹھایا حاتم نے کہا صاحب چھٹا سوال کیا ہے اوسکو بھی کہو تاکہ مین پورا کرون کہا کہ ایک موتی میرے پاس ہے اسکے برابر کا دوسرا لادے حاتم بولا مین اوسے ذرا دیکھ لون او سنے منگوا کر

آسے دکھا دیا حاتم نے کہا مین چاہتا ہون کہ مجھکو اسکے نمونہ کا حوالہ کرے جسکے برابر کا تلاش کرون حسن بانو نے
ایک موتی چاندی کا اوسیقدر منگوا کر حاتم کو دیا اوسکو لیکر مہمانسرا مین آیا اور منیر شامی کو دکھا کر کہنے لگا کہ حسن بانو
اب اتنا بڑا موتی مانگتی ہے مینے ایسا بڑا موتی اپنی تمام عمر نہین دیکھا خدا جانے کسی دریا مین کہان پیدا
ہوتا ہے منیر شامی نے کہا بھائی جس جگہ ایسا موتی پیدا ہوتا ہے پہلے اس مقام کو تحقیق کر تب جا حاتم نے
کہا کہ پوچھنا کچھہ ضرور نہین مجھکو میرا خدا وہان پہنچا دیگا جس نے اتنی مشکلین آسان کی ہین وہ
اسے بھی آسان کریگا یقین ہے کہ اوس دریا پر پہونچونگا اور ایسا موتی لاؤنگا منیر شامی
نے اس بات پر بہت آفرین کی اور کہا چند روز آرام کرو ناچار حاتم نے کہا بھائی آخر
یہہ کام ہمارے تئین کرنا ہے پھر دیر ہی لگائی کیا ضرور ہے آخر حاتم منیر شامی سے
رخصت ہوکر ویسے ہی موتی کی تلاش مین روانہ ہوا جب حاتم شاہ آباد سے

چھٹا سوال حاتم کے جانیکا اور مرغابی کے انڈے کے برابر موتی لانے کا

پانچ چھہ کوس جا کر ایک پتھر پر سر زانو پر ٹیکہ کیا اور دلمین متفکر ہوا کہ ایسا موتی کہان ملیگا مگر شام ہو گئی ایک
جانور کا ناطقہ سفید رنگی کہ جسکے بسیرے کا مقام دریاے قہرمان کے کنارے پر تھا قدرت
الٰہی سے وہان ایک درخت پر آبیٹھا مادہ بولی کہ ہمکو یہان کی آب و ہوا خوش نہین آتی ہے اگرچہ
یہان ہمارے کھانے پینے کی چیزین طرح طرح کی بہتر ہی ہین مگر یہان سے اوٹھ چلین نر نے کہا میرا
قصد تھا کہ چند روز اس جنگل مین رہین پر تیرے کہنے سے ابھی وہین چلونگا خاطر جمع رکھہ مادہ نے
ایک ساعت چپ ہو کر کہا وہ شخص کون ہے جو اس جنگل مین سوچتا ہے متفکر بیٹھا ہے نر بولا یہہ حاتم یمن کا شاہزادہ
ہے کہا کرے حق بجانب اسکے ہے جسقدر غمگین ہو بیجا نہین کیونکہ اسکو مرغابی کے انڈے کے برابر موتی
کی تلاش ہے اپنے لیے نہین بلکہ خدا کی راہ کے لئے ہے چنانچہ منیر شامی شاہزادہ حسن بانو پر عاشق
ہوا ہے اوسنے احوال اس سے کہا حاتم نے ترس کھا کر اوسکے واسطے غربت اختیار کی اور یہہ مصیبت
اپنے سر لی چنانچہ اوسکے پانچ سوال پورے کر چکا ہے اب چھٹے سوال کی باری ہے اور وہ ایسے موتی کا
لانا ہے یہہ بیچارہ اس درخت کے نیچے اسی سوچ مین بیٹھا ہے کہ کدھر جاؤن حقیقت میں بے دیکھی راہ کیونکر
چلے اگر تو کہے اوسکو بتا دون وہ بولی اس سے بہتر کیا جو انسان پر حیوان کا احسان ہو اور کہنے لگا
کہ اگلے زمانہ مین کتنے پرندے تیس برس کے بعد دریاے قہرمان کے کنارے پہ گئے تھے شمس شاہ

کے ہاتھ آگیا تھا ہرچند کہ وہ آگے سے مال جواہر بہت سا رکھتا تھا بلکہ اوسنے ایک شہر بھی بڑا بسایا تھا اب ویران پڑا
ہے اتفاقاً اوسی کا خزانہ حسن بانو کے ہاتھ آیا ہے وہ انڈا ابھی اوسمین تھا جو اوسی بابا القضب جب جہاہ قہرمانی
مر گیا اور اوسکا ملک کسی اور نے لیلیا اوسکی جورو حاملہ تھی وہ موتی محل سے لیکر بھاگ گئی اور ایک جنگل مین جا پڑی
پھر دن تھا کہ دریا کے کنارہ جا نکلی قضارا اوسوقت سعود سوداگر بھی کشتی پر سوار بیٹھا ہوا آنکلا اوس عورت نے
کشتی کو دیکھکر غل مچایا کہ مجھکو بھی بٹھالو سوداگر نے رحم کھاکر بٹھا لیا اور کل ماجرا دریافت کیا اوسنے تمام کیفیت بیان
کی سعود سوداگر اوسکو اپنی بیٹی بناکر شہر مین لے آیا اوسکے تھوڑے دنون مین لڑکا جنا اور اوسکا نام برزخ رکھا جب
وہ ہوشیار ہوا سعود سوداگر مرگیا اوسکی سرداری اوسکے لڑکے کو ملی اوسنے ایک مدت تک اوس مال و دولت سے
لاکھون سپاہی نوکر رکھے اور ہزارون گاؤن اپنے قبضہ مین کر لیے یہانتک کہ وہانکا بادشاہ مرگیا حضرت سلیمان بادشاہ
ہوئے تب اونہون نے کوہ قاف کے تمام نواحی اور دریائے قلزم اور قہرمان اور دریائے زرین و آتشین بلکہ جو کوہ
قاف سے متعلق تھا دیون اور پریون جادوگرون اور مردآزادون کے رہنے کو دیا چنانچہ وہ وہ جزیرہ اور شہر
اونہین قومون مین سے آباد ہین رفتہ رفتہ وہ موتی ہشام پری شرح کلاہ کے ہاتھ لگا تھا اب ماہیار سلیمانی
جو آدمی اور پری سے پیدا ہوا ہے اوسنے لیلیا ہے بالفعل اوسکی استقامت برزخ کے جزیرہ مین ہے وہ ایک
لڑکی نہایت حسین اور مہ جبین رکھتا ہے لیکن اوسکا بیاہ اس شرط پر ٹھہرا ہے کہ جو کوئی اس موتی کی پیدائش کا
حال ظاہر کریگا مین اوس لڑکی کو اوسکے ساتھ بیاہ دونگا یہ شہرہ سنکر اکثر اوس پریزاد کے پاس آئے پر کوئی اس
موتی کی پیدائش سے آگاہ نہ تھا جو بیان کرتا ہر ایک مایوس ہو کر پھر گیا اور ماہیار سلیمانی بڑا فاضل ہے اسکے سوا اوسوقت
کی کتابین اوسکے ہاتھ لگی ہین اوسنے اوسکو پڑھکر موتی کی پیدائش کا حال دریافت کیا ہے اور جانورون کو حضرت
سلیمان کے وقت سے حکم نہین جو کہین اڑنے دین اسلیئے موتی کا پیدا ہونا موقوف ہے بلکہ اسباب کے کہنے سے
مینے اس جوان کو خدا ترس اور ساعی جانکر مطلع کردیا بالضرور اپنی مراد کو پہونچیگا مادہ بولی کہ اوسکی رسائی
وہانتک کیونکر ہوگی اسلیئے کہ وہ سرحد دیون کے ملک کی ہے علاوہ اسکے صدہا آفتین راہ مین ہین نر بولا
کہ اوسکا پہنچنا تو بشرط حیات قدرت خدا سے دور نہین لیکن لازم ہے کہ تھوڑے سے ہمارے پر اپنے پاس رکھے
اسلیئے کہ جب کوہ قاف کی حد مین پہنچیگا تو ایک صحرائے عظیم ایسا ملیگا کہ اور جہور جسکا نہین چاہیئے کہ
اسمین داخل ہونے کے وقت پہاڑ سے لال پر جلا کر پانی مین گھولکر بدن پر ملے بیدھڑک چلا جاوے اوسکی
بو سے کوئی جانور گزند نہین پہنچائیگا اور دیو کی صورت ہو جائیگا جب اسکو طے کرکے برزخ کے جنگل مین پہنچیگا سفید
جلا کر پانی مین ملکر سر پر لگا لے اپنی صورت پر آجائیگا وہان لوگ اسکو پکڑ کر ماہیار سلیمانی کے پاس لیجائینگے پھر مطلب وس سے کہے اور
وہ جلا بھیجیگا کہ جو کوئی اس موتی کی کیفیت بیان کرے اوسکو مین اپنی بیٹی موتی سمیت دونگا بہتر ہے کہ اوسوقت کی

ماجرا کیوں نہ یاد رکھے کہ قبول نہ جاوے مجھکو نہیں کہا یار سلیمانی اپنے قول سے پھرے کیونکہ وہ وعدہ کا
سچا ہے مگر اپنی بیٹی کو بیاہ دیگا مادہ نے کہا بے بہار کیونکہ یا زہر کے اپنے پچھتا کتنے ہی گر پڑے
حاتم نے یہ سب سنکر نہایت خوش ہو کے پکارا کہ اے جانور تو نے کیونکر جانا کہ یہ شخص یہاں آیا ہے اور اتنی قصہ تو نے
کیونکر یاد رکھے ہیں اونسے کہا ہماری قوم میں جتنے ہیں تمام جہان کا احوال ابتدا سے انتہا تک جانتے ہیں اور وہ بات
جو آگے ہونہار ہے اسکو بھی جانتے ہیں سب جانور فریاد کرنے لگے کہ ہے کوئی خدا کا بندہ ہماری داد کو نہیں پہنچتا اس آواز
کو سنکر حاتم اپنے جی میں کہنے لگا اے حاتم تو بھی خدا کا بندہ ہے پس تجھکو لازم ہے کہ تو چلکر اس بات کا احوال پوچھے
اور مدد کرے یہ سوچ کر اوس طرف اوٹھکر قریب گیا کیا دیکھتا ہے کہ ایک لومڑی ہاتھ پانوں زمین پر مارتی ہے
اور چلاتی ہے اسکو اس حال میں دیکھکر حاتم نے نہایت دلسوزی سے پوچھا کہ تجھکو بندگان خدا میں سے کس سنگدل نے ستایا
ہے جو اسطرح بلبلاتی ہے لومڑی نے کہا اے جوان رحمت خدا کی تجھپر اور تیری ہمت اور دلاوری پر جو تو اس بیوقت
میں میرے پاس آیا اور احوال پوچھا حقیقت یہہ ہے کہ ایک صیاد میرے بچوں سمیت پکڑ لیگیا ہے میں اونکی جدائی میں
روتی ہوں اور پکارتی پھرتی ہوں ... ہر ایک طرف فریاد کرتی ہوں پر کوئی میری آہ و زاری نہیں سنتا مگر ایک
تو آیا ہے سو دیکھو کیا ہو کیونکہ تو انسان ہے اور میں حیوان ہوں حاتم بولا سچ کہا ہے کہ ہماری قوم میں انسان ایک
سے نہیں کتنے سنگدل اور بے رحم آزار کرنے ہیں بھی انسان ہوں لیکن تو سچ کہہ تیرے بچونکو کون شخص
لیگیا ہے لومڑی بولی یہاں سے ... ایک گانو ہے اوس میں ... رہتا ہے اوس کمبخت کا یہی کام ہے پر یہہ کچھہ
معلوم نہیں کہ ہم بیچاروں کو ... کیا فائدہ ہے یقین ہے کہ خدا کے غضب سے نہیں ڈرتا حاتم نے کہا ایذا دہندوں کو
مردم آزار ... اندیشہ ہے اونہوں نے اپنا پیشہ وہی اختیار کیا ہے لازم ہے کہ تو مجھے راہ بتادے تو میں تیری
خاوند کو جا کر بچوں سمیت چھڑا لاؤں لومڑی نے کہا اے جوان تیرے ساتھ چلوں مبادا تو اس سے
ڈرکے مجھے پکڑے تو میرا حال بھی اسی بندریا کا سا ہوگا حاتم نے کہا اوسکی داستان بیان کر لومڑی بولی
کہ ایک بندریا نے کسی جنگل میں جا کر ایک گڑھے میں بچے دیے اتفاقاً ایک صیاد جا نکلا اور اوس گڑھے میں
اپنے ... پاس بیٹھے تھے صیاد نے گھات سے پکڑا اور لیجا کر ایک دولتمند کے ہاتھ بیچ ڈالا ہر چند بندریا جانوروں
میں بڑی دانا اور ذو فنون تھی لیکن جس دن جو آگے آئے ہوشیاری کچھہ کام نہ آئی پکڑی گئی اوسکی صورت یہہ ہے کہ
وہ بندریا اپنے شوہر اور بچوں سے جدائی میں سر پٹکا کرتی اور روتی پھرتی تھی ایک دن لاچار ہو کر زمیندار کے پاس
فریاد کو گئی اوسنے ترس کھا کر کہا کہ اسکو کسنے ایذا دی ہے کسی نے کہا کہ اسکو فلانا ... بچوں سمیت ... پکڑ
لیگیا ہے اور فلانے جنگل میں رہتا ہے زمیندار نے کہا اے ... جا کر ... جلد چھڑا دے حکم کے بموجب
وہ شخص اودھر کو روانہ ہوا بندریا بھی ساتھ ہوئی جب وہ بندریا سمیت گانوں میں پہنچا

صیاد کے دروازہ پر جا پکارا ادہر وہین نکل یا بندر بے جانا کہ اسکے جال کو اوچھلکر پھاڑ ڈالی اتنے مین اس
دہقان نے دیوانخانے سے نکلکر کہا ای عزیز تو نے اسکے نر اور بچونکو کیا کیا اوسنے عرض کی خداوند کل کی بات ہے
کہ بیچارہ آپ ہی کے ہاتہہ بیچے ہین اگر اسکی بیکسی پر رحم کرتے ہو تو اسکے حوالہ کرو قیمت مجھسے پھیر لو
اوسنے کہا اب تو مین اُنسے اپنا جی بہلاتا ہون کیون دون کوئی تدبیر اور بتلا کہ جسسے اسکو بھی رکھون اور وہ
اپنے بچے پاس ہین صیاد نے مناسب یہی جانا کہ اسکو بھی پکڑ کر اونہین مین بند ہوا یعنی حاصل کلام یہہ کہ صیاد
کی ترغیب سے بندر کو بھی پکڑوا دیا جب دہقان نے سنا کہ وہ بھی پکڑے گئے اسکو کہلا بھیجا کہ تو بندر اور اسکے
بچونکو سمیت حاضر ہو وہ اون سبھونکو لئے ہوئے زمیندار کے پاس آیا اُسنے دیکھتے ہی بندر کے بچونکو پسند کیا کہ یہہ
یہان رہین نر اور مادہ کو تم لیجاؤ آخر بچون کی جدائی سے بندریا مر گئی نر اوسکے غم مین ہلاک ہوا ای جوان انسان
کی وفا کا یہی ہستی تو بھی تجہہ کو ہی اسی طرح یاور کرون شاید ایسا ہی سلوک تو مجھسے کرے ایک دریا مین ڈالدے
حاتم نے کہا اے لومڑی خاطر جمع رکہہ مین اون لوگون مین نہین ہون خدا کی قسم تجہسے بدسلوکی نکرونگا تو
بیخبر رہکے مجھکو پاس لگا تو تیرے بیچل کر مین اوس شخص سے تیرے خاوند اور بچونکو چھڑا دون اسبات کو سنکر
وہ خوش ہوئی اور اسکی بہت آفرین کرکے آگے ہوئی حاتم پیچھے پیچھے چل نکلا پہر رات گئی اوس گاؤنکے
قریب جا پہونچا حاتم نے کہا اب تو یہین کہین چھپ رہ مین بستی مین جاتا ہون صیاد کو ڈھونڈھ نکالتا
ہون وہ کسی جہاڑی مین دبکی بیٹھ رہی حاتم صبح تک یاد الٰہی مین مشغول رہا جونہین آفتاب نکلا اٹھکر صیاد
کے دروازہ پر آیا دستک دی وہ نکلکر پوچھنے لگا اے جوان تجہے مجھسے کیا کام ہے جو ایسا صبح ہی آیا ہے
تو پردیسی گاؤنکا نہین معلوم ہوتا حاتم نے کہا ای صیاد مجھے ایک ایسا آزار ہوا ہے کہ جسکا علاج مجھ
مسافر سے نہین ہوسکتا کیونکہ ایک حکیم نے بتایا ہے اگر تو لومڑیکا تازہ لہو اپنے بدن سے ملے تو ابہی
اچھا ہو جائے اسواسطے مین تیرے پاس آیا ہون کہ تو اکثر لومڑیونکو پکڑ ونکو شکار کرتا ہے اگر تیرے پاس
لومڑی کے بچے چار بچے ہون تو مجھے دے اور اونکی قیمت جو چاہے سو لے صیاد نے کہا کہ سات لومڑیان پکڑی ہین پر
جتنی درکار ہون اونکو پسند کر یہہ کہکر ساتون کو حاتم کے روبرو لے آیا اوسنے سات دینار دیکر ساتون کو لیا
اور جنگل مین لاکر چھوڑدیا بچے چھوٹتے ہی اپنی ماں کے پہلو سے جا لگے وہ اونکو پیار کرکے نر کے پاس جو آئی تو وہ بولا کہ
آج تیرے سر کا تاج ڈھلا جاتا ہے بہوک پیاس سے مرا جاتا ہے اگر اب علاج کرنا چاہتی ہین تو اغلب ہے کہ لہو اوسکے
بدن سے ملکر تو ابھی توانا ہو جائے حاتم بولا کہ مجھکو آدمی سمجھا کیا دشمنی ہے جو ان کیواسطے اوسے مارون اگر تجھکو
آدمی کا لہو درکار ہے تو کہہ کس جگہ کا چاہتی ہے ابھی حوالہ کرون اوسنے کہا کہین کا ہو گرم ہو حاتم نے چاقو نکالکر
بائین ہاتہہ کی ہفت اندام کھولی اور کہا ای روباہ جتنا لہو تجکو درکار ہو لے دوا [illegible] بچونکو اوسکے پاس لیگئی

اور کہا جسقدر اسکے منہ مین ڈالو گے عین مہربانی ہے حاتم نے اسکے کہنے کے موافق اپنا لہو پلایا کہ اوسکا
پیٹ بہر گیا تب حاتم نے ہاتھ پر پٹی باندہی اور کہا ای روباہ اب تو مجھسے راضی ہوئی لوڑی بچون سمیت
اوسکے پانو پر گر پڑی حاتم اوسکو دلاسا دیکر آگے بڑہا جب بہوک لگتی تہی جنگل کا میوہ کہا لیتا تہا اور پیاس
مین وہین کے ندی نالونکا پانی پی لیتا تہا ایک مدت کے بعد کسی جنگل مین پہونچا آفتاب کی تپش اسقدر
ہوئی کہ مارے پیاس کے بیتاب ہوگیا ہر طرف پانی ڈہونڈنے لگا ایک چشمہ برف سا سفید دور سے نظر آیا حاتم
اشتیاق سے بے اختیار اسکی طرف دوڑا جب نزدیک پہونچا کچھہ نہ دیکہا مگر ایک سانپ سفید گنڈلی مارے بیٹہا ہے
چاہتا تہا کہ پہر جاوے پر وہ بولا ای جوان مجھسے کیون پہر چلا تو یہان کس کام کیواسطے آیا حاتم نے جو اوسکو باتین
کرتے دیکہا گہبرا کر کہنے لگا ای بندہ خدا مین شدت سے پیاسا تہا دور سے تیری رنگ کی سفیدی پانی کیطرح نظر آئی
ادہر چلا آیا اب خدا کی قدرت کا تماشا دیکہکر پہر چلا سانپ نے کہا ای عزیز تجھکو یہان سب کچھہ میسر ہو جاویگا
خاطر جمع رکہہ القصہ سانپ روانہ ہوگیا اور حاتم بہی اپنے دل مین سوچتا تہا ہر چند کہ یہہ سانپ باتین کرتا ہے پر اسکے
ساتھہ جانا خوب نہین کیونکہ موذی ہے اتنے مین خیال آیا جو کچھہ تقدیر مین ہے وہی ہوگا چلنا چاہیے اوسنے بہی آہستہ آہستہ
قدم رکہنے لگا سانپ نے جو دیکہا کہ جانے مین آہستگی کرتا ہے کہا ای مرد خدا کچھہ وسواس نکر پانون اوٹہا حاتم
بے کہٹکے اوسکے ساتھہ روانہ ہوا آخر ایک گلزار جنت بہار مین جا پہونچا وہانکی فضا اوسکے جی مین اچہی
معلوم ہوئی نہایت باغ باغ ہوا کیونکہ اسطرح کا باغ کہین نہ دیکہا تہا مگر پریونکے ملک مین پہرا اودہر کی
سیر کرتا ہوا ایک مکان مین جا نکلا وہان فرش شاہانہ سراسر بچہا تہا اور حوض کے کنارے پر ایک مسند
پر تکلف لگی ہوئی تہی سانپ نے کہا یہان ذرا توقف کرو مین پہر آتا ہون یہہ کہکر حوض مین گر پڑا ایکدم کی بعد
کئی پریزاد سونے چاندی کے خوان زر و جواہر سے بہرے ہوئے اُس حوض سے نکلے حاتم نے پوچہا تم
کون ہو اونہون نے عرض کی ہم اوسکے خدمتگار ہین جو تمکو اپنے گہر لایا ہے یہہ قبول کرو اوسنے کہا یہہ
جواہر میرے کس کام کا ہے اتنے مین کئی پریزاد اسیطرح اور خوان میوہ جات سے بہرے لیکر نکلے حاتم نے
پوچہا اس مین کیا ہے اونہون نے دکہا کر کہا آپ کے لئے لائے ہین حاتم نے کہا بہت اچہا
مہمان حاضر ہے پر صاحب خانہ کہان ہین سانپ ایک جوان حسین بنا ہوا حوض سے
نکل آیا حاتم اور وہ مسند پر بیٹہے حاتم پوچہنے لگا اوسنے کہا بعد کہانا کہانے کے یہہ بہید
کہل جاویگا پہر دسترخوان پر کہانا چنوایا پریزادون نے اوسکے ہاتھہ دہلوائے دم کہانے مین
مشغول ہوئے پریزاد سب اپنے کامون مین لگ گئے حاتم کہانا کہاتا تہا اور جی مین کہتا تہا کہ مینے اس مزے کا
کبہی نہین کہایا تہا ہر چند شہر شہر اور ملک ملک اور جنگل جنگل پہرا لیکن ایسی مزے کا

کہا تا یہان کھایا ہے یا پری نوش لب کے ساتھہ کو ونڈا پر کھایا تھا اغلب ہے کہ یہہ قوم پریزاد
سے ہو جب خاصہ نوش کر چکے خواص عطر و پان مرصع لیکر آئے حاتم نے جو عطر ملا اوسکا دماغ
مہک گیا حیران ہوا کہ بار خدایا ایسی نعمتیں اور ایسی خوشبوئیں تو سوا اس قوم عطائی میں انسان کو
میسر نہیں بعد صاحب خانہ سے پوچھا پہلے تمہاری سانپ کی سی شکل تھی اب پری کی سی ہوئی اسکا
کیا سبب ہے وہ بولا اے جوان میں پری کی قوم سے ہون اور میرا نام شمس شاہ ہے ایکدن میں حضرت سلیمان
کے وقت میں اپنے باغ کی سیر کر رہا تھا یون خیال آیا کہ ملک انسان میں پہونچ جاؤن اور اونکو قتل کرکے
ملک چھین لون کیونکہ وہ ملک نہایت پاکیزہ اور آراستہ ہے یہہ سوچکر اپنے لشکر کو کہا کہ تمام فوج تیار رہے صبح کو
ایکبار ہم دھاوا کرینگے اتنے میں رات ہو گئی فراغت کرکے آرام کیا صبح کو جو اوٹھا اپنے تئین سانپ کی صورت پایا
تمام روز بیقراری سی گذری شام سے صبح تک جناب الہی میں توبہ کی بارے فضل الہی سے میری تمام فوج صورت
اصلی پر آگئی لیکن میں … بہت سی گریہ و زاری کی تب یہہ آواز آئی جو کوئی اپنے قول سے پھرتا ہے
اسکا یہی حال ہوتا ہے … صدا آئی کہ تجھے ایک رات … بہت عجز و زاری کی اور کہا
کہ اب ایسا دہیان نہ لاؤنگا … حکم ہوا کہ تھوڑے سے دن صبر کر پھر گریہ و زاری کی
اور عہد کیا کہ پھر ایسا خطرہ کبھی دل میں نہ لاؤنگا تب یہہ ندا آئی کہ ایکدن جوان طے منزل … آئیگا
اور تجھے دیکھے پھر اپنی صورت اصلی پر آجائیگا چاہیئے کہ تو اوسکی خدمت میں بدل مصروف رہنا کیونکہ جو وہ دعا
کریگا تب صورت اصلی پر آئیگا ورنہ پھر سانپ ہو جائیگا تب سے … برس تک تیرا منتظر اس جنگل میں تھا آج جانا کہ
تو ہی ہے اسلیے میں نے خدمت دل و جان کی تاکہ تو میرے حق میں دعا کرے حاتم نے پوچھا وہ قول کونسا تھا
جسکو … وہ بولا کہ ہماری قوم نے حضرت سلیمان سے اقرار کیا تھا کہ اگر ہمارے بعد ہم آدمی کو ایذا دیں یا اونکے ملک کا قصد
کریں تو خدا کا قہر ہمپر ہو اوس زمانے سے کسیکو ہماری قوم نے تکلیف نہیں دی ایکدن میرے دل میں یہہ خیال فاسد گذرا تھا
جسکی سزا یہہ پائی اب تیرے سامنے صدق دل سے توبہ کرتا ہون کہ پھر ایسا خیال فاسد بار دیگر ہرگز نہ
لاؤنگا میرا حق گواہ ہے حاتم نے اوٹھکر غسل کیا اور کپڑے پہنے اور پریزاد کے حق میں دعا کی اوسکی دعا
درگاہ الہی میں مستجاب ہوئی حاتم اگرچہ قوم ہنود میں ہو تھا پر خدا کو واحد جانتا تھا چنانچہ اکثر وقت اوس نے
اپنے اقربا سے کہا تھا کہ ہمارے قوم نے گمراہی میں راہ نکالی ہے خبردار تھوڑے سے دنون کے بعد پیغمبر آخرالزمان صلعم
پیدا ہونگے یہہ مذہب اونکا سب سے بہتر ہے وہ لوگو … ایمان لائینگے تم میرا سلام اونسے کہنا …
حق میں دعا کرین لوگون سے کہا ہم اسوقت تک … تو میرا سلام پہنچا دینا … ہماری اور تمہاری اولاد میں کوئی
پیدا ہوگا حاتم کہا میں خوب جانتا ہون کہ کوئی میری اولاد میں ایمان لائیگا اور میرا سلام اونسے پہنچا دیگا جب حضرت

کا زمانہ آیا حاتم کی اولاد میں ہوا ایک لڑکی بنی طے کی ساتھ ہند میں آئی تھی حضرت صلعم نے فرمایا جو کوئی ان میں سے
ایمان نہ لاوے اوسکی گردن مارو اوس لڑکی نے فریاد کی اے مومنو میرا سلام حضرت کی خدمت میں عرض کرو کہ یہ
لڑکی حاتم کی اولاد اسی گروہ میں سے ہے حضرت صلعم نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ وہ مرد سخی کی اولاد ہے لوگوں نے
کہا کہ جناب پیغمبر نے تجھکو آزاد کیا وہ لڑکی بولی حاتم کے خاندان کی مروت سے بعید ہے کہ آپکو چھڑایا اور اپنی قوم کو
ہلاکت میں ڈالی یہی بہتر ہے کہ جو انکا حال ہو سو میرا حال ہو لوگوں نے عرض کی کہ حضرت وہ اپنی قوم سے جدا نہیں ہوتی
سرور کونین نے فرمایا حاتم مرد سخی تھا اسکو آزاد کیا جب اوس لڑکی نے اپنی قوم سمیت رہائی پائی حاتم کی وصیت
یاد آئی اور کہا مجھکو حضور عالی میں لیجا جب سبکی ساتھ وہان پہنچی آداب بجا لائی حاتم کا سلام عرض کیا اور مسلمان
ہوئی بلکہ ساری قوم اوس کی اسکے ساتھ ایمان لائی غرض حاتم کی دعا کا قبول ہونا اوس بیر زال کے حق میں اس
سبب سے کہ سرور انبیا صلعم ایکدن اوسکے حق میں عنایت کرینگے تب الا مر سب بیر زادے بیر زال آئے اور وہ بھی
اپنی اصلی صورت پر قائم رہا اوس نے حاتم سے پوچھا کہ صاحب آپ یہاں کسواسطے آئے ہیں اور کہاں جاینگے حاتم
نے کہا کہ میں شاہ آباد سے آیا ہوں اور سرخ سوداگر کے جزیرہ کو جاؤنگا کہ وہ جو ایک موتی جو بطور
تحفہ کے لایا تھا دکھایا ہے سکندر شمس شاہ نے کہا سچ ہے اسکے جوڑے کا موتی جو اعلیٰ ہے اوس جزیرہ کا بادشاہ
کے پاس ہے لیکن اوس جزیرہ کی ہے جو کوئی اوسکی پیدائش کا حال بیان کرے اپنی بیٹی سمیت اوسکے حوالہ
کرونگا لیکن وہاں پہنچ سکنا کہ رستہ میں بہت سی آفتیں ہیں حاتم نے کہا خدا نگہبان ہے بادشاہ
نے فرمایا اس طرح نہ کہیں ایسے بیر زادے ہیں کہ ساتھ کر دونگا وہ تیرے مددگار رہینگے یہ کہکر بیر زادوں کو ارشاد
کیا کہ عزیزو اسکے طفیل سے تمنے ایک بلا عظیم سے نجات پائی ہے تم اس مہم میں اسکا ساتھ دو اونہوں نے
کہا ہم جان و دل سے حاضر ہیں جو حضور سے حکم ہوگا بجا لاوینگے بادشاہ نے کہا کہ تم اسکو جزیرہ سرخ میں پہنچا دو
اونہوں نے تامل کیا بعد عرض کی کہ اوس جزیرہ میں پہنچنا مشکل ہے کیونکہ ایسے دیو راستہ میں ہیں جو کہیں جیتا نہ
چھوڑینگے اگر جہان پناہ بھی ادھر کا قصد کرین تو بھی لڑائی ہوگی مگر ہم لوگوں سے سر انجام نہ ہوگا شاہ نے فرمایا کہ
اسکے ان کا احسان ہر بات ہے اوس بات کو سنکر بیر زادوں نے ہمت باندھ کر بولے کہ جو آپکے اقبال سے ہم پہنچا دینگے
جو راہ میں خلل واقع ہو تو جہان پناہ مدد کریں بادشاہ نے اس بات کو قبول کیا تب وہ ایک اوڑن کھٹولا حاتم کو اوسپر
بٹھایا اور رخصت ہوکے چاروں پایہ اوڑن کھٹولے کا پکڑ کے اس تیزی سے آسمان کی طرف روانہ ہوئے پر اتنے چلے جو
دن بھیگا تو بیر زادوں نے بہت سی اوڑن کھٹولا اوتارا اور کہا کہ تین دن گذر چکے ہیں کہا ... کہ تھوڑی
دو گھڑی آرام کرین [illegible] ایسا سنکر حاتم نے بھی کہا بہت مناسب [illegible] ہوکر ادھر ادھر
[illegible] ایک حاتم کر اس کھڑا [illegible] کئی ہزار [illegible] آدمی [illegible]

بعد اسکے پریزاد کھڑے رہے دو چار ہزار دیو کشتوں کے گرد ہو گئے چھ سات ہزار غل مچانے لگے
کہ یہہ آدمی زاد کہاں سے آیا ہے وے پریزاد اونکو دیکھکر ڈرا چاہتا تھا کہ حاتم کو چھوڑ کر بھاگ جاوے کہ چار
دیو اس سے لڑنے لگے وہ تین کو اُسنے مارا آخر پکڑا گیا پھر وہ دیو اوس پریزاد سمیت حاتم کو اپنے گھر لے آئے
اور پوچھا کہ اس آدمی کو کہاں سے لایا ہے اور کہاں لئے جاتا ہے اُسنے کہا یہہ جوان یمنی شمس شاہ کا ایک
بڑا دوست تھا اسکو نہ ستاؤ نہیں تو خراب ہو گے اونہوں نے کہا بادشاہ تو ایک مدت سے غائب ہے اُسکا کچھہ
حال معلوم نہیں اب کہاں سے پیدا ہوا پریزاد نے تمام ماجرا بیان کیا دیووں کے سرداروں نے سمجھا لیا اور کہا اس
آدمی کو کنوئیں میں قید کرو دو رات کے وقت کھانے کے بعد کھاونگا اونہوں نے ویسی کیا چھہ دن پریزاد اونکو چھوڑ کر
قوت کی فکر میں گئی تھی اس درخت کے نیچے آکر کیا دیکھتے ہیں کہ وہ تین لاشیں دیووں کی پڑی ہیں نہ حاتم ہے
نہ وہ پریزاد نہایت حیران و پریشان ہو کر آپس میں کہنے لگا کہ یہہ دیو کس نے مارے ہیں اونہوں نے چاہا کہ کوئی ملکر
دیوان کشتوں کو اوٹھانے آئیگا اتنے میں جو غور سے دیکھا تو ایک سسکتا پایا اوسکے منہ میں تھوڑا پانی
چوایا آنکھیں کھولدیں تب اونہوں نے پوچھا تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا میں مقرنس کے دیووں میں سے ایک پریزاد کے ہاتھ
سے میرا یہہ حال پہنچا ہے پریزاد وسکو بھی ایک آدمی سمیت دیو پکڑ کر اپنے ملک میں لے گئے بادشاہ کی دادگاہ
میں داد چاہی اُسنے کہا دیکھو تو اوسنے کس پر ظلم کیا ہے اور وہ جوان یمنی جسکے ساتھ وہ گئے تھے وہ کہاں
ہے اونہوں نے آداب بجا لا کر عرض کی جہاں پناہ ہم دو تین رات دن جو ہم چلے تھے نہایت بھوک پیاس سے
ماندگی نے غلبہ کیا اس سبب سے آدمی زاد کو ایک درخت کے نیچے بٹھایا اور ایک پریزاد کو اوسپر چھوڑ کر قوت
کی تلاش میں گئے ایک آن کے بعد آکر جو دیکھا تو نہ پایا مگر کئی دیو کشتہ دیکھے حیران ہوئے کہ انکا احوال
کس سے پوچھیں اتنے میں اس دیو کو جو تامل سے دیکھا تو ادھموا پایا اسکے منہ میں تھوڑا سا پانی ٹپکایا
بارے یہہ ہوشیار ہو کر اوٹھ بیٹھا اسکے ساتھی اونکو پکڑ کر اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے ہیں ہم بھی یہ سنکر حضور
میں چلے آئے آگے جو ارشاد ہو بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ہمارے روبرو لاؤ وہ سب لے آئے پھر
ارشاد کیا کہ مقرنس اب تک کیا جیتا ہے ہمیں بھول گیا اُسنے عرض کی کہ جہاں پناہ وہ ایک
مدت سے غایب تھے آج ان پریزادوں سے آپکے ظاہر ہونیکا حال معلوم ہوا لیکن مجھے اعتبار
نہ تھا اب جانا یہہ سچ ہے میں بادشاہ نہایت پر غضب ہوا اور تین ہزار پریزاد لشکر اُسکے ملک میں
دوڑایا اور کئی جاسوسوں کو کہا کہ مقرنس کی خبر لاؤ وہ کہاں ہے وہ سنتے ہی ایکدم میں کے بعد عرض
کرنے لگے فلاں جنگل میں شکار کھیلتا ہے بادشاہ سر پر جا پہونچا بہت سے دیووں کو مارا آخر
مقرنس کئی ہمراہیوں سمیت گرفتار ہو کر حضور میں آیا بادشاہ نے فرمایا اے کافر تو ہمکو بھول گیا یہ نجانا اگر اوسکے ملاقہ

سنکر اونکو پکڑ کے قید کرونگا تو بادشاہ کب جیتا چھوڑیگا اب خیر اسمین ہے کہ اوس آدمی کو جلد حاضر کرو وہ بولا کہ آدمی کو کب دیو جیتا چھوڑتا ہے بادشاہ نے طیش کہا کر کہا اے روسیاہ حضرت سلیمانؑ نے تمکو منع کیا تھا کہ نہ ستانا اور یہہ قول نہین دیا تھا کہ ہم اونکو ایذا نہ دینگے اور کہا دینگے دیو نے کہا وہ بات حضرت سلیمانؑ کی ساتھ گئی بادشاہ مارے غصے کے کانپنے لگا اور کہا جلد لکڑیون کا انبار لگاؤ اور اس کافر کو ہمراہیون سمیت جلا دو مقرنش نے جب دیکھا کہ اب کچھ بس نہین چلتا اور یہہ بغیر جلائے نہین رہتا کسیطرح بالفعل اسکے ہاتھ سے چھوٹئے پھر آگے سمجھ لینگے پھر وہ سوچ مین تھا کہ بادشاہ کہنے لگا ظالم اس آدمی کیساتھ مجھے نہایت الفت ہے جو اسکو صحیح و سلامت میرے حوالہ کرے تو میری تیری کچھ کدورت نہین کسیطرح کا تو اپنے جی مین اندیشہ نکر ورنہ الاجان سے مارونگا مقرنش نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہائی تب وہین حاتم کو پریزاد سمیت حاضر کردیا شمس بادشاہ نے کہا ہمارے نزدیک اس ملعون مقرنش کے تئین چھوڑنا مناسب نہین جلد اسکو انبار مین رکھکر جلاؤ یہہ سنتے ہی مقرنش کو دیوون سمیت آگ مین جلا دیا وہ پکارا کیون صاحب تمنے قول کیا کیا تھا بادشاہ نے فرمایا اے دغاباز ہر گاہ تو قول دیکے پہر گیا خدا سے نہ ڈرا اگر ہمنے تجھسے بد عہدی کی تو کیا تعجب ہے اسکے سوا تو فتنہ انگیز ہے تیرا جلانا بہتر ہے حاصل کلام یہہ کہ دیوون سمیت جلا دیا اور چھوٹے بہائیکو وہان متعین کرکے فرمایا کہ تم اس ملک سے خبردار رہو پہر حاتم سے پوچھا اب آپکا ارادہ کیا ہے اوسنے کہا وہی جو مینے پہلے کہا تھا بار بار کہنے سے کیا فائدہ جسطرح ہوسکے مجکو اوس جزیرہ مین جانا اور اس موتی کو لانا تب بادشاہ نے اپنے لوگونکو فرمایا کہ اے عزیزو تم مین جو کوئی دیرینہ سال بوڑھا ہو اسکے ساتھ جاوے اور وہان پہونچا آوے یہہ سنکر چار پیرزاد اسی عمر اور وضع کے اوٹھ کھڑے ہوے کہ یہہ خدمت ہمارے ذمہ ہے اسبات کو سنکر بادشاہ نے نہایت مہربانی فرمائی اور حاتم کے ساتھ رخصت کیا وہ سب اوڑن کھٹولے پر اوڑے راتدن چلے جاتے تھے جب بہت بھوکے پیاسے ہوتے تھے تو محفوظ جگہ کہین دیکھکر اوتر پڑتے تھے کچھ کہا پی لیتے تھے اسی صورت سے پندرہ روز تک برابر چلے جاتے تھے سولہوین دن پہاڑ پر جا اوترے وہان شہزادہ طوبان نے ایک پریزاد خوشرو پریرخ کی بیٹی پر عاشق ہوکر اپنا مسکن کیا تھا اور اوسکے فراق مین ڈاڑین مار کر روتا تھا اتفاقاً اوسکی آواز سنتے ہی حاتم بے اختیار ہوکر پوچھنے لگا اے عزیز اس درد سے کیون روتا ہے اور اسجگہ اس حالت اضطراری مین کیا گریہ وزاری کرنیکا سبب ہے کہ جس سننے والے کے ہاتھ سے ہوش و حواس باختہ ہوتے ہین اوسنے آنکھ اوٹھا کر دیکھا کہ ایک آدمی نہایت حسین خوبصورت کھڑا ہے بولا اے شخص تو یہان کہان سے آیا حاتم نے کہا مین آدمی ہون اور نہایت تکلیف اوٹھا کر مرغابی کے انڈے کے برابر ایک موتی ڈھونڈھتا ہوا آیا ہون کیونکہ مینے تمام جہان مین اسکی تلاش کی

پر کہیں موتی کا پتا نملا آخر بقدرت خدا کے مجھکو معلوم ہوا کہ موتی جزیرہ برزخ کے بادشاہ ماہر و پری شاہ کے
پاس ہے اسیلئے اونکو سنکر وہ شخص پڑا اور کہا اے شخص یہہ امر محال ہے اسلیئے وہ اونکا بادشاہ کچھہ سوال کرتا اور ہر ایک سے پوچھتا کوئی
ہوسکا جواب نہیں دیسکتا بلکہ ہم عہد برا نہیں ہوسکتے اور تو تو آدمزاد ہے حاتم نے کہا خدا قادر ہے تو اپنی حقیقت کہہ کس حال سے
کیون پڑا ہے پریزاد نے کہا کہ اس جزیرہ کی بادشاہ کی بیٹی پر عاشق ہوں اور میرا نام شاہزادہ قہر آور ہے ایک دن میں
مجلس میں بیٹھا تھا کسینے اوسکی حسن کی تعریف کی میں بیخود ہوگیا پہر اوس کی گر سنا کہ اوسکے سامنے گیا اور پوچھا کہ یہہ
موتی کس دریا کا ہے مجھسے اوسکی پیدایش بیان کر نہیں بنی لاعلمی ہے اونکی وحشت کہا اسی باہر نکلو دوا اوسکو وہ آفت جان و رہا نگر دیوان
کو بھی پر چلو و گرنہ میری نگاہ اوسپر جا پڑی تیم بسمل آگہی ہو رہا تھا مریگیا جب سے دیکھا کچھہ تدبیر نہیں علاج اسکا بجز اسکے نہیں یا
غیرت کے مارے اپنے ملک میں لگیا اب تمام دن گریہ و زاری و رات اختر شماری میں کٹتی ہے شب ہجران جان ہی نہیں ملاقات ہونی ہے تب
حاتم نے سنکر کہا اے شاہزادے صبر کر اگر وہ موتی ملیگا تو موتی والی تجھے ملیگی پریزاد نے اوس موتی کی پیدایش سے آگاہ ہوں تو یہہ کہیگا کہ
میں نے کسطرح اوسکا احوال بیان کیا ہوں پریزاد نے کہا کہ مجھہ باور نہیں آتا تب پکار کر حاتم بولا وہ کوہ صد [illegible] نہیں ہے اور وہ
جزیرہ بھی آگے آدمیونکے آباد اور تصرف میں تھا اٹھ میرے ساتھ چل پریزاد نے یہہ بات سنکر حاتم کو کچھہ سمجھا اٹھا اور بیٹھ کے ساتھ
ہو لیا تب حاتم نے اون چار پریزادوں سے پوچھا کہ تم میں اتنا زور ہے کہ ہم دونوں کو اس کھٹولے پر بٹھاکر لیجاؤ وہ بولے اگر ہم ایسے
چاہیں تو بھی لیجائیں مطلق نہ گھبرائیں یہہ سنکر وہ دونوں کھٹولے پر جا بیٹھے وہ پریزاد لے اڑے راہ میں جہاکال کا ایک
کا باغ تھا جو ان کا گذر ادھر سے ہوا وہ بیٹھا سیر کرتا تھا اوسکی نگاہ اوسپر جا پڑی کہ دیووں کو حکم ہوا وہ کھٹولے سمیت
ان پریزادوں کو میرے پاس لے آؤ اوسی وقت جہاکال کے پاس لے آئے اوسنے پریزادوں سے پوچھا کہ آدمی کو کہاں لائے ہو اور کہاں
لیے جاتے ہو انہوں نے کہا شمس شاہ بادشاہ کے ملک سے آتے ہیں وہ بولا کہ وہ ملک مدت سے غائب ہے اور اسکا مالک پریوں کے آباد ہے
پریزادوں نے کہا سچ ہے لیکن اس آدمی کی دعا سے وہ اپنی صورت اصلی پر آیا ہم سب بھی نیچے پر وبال ہے مدت سے ہو دیکھا اب جہاں
جاتا ہے ہو وہ جزیرہ برزخ کو پہر اوسنے پوچھا کہ یہہ پریزاد کون ہے مہر آور آپ ہی بولا تو مجھے بھول گیا میں مہر بادشاہ
مہر آور کا بیٹا ہوں اوس نے کہا اے شاہزادے تجھکو آدمی سے کیا کام ہے اپنی راہ لے میں تجھے کچھہ نہیں کہہ
سکتا کیونکہ تو حضرت سلیمان کے پریزاد کی اولاد سے ہے یہہ کہکر حاتم کو کھٹولے سے کہینچ لیا مہر آور
بولا اے دیو حضرت سلیمان سے جو قول کیا تھا بھول گیا اوسنے جواب دیا اب کہاں ہے یا جو ہم
اسیر ہیں اسکو تیہ چھوڑ دن لگا نہ ساہ ناکر دونگا مہر آور نے دیکھا کہ دیو آدمی کو دیکھ کر
بھول گیا ہے اسکو فریب دیا چاہیے بولا اے جہاکال اس آدمی کے کہانے سے کیا فایدہ میں
آدمی تجھکو دونگا جو میرے قول پر رہیگا اور اس آدمی کو میرے حوالے کریگا کیونکہ یہہ میرا
کام اس سبب سے سر انجام ہوگا دیو نے کہا اے شاہزادہ میں تیرے خاندان سے [illegible] کرتا ہوں سکے میرے

پاس چھوڑ جا اور جو کہتا ہے اوسے کر دکھا تو مین اوسکو تیرے حوالہ کرون شاہزادے نے دیکھا کہ کچھ علاج
نہین ہو سکتا ناچار ہو کر کہا کہ یہ آدمی میرا ہمراہ تھا ہر جا بیکو اوسکو کسی جگہ بچا رکھ اگر اسکو کچھ بھی ایذا
پہنچے گی تو مجھے ملیگا اوسنے کہا جو کان اسکو پسند ہے وہین چھوڑ جاؤ غرض ایک باغ کو پسند کرکے اوسمین
چھوڑا اور اوس سے کہا کہ تو ابھی دیوون سے کہدے کہ اسکی نگہبانی بخوبی کرین وہ مین آدمی تیرے ہو دامنگے اپنی
جان وہ بولا بہت بہتر آخر شاہزادہ اون چارون پریزاد سمیت کسی جنگل مین آیا اور ایک کو مین سمجھ مشورہ
کرنے لگا اگر اپنے ملک مین جا کر فوج مین لاؤن تو دیر لگے گی وعدہ ٹل جائیگا وہ بولے اونسے بہتر ایک اپنی مہم کا
صلاح یہ ہے کہ گھات مین لگے رہین جب دیوونکو غافل پاوین اوسکو لیکر جدا ہو جاوین اغلب ہے کہ صبح ہوتے ہی
ساتھ شہر کو سیر نکل جا مین لگے پھر ہمین کون پاسکیگا ان پریزادون نے اس مصلحت کو پسند کیا اور گھات مین
ایکطرف لگے رہے چونکہ دیوون نے ہمین کہا پریزاد آدمی تیرا کہین لیجائینگے اور نہ اوسکے پرین جو آپ سے
اڑ جائیگا اس گمان مین کئی اونمین سے شکار کیواسطے گئے تھے چنانچہ گھٹی ہی چرندے و پرند مار کر لے
آئے آخر اونکو بہونکر سب نے کھایا اور شراب غفلت سے مست ہو کر آدھی رات گئے باغ کے دروازہ مین
قفل دیکر پاؤن پھیلا کر سو رہے پھر کوئی سمجھا کہ پھر آدھی رات بعد فرشتے لئے جان کی گھات مین ہو رہا
القصہ دیو غافل پا کر حاتم کو کہتو لے سمیت آسمان کی طرف ہوا ہو سورج نکلتے نکلتے پانچ سو کوس پر
نکل گئے جب دن چڑھا ایک محفوظ جگہ دیکھکر اوتر پڑے کچھ ناشتا کرکے سو رہے دیوونکو اسبات کی خبر نہ تھی کہ قیدی
کو کون لیگیا اسنے خاطر جمع سے بیٹھے چوکی دیا کئے اور راتدن چلا کئے جہان خوب جگہ ٹھہرتے وہان دم لیتے
جب وعدہ گذر گیا مہاکال اوٹھا وہ پریزاد جس آدمی کو چھوڑ گئے تھے پیسے آ موجود نہین دیو باغ مین آئے اور جب
اسکو نہ پایا مہاکال کو خبر دی وہ غصہ ہو کر اوس باغ مین آیا دیوون نے جھنجھلا کر کہا ہم سمجھے ہم مقرر تم ہی نے اسکو کہا یا
دیکھ کیا مفرور چلپا ہون یہ کہکر دیوونکو قید کیا اور خوب مارا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی قسم کہا کر غصہ کی کہ تم
اوسے پاتے تمہی نہین لگا پا کہا تاتو اکیطرف فرمایا جھوٹے ہو جی بہ تو نہین اوسکو جب وہ پریزاد حاتم سمیت دریا ٹہرا دام پہر
لے گئے مہاکال کا دیو بھی اوسکے جزیرہ مین گیا ایک تہا جا کر پریزاد جاتا تھا کہ حاتم کا ہاتھ پکڑ ہوا پیرا وڑ الیجاوے
اوسکو تو پھر اور ایک ایسی تلوار ماری کہ دو ٹکڑا ہو کر الگ ہو گیا اوسنے کہا کہ ابھی اس پریزاد کے دیوونکو خبردار کرتا ہون کہ
اوسکو لئے جاتی ہین دیکھو کیسا بدلہ لیتا ہون پھر اور یہ سنکر کہا تو کون ہے وہ کار یہی وا آیا اور دیو بولا مہاکال کے دیوون مین
سے وہ فرمایا جا اپنے مہاکال سے کہہ کہ مین آدمی اوسکو لئے جاتا ہون خبردار رہ اگر اوسنے پیچھا کیا تو تیرے شہر کو تاخت و
تاراج کرونگا یہ سنکر وہ دیو ہوا ہو گیا پھر اسکو بھی پریزاد بدستور لے اوڑے اتنے مین ایک جنگل کے قریب جا پہنچے اور حاتم نے کہا
کام ہو گیا اگر چاہو نہین سکتی ہو تو رخصت کرو پھر اور بولا اے جوان مین تیرا ساتھ ہر گز نہ چھوڑونگا حاتم نے کسو ٹلے سے

برہمن
لشتہ
دوبارہ
فرمائش
مہر اعظم

اوترکر جاؤ دونکو رخصت کیا اور کہا کہ مجھکو یہہ منظور نہین جو میرے باعث سے یہہ ایذا پہونچی بلکہ اتنا دریافت کیا چاہتا
ہون کہ اس جنگل سے گذر کیونکر ہوگا اونہون نے کہا آگے تو پریزاد بھی ادس طرف نہ جا سکتے تھے کیونکہ دیو انکو ستاتے تھے
بلکہ جان کے خواہان ہوتے تھے چنانچہ ایکدن پریزاد جمع ہوکر دیوؤن سے لڑے طرفین سے ہزارون مارے گئے مگر وہ آزار
اٹھانے والے دیو بہت ہین حاتم نے کہا اگر مین دیوونکے اس جنگل سے چلون تو کیونکر راہ طی کرون مہرآور بولا
مین تمام دن ہوا مین اڑونگا رات کو جہان تم اوترینگے مین بھی اوترونگا تب حاتم نے لال پری جانور کا
نکالکر جلایا اور پانی مین اوسکی راکھ گھولکر اپنے بدن پر ملی وہین دیو کی صورت ہوگیا جنگل کے چرند اور پرند بھاگنے
لگے غرض تمام دن چلتا شام کو رہتا وہین مہرآور بھی آملتا ایکدن مہرآور نے پوچھا اے حاتم یہہ کس جانور کی راکھ ہے مین
اوسنے کہا جسنے اوس موتی کی پیدا ہونے کی حقیقت اور جس صورت سے ایک موتی ماہیار کے ہاتھ لگا تھا اوسکی کیفیت
سنی گئی تھی اوسکی ہی اے مہرآور جب مین شاہ آباد سے نکلا نہایت متفکر تھا ناگاہ ایک درخت کے نیچے ٹہیر کر سر نیوڑہائے بیٹھ گیا کہ
ایک جوڑا خوش رنگ جانورونکا اس درخت پر آبیٹھا وہ نر بولا تو اس جنگل کی آب وہوا کو اپنی نر کے سامنے
بیان کہا پھر دریائے قہرمان کا ماجرا بیان کرکے میرا احوال پوچھا کہ یہہ کون ہے اوسنے میری سرگذشت اور موتیونکی
پیدائش کی صورت اور اونکے پیدا ہونیکی مدت جسکی یہہ انڈے ہین بیان کی اور میرا بنا بیروٹی اور تفصیل
احوال ماہیار سلیمانی کی روبرو کہونگا تو مین لیجیو لیکن اصل سارا ماجرا اسلیئے نہ کہا کہ مبادا آگی جلا جاوے
اپنا کام کرنے مین محروم رہجاونگا غرض مہرآور سکے اتنے احوال سے خاطر جمع ہوگئی کہ میرا کام بھی اسکی بدولت
ہوگا اسکے بعد حاتم تو آگے چلا اور مہرآور آسمان کیطرف اوڑا غرض رانکو تو ایک جا ہوتی اور دن کو اپنی طور پر
رہ طے کرتے ایک رات کا ذکر ہے دو لوخوش فضا جگہہ مین سو رہے تھے کہ ملوک ساز کی دیوونمین کا ایک
دیو آ پہنچا اوسنے دیکھا کہ ایک دیو اور ایک پریزاد پاس سوتے ہین اوسنے جاکر اور دیوون سے خبر کی جب وہ
آئے دیکھکر آپسمین کہنے لگے کہ اسکو اپنے بادشاہ کے پاس لیجانا چاہیے اتنے مین ایک نے کہا کیا ضرور ہے
ہمارے ستنین ہین اور نہ انہون نے کچھ تقصیر کی اور کسی بیروی مین کسیکام کو جاتے ہین انکا وقت دیکھکر سوتے
ہین لیکن پریزاد تو اتنے مین جاگتا تھا انکی باتین سنین دیوؤن نے کہا انکو جگا کر پوچھو شاید برزخ کی پریون میں ہو
ایک دیو نے کہا اگر وہین کے ہین تو تمہین کیا دوسرے نے کہا کہ بادشاہ ملوک کہتا تھا کہ بہت دنسے پریون
برزخ کی خبر نہین مگر مجھی اسکا ڈر نہین جو ایسی بات کہتا ہے اگر کوئی بات جا کر بادشاہ سے کہدے کہ سرحد مین
سے ایک دیو اور ایک پریزاد سوتے تھے اور بادشاہ تسے کہے کہ تمنے حضور مین خبر نہ پہنچائی کیا
حال ہوگا آخر دونونکو جگا دیا حاتم نے کہا کہ ایک آدمی برزخ کے جزیرہ کو جاتا ہے اوسکی رہنمائی
سے شمس بادشاہ نے مقرنس کو تو جلا دیا اور اوسکا ملک چھین لیا ہم اوسکو تلاش کرتے

بادشاہ کے پاس لیجا ینگے دیوؤن نے پھر پوچھا کہ یہہ پریزاد کس پر دیکھا ہے حاتم نے کہا بردہ
طوفان کا ہے یہی خبر لینے جاتا ہے کہ شمس بادشاہ پیدا ہوا اور مقرلنس کو مار کر اوسنے اوسکا ملک چھین
لیا ہے یہہ سنکر وہ بولی تم آرام کرو ہم اوسے ڈھونڈنے جاتے ہین غرض آگے اور راستہ بتا کر آپ اپنی ابتدا پر
دریا پر پہونچی مہرآور نے کہا دریائی قہرمان یہی ہے حاتم نے دیکھا اوسکا ادہر کا کنارہ نظر نہین آتا موجین
آسمان کو پہنچ رہی ہین اور آبی جانور کناری پر لوٹ رہے ہین اور ہزارون پرندے رنگ برنگ کے پہاڑون اور ٹیلون پر
کلیلین کر رہے ہین یہہ قدرت الٰہی کا ادہی قائل ہو پھر کہا اگر مہرآور سوچنے لگا کہ بھائی ایسے دریا پایاب کیونکر ہو مگر مہرآور
بولا تجھسے تیز پرندہ کی بھی مجال نہین کہ سات روز مین اسکے کنارے پر پہونچے چنانچہ مین پریزاد ہوکے نہین اوڑسکتا
حاتم نے کہا کچھ ہم نہین برزخ کی جزیرہ مین جانا ہے مہرآور بولا اگر چند روز یہان ٹھیرو تو پار اوترنے کی تدبیر کرون
حاتم نے کہا اچھا مہرآور بولا کہ یہان سے کئی کوس پر ایک میدان ہے وہانکی بادشاہت شمسان بادشاہ کرتا ہے اوسکے
پاس بہت عمدہ دریائی گھوڑے تیز رفتار ہین حاتم اور مہرآور ایک ... کے بعد وہان پر پہونچا
اور بادشاہ سے ملا بادشاہ نے اوسکے آنیکی کیفیت دریافت کی مہرآور نے کہا مجھکو گھوڑونکی ضرورت ہے
اگر مرحمت فرمائے تو مین توجہ سے بہرہ بولا کہ تم کہانسے آئے ہو کہا بردہ طوفان کے بادشاہ بولا مین تجھے جانتا
ہون اغلب ہے کہ مہرآور لعمان کا شہزادہ ہے تمہارا آنیکا کیا سبب ہے اوسنے کہا سچ کہتے ہو لیکن مین ایک بلا مین
گرفتار ہون اسلئے مین جزیرہ ہوں تیں مدد کرو تمہارا احسان تمام عمر بہرہ نہ ہو لونگا شمسان اوٹھکر لیکر ... اور اپنے
شہ طبیلہ مین آیا اور کہا سب گھوڑے حاضر ہین قصہ مختصر دو گھوڑے چالاک ... مہرآور کی حوالہ کئے شہزادہ
گھوڑون سمیت طرفۃ العین مین آ پہونچا اور کہا اوٹھو جلد سوار ہو حاتم وہین ایک گھوڑے پر چڑھ بیٹھا ...
پر مہرآور سوار ہوکر کہنے لگا خبردار اسکی باگ چھوڑنا اوتھامے رکھنا یکایک ... آن پہونچا اور وہ دونو کیا کہ
ہوا ہو گئے کئی دن کے بعد بھوک پیاس کی شدت ہوئی پریزادے نے کہا میرے پاس تھوڑا سا میوہ
اور ایک صراحی پانی موجود ہے جا ہو کہا پی لو حاتم نے لیکر دو چار دانے میوہ کے کہا لے اور پانی پیا قدرے
توانائی آئی پھر سنبل بیٹھا چند روز کے بعد کنارہ نظر آیا پریزاد نے کہا بھائی اب باگ ڈالدو گھوڑے
زمین پر اوتر پڑے حاتم نے کہا اے مہرآور ہمنے سنا ہے کہ جزیرہ برزخ درمیان ہے وہ بولا اس جزیرہ کو
تم سمجھو کہ دریا سے پار ہوگئے یہہ بھی تابو ہے کئے جزیرہ اسی مین آباد ہین حاتم نے کہا وہ شہر یہان سے کچھہ
دور ہوگا وہ بولا دس روز کی راہ پر اسنے کہا توقف کیا مہرآور نے کہا ایک بات کہون اگر تم مانو بولا بسر و چشم
فرمائے تب مہرآور نے کہا میرا ملک یہان سے نزدیک ہے چاہتا ہون کہ جا کر لشکر لے آؤن تا ہم تم گرد سے شہر
مین داخل ہون حاتم نے کہا العزیز ہم کچھہ ہمارے سلیمانی لئے لڑائی نہین آئی جو لشکر درکار ہو وہ بولا یہ مطلب نہین بلکہ ... سے

غربت مین پہنچیگے تو کسی پر وا ہے ہماری خبر گیری کریگا اور جب اس ٹھاٹ سے جاینگے تو ہماری ہیبت سے اسکا
احوال معلوم ہوگا تم گھبراتے نہیں مین ایک ہفتہ بہر مین آ پہنچتا ہون اوسنے کہا مین تمہارا ہون وہ بولا اگر ہفتہ بھر
کوئی بیابان اندر اوس بندہ نام کو نہیں حاتم نے کہا خدا حافظ پھر آدمی ہوا ہوگیا جب حاتم کی نظر سے غائب ہوگیا حاتم
نے سفید پر نکالا اور جلا کر اوسکی راکھ پانی مین گھولکر اپنے بدن پر ملی جیسا تھا ویسا ہوگیا پھر وہان سے لشکر
اٹھارہ بارہ سینگے شکار کر لایا اوسے صاف کرکے اچھے اچھے گوشت کے پارچے سیخ پر چڑھائے اور بھونکر کہانے لگا
اور پانی پیکر خدا کا شکر کیا اور اسیطرح کئی دن گذرے اثنار راہ مین ایک باغ کا دروازہ دکھائی دیا اسمین
اندر چلا گیا اور اوسکی سیر سے نہایت مسرور ہوا بلکہ وہین رہنا اختیار کیا گھوڑا ایسا وفادار تھا کہ دنکو جنگل مین
چکر لگاتا رات کو باغ مین آ جاتا اسیطرح ایک مہینہ گذرا اور شاہزادہ پھر آیا اور جب اپنے جزیرہ مین پہنچا پریزاد بھی انکو پانون پر
گر پڑے شہزادہ سبکو تسلی دیتا تھا اور کتنونکو گلے لگاکر اپنے باپ کے پاس گیا آداب بجا لا کر قدم بوس ہوا اونہون نے
چھاتی سے لگا کر احوال پوچھا کہ تو تو لشکر سمیت جزیرہ شطرنج کو گیا تھا پھر لشکر سے جدا ہوکر کس گوشہ مین
چھپا تھا کہ فوج ڈہونڈ ڈہونڈتے تھک گئی پھر اب لشکر حیران ہوکر واپس آیا عرض کی غلام نے
جو اپکا کہنا نہ مانا اسکی بہت پریشانی اُٹھائی برسون آوارہ مین کاٹی سچ تو یہ ہے کہ اپنے تن کی بھی خبر
نہ تھی خدا کسی کافر کو بھی یہ حالت نہ پہنچاوے بلکہ کسی بندہ کو یہ دکھ نہ دکھلاوے لیکن طالع مبارک سے ایک آدم زاد
حاتم نام شاہزادہ سے موتی کی تلاش مین جو مرغابی کے انڈے کی برابر ہے آنکلا تھا وہ جنگل مین مجھسے ملا مین
نے اپنا احوال اوس سے بیان کیا اوسنے مجھے اقرار دیا کہ جسدم میرا ہاتھ لگیگا ماہ یار سلیمانی کی مٹی تیرے حوالہ کرونگا
اس بات کو سنکر اوسکی بات ہنس ٹھہری اور کہا کہ ابتک یہ مزاج سے دور نہین ہوا پریزاد اوسکا پتا نہین سکتے
آدمی کو کیا معلوم اور ماہ یار سلیمانی سے عہدہ بر آ ہوگا شاہزادہ نے کہا شاہزادہ یمن ہے عقل و ہنر مین جن
و پری سے زیادہ ہے ہند کے جوڑنے نے اس موتی کی بشارت دی ہے جو کچھ ماہ یار سلیمانی کی زبانی سنا تھا
اوسنے میرے سامنے کہدیا مجھکو یقین ہوا وہ ٹھیک ٹھیک جانتا ہے اونہون نے پوچھا تیرے آنے کا کیا سبب
اُسنے التماس کیا غلام کا یہ ارادہ ہے کہ لاؤ لشکر بادشاہونکی طرح شہر مین داخل ہو بادشاہ نے سنتے ہی کئی
پریزاد سواری کے اسباب سمیت ہمراہ کر دئے اوسی گھڑی شاہزادہ روانہ ہوا اور وعدہ کے دن جا پہنچا
لشکر کو دریا کے کنارے چھوڑ حاتم کے مکان پر آیا نہ پایا جی مین سمجھا کہ حاتم نے وعدہ خلافی کی مجھسے پہلے
ہی چلا گیا مگر حاتم کے گھوڑے کو چرتے دیکھکر سمجھا کہ وہی گھوڑا ہے پریزادون سے کہا کہ اس باغ مین
جاکر اسکو ڈہونڈو بعد تلاش کسی پریزاد کی نظر جا پڑی کہ ایک جوان درخت کے نیچے بیٹھا ہے
وہ اُلٹے پاؤن پھرا اور یہ حال شاہزادہ سے عرض کیا کہ مین ایک آدمی کو بیٹھے دیکھ آیا ہون شاید وہی ہو سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا

پاؤں اٹھائے وہیں چلا گیا دیکھتا ہے کہ حاتم سر جھکائے بیٹھا ہے پکار کر کہا اے بھائی کس فکر میں ہو
حاتم نے جو دیکھا مہر آور ہے اوٹھکر گلے سے لپٹ گیا پھر وہ دونو باغ سے باہر آئے حاتم نے دیکھا ایک لشکر عظیم
اوترا ہوا ہے اور ایک بارگاہ شاہانہ کھڑی ہے پوچھا کہ بارگاہ اور لشکر کسکا ہے مہر آور نے کہا کہ آپ ہی کا ہے
پھر ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا اور تخت مرصع پر بٹھایا اور خاصہ یاد فرمایا حاتم نے ایک رات کے بعد انواع اقسام کے کھانے
دیکھکر برغبت تمام نوش جان کئے پھر طائفوں کو یاد کیا ناچ ہونے لگا صبح کو کوچ کیا یہ خبر سرخ بادشاہ کو پہنچی
کہ پیرزادہ کا لشکر بے شمار آپہنچا اور انکے آنے کا مطلب معلوم نہیں اوسنے غصہ ہو کر ایک سردار کے ساتھ کئی
ہزار پیدل لشکر کے فرمایا کہ جلد جا کر اونکی راہ بند کر آگے بڑھنے نپائیں وہ لشکر سمیت سر راہ او سر راکے وہیں جب
وہاں پہنچے دیکھا ایک لشکر عظیم الشان راہ روکے پڑا ہے اتنے میں خبر پہنچی کہ ماہ یار سلیمانی نے تم سے پہلے انکو
کوچ بھی ہے شاہزادہ نے ایک مرد معقول کو اوس سردار کے پاس بھیجا کہ ہم لڑنیکے ارادہ پر نہیں آئے ہیں بلکہ ہمیں
بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونیکی آرزو ہے یہ سنکر شاہزادہ مہر آور کو کہلا بھیجا کہ آپ فراغت سے یہاں ڈیرہ کریں بادشاہ
کی خدمت میں حاضر ہونا بخوبی ملاقات ہوگی اپنے بادشاہ کو عرضی بھیجی بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہی ارادہ ہو تو کسی پر
تکلف مکان میں اوتر حاتم اور مہر آور مع مصاحب داخل شہر ہوئے اور لشکر قریب شہر باغ میں اوترا پھر ماہ یار سلیمانی
نے ایک مشیر کو مہر آور کے پاس بھیجا آپ کیونکر تشریف لائے ہیں اوسنے کہا کہ شاہزادہ ہیں کو آپ کی قدمبوسی کی
نہایت آرزو ہے چنانچہ اسکو لے آیا ہوں آپ بھی اوسکے کمال محظوظ ہونگے یہ سنکر بادشاہ نے پہلے تو ضیافت بھیجی دوسرے
روز حاتم کو بلوا کر ایک کرسی جڑاؤ پر بٹھا کر مہربانی سے پوچھا کہ یہاں کس ارادہ سے آنا ہوا حاتم نے کہا حضرت نے
سبب الاسباب نے بھیجا ہے یہ کہکر شہزادی حسن بانو نے موتی کا نمونہ دیا تھا وہ دکھلایا اور کہا کہ اسکا ثانی اگر
عنایت ہو تو عین الطاف ہے ماہ یار سلیمانی نے کہا کہ اسکا دوسرا تو ملیگا حاتم نے کہا آپ کی ہی سرکار میں سے مرحمت
ہو بادشاہ نے فرمایا اگر تو میری ایک شرط بجا لائے تو موتی کے ساتھ ملتی ہے حاتم نے عرض کی مجھکو صرف موتی درکار
ہے شاہزادی کے آپ مختار ہیں شاہزادہ مہر آور کو بلوایا کہ اوسے وہیں بلوایا اور گلے لگا کر ایک کرسی پر اسکو بٹھایا
حاتم سے تخت و پنج کرکے اس موتی کی پیدائش کا حال کہنا شروع کیا ماہ یار سلیمانی سر نیچا کرکے سنا کیا غرض جو کچھ
اس پیر مرد سے سنا تھا تمام و کمال کہہ سنایا بادشاہ تحسین و آفرین کرکے کہنے لگا اور محل میں جا کر موتی لیے آیا پھر
ارشاد کیا کہ بادشاہزادی کو دلہن بنائیں بیاہ کی تیاری کریں حاتم موتی کو دیکھکر خوش ہوا اوسکے بعد بہت سے گھوڑے
ہاتھی جڑاؤ ساز و یراق سے سجوا منگوائے اور شاہزادیکو بنا سنوار کے چند سہیلیاں خوش پوشاک بہت سے
غلام حبشی و چالاک سمیت مجلس میں بلوایا حاتم کی نگاہ جو اوس پر پڑی کہا کہ یہ میری بہن ہے
شاہزادہ مہر آور کے لائق ہے لازم ہے کہ اپنی رسم کے موافق شادی کرا دو اور موتی مجھے دو

دوسرے دن باد یار سلیمانی نے مجلس نشاط کو حکم دیا اور لڑکی کو اپنی دستور کے موافق مہر آور کے ساتھ بیاہ
دی الحمد للہ کہ عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہونچے ایک ہفتہ کے بعد شاہزادی سمیت بادشاہ سے رخصت
ہو کے پہر راہ مین وادی دریا پر آئے حاتم نے کہا بہائی تجہے بہائی تم اپنے ملک مین سدہارو مین یمن شہر کو جاتا ہون پہر وہ
بولا بہائی جان مروت سے بعید ہے جو ایسی جا خطرناک مین تنہا چہوڑ دون میرا ارادہ ہے کہ با شان و شکوہ ہم تم
شمس بادشاہ سے ملاقات کرین پہر اپنے لشکر کو فرمایا جلد سرانجام تیار کرین اور زنانی سواریون سمیت پار اترین
یہہ کہکر بدستور دونون گہوڑون پر سوار ہوئے اور چند روز مین دریائے قہرمان کے پار ہوئے اور ایک جنگل مین اوترے
دیوونکو خبر ہوئی کہ پریزادونکا لشکر آپہونچا ہے وہ بہی جمع ہو کر سر راہ آپڑے مہر آور نے ایک پریزاد کو بہیجا کہ
ای عزیزو ہم دونو حضرت سلیمان کے خانہ زاد ہین ہمارا قصد تمسے لڑنیکا نہین ہے شمس شاہ بادشاہ کی ملاقات کو
جاتے ہین کہ اوسنے بعد مدت کے غضب خدا سے نجات پائی اونہون نے کہلا بہیجا کہ ہمارا ارادہ لڑنیکا نہین ہے صرف ملاقات
کو آئے ہین غرض اونکے سردارونکو بلا کر ملاقات کی اور حاتم کو ایک کوٹہری مین چہپا رکہا پہر اونکو الوان و اقسام کی
غذا اور رنگ برنگ کی شراب پلا کر رخصت کیا اور آپ بہی روانہ ہوا چند روز مین دیوونکی سرحد سے نکلا
شمس بادشاہ کو خبر پہونچی کہ حاتم اور مہر آور سمیت ملاقات کو آتے ہین یہہ سنکر مع لشکر استقبال کو چلا اثناء راہ مین
باہم ملاقات ہوئی خوش خوش ہو کر بغلگیر ہوئے حاتم نے تمام ماجرا اپنا اور مہر آور کا سنایا یہہ سنکر شمس بادشاہ نے
مہر آور سے کہا کہ یہہ احسان تمہارا مجہپر ہے جو اس جوان کو صحیح و سلامت مجہہ تک پہنچایا مین شب و روز اسکے
لیے غمگین رہتا تہا بلکہ زندگی تلخ تہی الحمد للہ کہ یہہ دفعۃً سلامت آملا پہر مہر آور کو لشکر سمیت ایک باغ مین اوتارا
چالیس روز تک حقوق مہمان نوازی بجا لایا اکتالیسوین روز مہر آور نے حاتم سے کہا کہ اے شاہزادہ مین تیرے لیے
مشقت سفر کی اوٹہائی اب بہی تیرا ملک دور ہے لیکن خاطر جمع رکہہ کہ اک دم مین تجہے تیرے شہر مین پہونچا دیتا ہون
یہہ کہکر کئی پریزادون سے کہا کہ اسی شاہزادہ حاتم کو اوڑن کہٹولے پر بٹہا کر یمن مین پہنچا دو پریزادون
نے اوسی دم اوسکو اوڑن کہٹولے پر بٹہا کر شاہ آباد کا راستہ لیا رات دن چلنے لگے جب ماندے
ہوئے کسی دلچسپ جگہہ جا اوترے قدرے دم لیکر پہر اوڑے بعد ایکماہ کے نواح شہر مین پہونچے
حاتم نے اپنی رسید لکہکر پریزادونکو دی اور رخصت کیا آپ شہر مین داخل ہوا لوگون نے
حسن بانو کو خبر پہونچائی کہ وہ جوان پہر صحیح و سلامت پہر آیا اوسنے بدستور پردہ کے اندر بلایا
اور ایک طلائی کرسی پر بٹہایا حاتم نے بیٹہتے ہی موتی بٹوہ سے نکالکر اوسکو دکہلایا اور سرگذشت ماضی
سنائی وہ کمال شادمانی سے حاتم کی ہمت کی ثنا گو و صفت خوان ہوئی حاتم بہی مرخص ہو کر
مہمان سرا مین آیا اور سیر شامی سے اپنا تمام ماجرا لکہہ سنایا یہہ اسکا ہاتہہ اپنے ہاتہہ مین لے کر کہنے لگا

کہ بھائی خوش ہو خاطر جمع رکھو وصال یار نزدیک ہے ایک سوال کا رہ گیا ہے انشاء اللہ اسکو بھی پورا کرونگا

جانا حاتم کا حمام بادگرد مین اور نہانا حمام کے حوض مین پھر گرفتار ہونا طلسمات مین اور توڑنا طلسم کا تیر لگا کر طوطہ کو اور لانا الماس کا



منیر شامی سینے سے لپٹا بے اختیار حاتم کے پاؤن پر گر پڑا حاتم نے اوسکو اوٹھا کر گلے لگایا غرض دونون ساتھ ایک زمانہ تک باہم رہے جب حاتم نے دیکھا کہ بندگی تا ندگی

بالکل صبح ہو گئی آٹھویں دن پوشاک بدل کر حسن بانو کے دروازہ پر آیا چوبداروں نے خبر کی
اوسنے پردے کے اندر سے بلا کر کرسی مرصع پر بٹھایا حاتم نے اب ساتوان سوال پوچھا حسن بانو نے کہا حمام بادگرد
کی خبر لاؤ کیونکہ حمام کو گردش سے کیا کام سنتا ہے کہ اسکی کسطرح پھرتا ہے پھر اوسمین لوگ کیونکر نہاتے ہیں
لازم ہے کہ اوسکا اور اوسکی بنیاد کا احوال تحقیق کرکے آؤ حاتم نے کہا اتنا بھی جانتی ہو کہ کدھر ہے حسن بانو بولی کہ
کہ کسی اور سے بھی کچھ نہیں سنا ہے مگر اسکی بنیاد اسکا حال معلوم نہیں یہی سنا ہے کہ [illegible] یہ بات سنکر حاتم حسن بانو سے رخصت
ہو کر [illegible] شامی کی بہت سی [illegible] انشاء اللہ اسکا سفر کرو [illegible] تحقیق [illegible] شہر شامی سے رخصت ہوا

ساتوان سوال حمام بادگرد کی خبر لانیکا اور شہزادی حسن بانو کے پاس سے جانیکا

جب حاتم شہر سے نکلا جنگل کی راہ لی چند روز کے بعد ایک شہر میں جا پہنچا کیا دیکھتا ہے کہ ایک کنوئیں کے گرد
جمع مرد و زن فراہم ہے اوسی حاتم نے پوچھا کہ یہ کیا ہے کسی نے کہا اسے عزیز یہاں کے حاکم کا بیٹا دیوانہ ہو کر
کنوئیں پر بیٹھا رہا تھا آج تیسرا دن ہے کہ وہ کنوئیں میں گر پڑا ہے اور رسیاں ڈالتے ہیں پر اسکی لاش نہیں
نکلتی خدا جانے کیا بلا ہے اور کوئی اپنی جان کے خطرے سے نیچے نہیں اوترتا کیا واویلا زورتا ہوا [illegible]
اور اوسکی ماں گریبان چاک خانماں آوارہ ایسی ہو گئی ہے کہ [illegible] فریاد کرنے لگا [illegible]
یہ دیکھکر حاتم کا دل بھی بھر آیا اور انکو تسلی دیکر کہنے لگا کہ رضائے الٰہی سے چارہ نہیں صابر و شاکر رہا چاہیے [illegible]
[illegible] کہتا ہے لیکن جو اسکی لاش بھی ہاتھ آئی تو دفن کرکے اوسکی قبر سے اپنے دل بے تاب کو تھوڑی بہت تسلی دیتے اور
[illegible] کی نشانی یہی بہت ہے چنانچہ ہر ایک کی منت کرتی ہون اور ہزاروں روپیہ دینے کو [illegible]
کوئی میرے حال تباہ پر رحم نہیں کرتا اور نہیں اوترتا آج یہ ارادہ ہے کہ اپنے تئیں اس کنوئیں میں ڈالدون اور اسکی لاش
[illegible] یہ سنکر حاتم بولا کہ خاطر جمع رکھو میں تمہارے بیٹے کی لاش ڈھونڈھ لاتا ہون تم میرے آنے تک
یہیں منتظر رہنا اونہوں نے کہا اے جوان جانیکا کیا ذکر ہے ہم اپنی بود و باش بھی یہاں کرینگے حاتم بولا اپنا بھی
میرا انتظار دیکھنا اگر آیا تو آیا ورنہ اپنے کاروبار میں مشغول رہنا یہ کہکر کود پڑا اور غوطہ کھاتے کھاتے تہ تک
پہنچا کہ گو پاؤں لگے آنکھیں کھولدیں نہ کنواں نظر آیا نہ پانی مگر ایک میدان وسیع روشن دکھائی دیا آگے
جاکر ایک باغ لطیف نظر آیا بے تامل اندر گیا ہر قسم کے پھول میوہ دار درخت دیکھے اور وہ باغ خوشبو سے ایسا مہک رہا تھا
کہ دماغ معطر ہو گیا [illegible] اسکے امتحان کیلئے ہر ایک تحفہ کی سیر کرتا تھا کہ ایک [illegible]
[illegible] میں ایک جوان خوبصورت بیٹھا نظر آیا حاتم [illegible] دیکھکر لگا اسی [illegible]

پھر یون کی نظر اوسپر جا پڑی یکایک چیخین مار کر کہا ہی یہہ آدمی زاد کون ہے یہہ جا کر بلکہ کی خدمت مین عرض کی کہ
ایک شخص آدم کی قوم سے فلانے درخت نیچے چھپا کھڑا ہی یہہ سنتے ہی پریزاد نے اوس سے کہا کہ تمہارا بھائی بند اور بھی
آ پہنچا اگر کہو تو تمہارے پاس لے آئین مہمانداری کی شرط بجا لائین وہ بولا بہت بہتر مجھے بھی اپنے ہمجنس کا کمال خیال
تھا الحمد للہ کہ خدا نے بھیج دیا اوس پری نے ایک مصاحب سے کہا کہ تم جا کر آدمی زاد کو لے آؤ وہ جا کر اوسے لے
آئین جب قریب تخت کے پہونچا وہ جوان اوٹھ کھڑا ہوا اپنے پاس بٹھا لیا مہمانداری کی رسمین بجا لا احوال پوچھنے
لگے کہ تم کون ہو کیا نام ہے کہان سے آئے ہو حاتم بولا مین یمن کا رہنے والا ہون شاہ آباد سے آیا ہون حمام باد گرد کی
خبر کو جاتا ہون میرا نام حاتم ہے اتفاقاً ادہر کو آ نکلا اس کوئین پر بہت سے لوگون کو روتے دیکہا خصوصاً ایک جوان پیر مرد
ما باپ کے حالت دیکھکر میری حالت متغیر ہو گئی بے اختیار انکے پاس جا کر پوچھا کہ تم اسطرح کیون بلبلاتے ہو کہ سننے والون کی
چھاتیان پھٹی جاتی ہین یہہ آہ بھر کر رو لی کہ اس کوئین مین ہمارا یوسف گم ہو گیا ہی اسکے ہمارے جی ڈوبے جاتے ہین کوئی ایسا نہین جو
خدا کے واسطے اسمین جا کر اوسکی لاش نکال لائے جب مینے یہہ کلمہ سنا بے اختیار اپنے کو اُس کوئین مین گرا دیا یہانتک تہ تک پہونچا آپ مین
نہین جانتا کہ اونکا بیٹا تو ہی یا کوئی اور ایک آدمی کو دیکھتا ہون یہہ سنکر اوس جوان نے کہا کہ اے بھائی وہ شخص اپنی بی بی
سمیت تھا اوسکا بیٹا ہون ایکدن کا ذکر ہے کہ مین اس کوئین پر آ نکلا کہ یہہ رشک لیلی مجھے نظر آ گئی فوراً اوسکے جلوہ سے
بے دامون بک گیا اور اوسکی چاہ مین پاؤن لٹکا بیٹھا وہان بیٹھے رہا یہہ برق وش بھی ہر روز اپنی جھلک دکھا جاتی تھی
لیکن مجھے اس دیکھا بھالی سے تسلی نہوتی تھی آخر اوسکے سلسلہ محبت کی کشش نے کھینچ کر مجھکو اس چاہ عمیق مین گرا دیا
پھر باد صبا کیطرح اُس گل خوبی کی جستجو مین گرتا پڑتا آ پہنچا بارے اسنے میرے خستہ حالی کو دیکھکر نہایت مہربانی فرمائی اور
مجھ تشنہ آب جمال کو اپنے جام وصل سے سیراب کیا حاتم نے کہا حیف ہے تو یہان رنگ رلیان منا رہا ہی اور وہان
تیرے ما باپ کا حال تباہ ہو رہا ہی انصاف سے دور ہے لا اب مجھے اس بغیر جینا محال ہے اگر یہہ رخصت دے تو جاؤن حاتم نے کہا اچھا
صبر کر مین تیرا احوال ابھی عرض کرتا ہون یہہ کہکر پری کیطرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے سرتا پا ناز دردمندون کی دمساز مہربانی
سے دور ہے کہ اوسکے ما باپ آتش ہجر سے جلتے ہین اور سوز مفارقت سے شمع کیطرح گھلتے ہین بہتر ہے کہ اسے بھیج انکو دو تا اپنی انکی خدمت دو
جا کر انکی چھاتی سے لگے اور دل ٹھنڈا کرے وہ پری یہہ سنکر بولی کسنے منع کیا ہے چلا جا یہہ آپ ہی مبتلا ہو کر یہان آیا ہے یہہ سنکر حاتم
اوٹھ کھڑا ہوا پری نے پروانگی دی وہ بولا یہہ اجازت نہین ہے بلکہ کنایہ ہے کہ رضامندی یہی ہے کہ مجھسے
اسطرح قول کرے کہ تو خاطر جمع رکھ اور اپنے گھر جا مین تیرے پاس ہفتہ مین دو تین بار رات کیوقت
آ جاؤنگی اور تجھے اپنے دل سے نہ بھلاؤنگی یہہ سنکر حاتم نے سر نیچا کر لیا اور کہا خدا کے واسطے اسپر
مہربانی ہو اور یہہ جو کہتا ہے مان تیوری چڑھا کر بولی کہ ہماری قوم کو یہہ چال نہین پہنچی ہے جو چلے مجھے نہین
بھاتے اتنی گرمی نہ کیجئے حاتم نے کہا اگر معشوق اس گرفتار کے حال پر رحم کہانے لگے تو نہین کچھ

عرض کرون کیونکہ مینے فلانے فلانے پردیکی پریون سے سناہی اور ملاقات کی ہے اور اونکا لطف و احسان
عاشقون کے حال پر ایسے دیکھی ہین تم کہتے ہو کہ ہماری قوم اوسیطرح سلوک کوئی نہین کرتا مین کیونکر
مانون بلکہ آدم زاد بیوفا و جفا کار ہین پریزادہی عام دوستی مین وفادار اور فرمانبردار ہین یہہ سنکر منہہ پھیر لیا
کہا یہہ جھوٹ مالیا تیا ہے مجہ دل سے نہین چاہتا یہہ بری بناوٹ ہے جوان بولا جو کچہہ تم فرماؤ سو سچ ہے اس ہنیدی کی
کے صدقے جائیے مینے گھربار تمہاری خاطر چھوڑا جان سے ہاتھہ دہوکر آپکو اس کوٹہین مین گرایا صدمہ اوٹھا کے
یہانتک پہنچا ہون اسپر بھی مین چاہتے والا نہ ٹھیرا بیت سنئے تم نہ واقف ہیر حال سے مین صدقے رہا جان ورد
ہیتہہ سنکر پری بولی ایسی باتین بہت سی ہین کیا واہی تک باہی مین جب جانو کہ مجھے چاہتا ہی جو کچھہ کہون وہی بجا لاے
وہ بچارہ اوٹھہ کھڑا ہوا کہ دیر کیون کرتی ہو جو منظور ہے جلد فرماو اوسنے اپنے لوگون سے فرمایا کہ ایک کڑاہ مین
گھی بہرکر چولہی پر چڑہا دو جب وہ کڑکڑائے مجھے خبر کرو اونہین نے وہی کیا جسوقت گھی کھولنے لگا اوسوقت
جوان کا ہاتھہ پکڑ کر کہا کیون جی تم ہمین چاہتے ہو تو ہمین کودپڑو جوان نے بے تامل خوشی خوشی اوس کڑاہ پر
جانا چاہتا تھا کہ آپکو اوسمین گرادے پری دیوانوں کیطرح دوڑ پڑی ہنستا ہاتہ اوسکے گلے لپٹ گئی کہ تو عاشق صادق
ہے غرض اوسیطرح عیش و عشرت اور مہانداری مین ایک مہینا گذر گیا اور وہان اندین پر جو لوگ بیٹھے تھے دن گن
رہے تھے اور کہتے تھے کہ آخری وہ جوان نکلا تو اپنے اپنے گھر جائینگے الغرض اکتیسوین دن حاتم نے اوٹھکر
اوس جوان سے کہا مجھے کام ضروری ہے اب نہین رہ سکتا جو تم نے کہا ہے وہ وفا کرو پری بولی اوٹھی بہت بہتر
حاتم نے کہا البتہ تم وعدہ مضبوط کرو اور حضرت سلیمان کو درمیان دو تب مجہو باور ہو پری نے قسم کھا کر کہا
اس قول سے ہرگز نہ پھرونگی تم خاطر جمع رکہو پہر اپنی پریون سے کہا ان دونون جوانونکو کنوئین پہ پہنچا دو
اونہون نے ایک ہی ساعت مین دونون کو کنوئین پر بٹھا دیا سب لوگ دیکھکر حیرت مین آگئے مان باپ بلکہ حاتم
کے قدمون پر گر پڑے خوشی خوشی اپنے شہر مین داخل ہوئے نہایت تکلف سے حاتم کو مہمان رکہا اور پری بہی وعدہ
پر آنے لگی بلکہ یہی معمول رکہا حاتم نے اوسکی راستی اور دوستی دیکھکر اپنے جی مین کہا سبحان اللہ اس قول پر کہ صورت
بہی اچھی ہے ایک مدت کے بعد ایک بستی نظر آئی اوسکی شہر پناہ کی باہر ایک پیر مرد کھڑا ہوا تھا حاتم نے اوسسے
کہا السلام علیکم اے جوان مرحبا اوسنے کہا وعلیکم السلام اے مرد باصفا اوسکے بعد اوسنے پوچھا کہ اے مسافر آج کی رات
میرے گھر رہو اور میرے نمک مین شریک ہو تو بڑی مہربانی ہے حاتم بولا بیکی کا کیا پوچھنا اوسدم وہ مرد پیر
اوسکو اپنے گھر لے آیا باتین سے ایسے کرتا ہے ضیافت کہا نیکے بعد پیر مرد نے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے
اوس نے کہا حاتم نام ہے اور یمن کا رہنے والا ہون حمام بادگرد کی خبر کو جاتا ہون اوسنے سر نیچا کر
لیا اور پھر سر اوٹھا کر کہا اے عزیز وہ کون تیرا دشمن تھا جسنے تجھے ایسی جگہہ بھیجا ہے

اول تو یہہ ہے کہ اوسکا نشان معلوم نہین دوسرے جو کوئی وہان گیا سو گیا پھر نہ پھرا جو کوئی وہان
جانیکا قصد کرے اپنی جان سے ہاتھ دہوے غسل میت جیتے جی بجا لاے کیونکہ اوسکا رستہ اول منزل
سے کہ نہین اور رستہ مین چار سے قیطان شہر قیطان کا بادشاہ ہے اوسکی سرحد مین جو کی ہتی ہے جو کوئی اوس
جگہہ کی خواہش کرے پہلے ہیرے پاس لے او معلوم نہین اوسکے روبرو قیلا ٹیکی کیا وجہ ہے مارڈالتا ہے یا اوسکو چھوڑ دیتا ہے
یہہ سنکر حاتم نے کہا کہ حسن بانو سے واسطے اگر یہی ہیر منیر شامی عاشق ہوا ہے اپنا خانمان برباد کرکے اوس شہر کے کاروانسرا
مین بیٹھہ رہا ہے اوسکے واسطے یہہ رنج اپنے اوپر گوارا کیے کئی سوال اوسکے کام مین عند اللہ پھرتا ہون اوس سے دیگر بھی
چھہ سوال خدا کے فضل کرم سے پورا کرچکا ہون اب ساتوان سوال حمام باد گرد کی خبر ہے سو لینے جاتا ہون دیکھون کیا قسمت
دکہاتی ہے پھر مرد بولا آفرین تجہپر اور رحمت تیرے ماں باپ پر کہ جو بہکاری کیواسطے عیش و عشرت چھوڑ کر محنت اختیار
مصیبت سہی لیکن صلاح یہہ ہے کہ اب اس خیال محال کو دل سے دور کر اور یہین سے پھر جا اور اوس سے کہہ کہ وہ
طلسمات ہے کوئی نہین جانتا اور اوسکا پتہ نہین ملتا یہہ بات سنکر حاتم بولا استغفر اللہ جہوٹ کسطرح اوس سے
بولون بات کیونکر بناؤن یہہ انصاف نہین کہ وہ عاشق بیچارہ مدت مدید سے انتظار کے سبب جان بلب ہے
فقط امید وصال پر دم اوسکا پھرتا ہے قریب ہے کہ شربت وصال اپنی معشوقہ کے ہاتھ سے پی اپنی حیات کو تازہ کرکر
[illegible] کام [illegible] اوسکے پہلو تہی کر دون [illegible] اوسکو کیا جواب دونگا کیونکہ جو کوئی عند اللہ کمر ہمت باندہتا ہے جہوٹ
نہین بولتا اور جس سے [illegible] خدا کی راہ مین اپنا گہر بار چھوڑا ہے وہ بے حصول مطلب نہین پھرا اوس جوان نے کہا اے جوان اپنی
جوانی پر رحم کر ہمارا کہنا مان اگر میرا کہنا نہ مانیگا پشیمان ہوگا جیسے مینڈک نے ایکدن پشیمانی کہینچی حاتم نے
کہا اوسکی حقیقت کیونکر ہے پہر مرد نے کہا کہ اطراف شام مین ایک دریا تہا اوسمین بہت سے مینڈک رہتے تھے اونمین سے
کسی مینڈک نے اپنی قوم سے کہا جی یون چاہتا ہے کہ یہان سے سفر کرین کسی اور دریا مین جا رہین کیونکہ مسافرت مین
بہت سے فائدے ہین اکثر غنی ہوجاتے ہین اور مفلس الدہر گہر وطن مین کسیکو دولت حاصل نہین ہوتی بے ہاتھہ پانو ہلاے
نعمت ہاتھہ نہین آتی یہہ سنکر اوسکی قوم نے کہا اے ناداں یہہ خیال باطل تیرے دل مین آیا ہے اس سے ہرگز راحت نہ پائیگا
مفت مین رنج اوٹھائیگا آخر اپنے کیے کو پچھتائیگا [illegible] وہان سے نکلکر اور ایک دریا کیطرف چلا چند
کہ آبی جانورونکو خشکی مین چلنا دشوار ہے اسیہی اوچہلتا کودتا خوشی خوشی چلا جاتا تہا قضا کار راہ مین ایک چشمہ ملگیا اوسمین ایک سانپ
تہا اوسنے وہان کے سب مینڈک کہا لیے تہے چند روز سے فاقہ [illegible] بہوک سے جہنجہلا رہا تہا دیکہتے ہی بے اختیار لپکا ایک ایک کو چن
چن کر کہا گیا کسیطرح سے وہ آپ بہاگ کر دریا مین [illegible] لیکن وہ بیچارہ بال بچونکو غم مین [illegible] اور اپنے کیے
کو سنتا تہا پھر چنانچہ وہ لعنت ملامت کرتے تھے جواب دیتا تو در کنار دم نہ مارتا تہا غرض جو کوئی بزرگونکا کہنا نہین مانتا
اوسکا یہی حال ہوتا ہے اے جوان یہین سے پھر جا کہ [illegible] حمام باد گرد مین نہین [illegible] تیرا [illegible] ہوا ہے

اپنا علاج کر یہہ سنکر حاتم نے جواب دیا ای جوان بزرگ جو تو کہتا ہی بہتر ہے لیکن جو بات خدا کیواسطے ہو اوس سے
منہ پھیرنا خوب نہین کیونکہ دیانت اور تقوی سی نہایت دور ہی لیکن کرم سے امیدوار ہون کہ اوس جوان کی مراد میرے
ہاتھ سے بر آوے خدا کیواسطے اگر تو شہر قطان کی راہ جانتا ہی تو مجھے بتا دے اوس مرد پیر نے کہا کہ ای مسافر داہنی
طرف کا راستہ یہان سے اختیار کر آگے بہت قصبہ ملینگے اونکے بعد ایک پہاڑ نظر آئیگا اوسکے نیچے ہزارون بلائین آفتین ہین
اگر اوس سے بچ کر نکلیگا تو ایک صحرای عظیم ملیگا وہان خدا کی قدرت نظر آئیگی تھوڑی دور جا کر دوراہا ملیگا بائین
طرف کو جائیو کہ وہ راہ پاکیزہ ہی بقضا ہی بخوبی شہر قطان مین پہنچیگا اگرچہ داہنی طرف کی راہ نزدیک ہے مگر
اوسمین خطرہ اور بہت سی آفتین ہین حاتم بولا کہ بے زندگی کوئی جی نہین سکتا اور بے اجل کوئی نہین مر سکتا
پھر قریب کا راستہ چھوڑکر راہ بعید کیون اختیار کرون پھر مرد پیر نے کہا تو نے نہین سنا ہے راہ راست برو اگرچہ
دور است ۔ زن بیوہ مکن اگرچہ حور است ۔ گو کہ مرتا نہین کوئی بے موت ۔ لیک تو منہ مین اژدہے کے نجا
دیکھ میرے کہنے پر عمل کر ورنہ خراب ہوگا حاتم رخصت ہو کر روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر نظر آیا اوس
نقارون کی آواز بکثرت سنی جیمین کہنے لگا آج اس شہر مین کسیکی گھر شادی ہی لوگ شہر کے جمع ہین سر انکے کھڑے
ہین اور تنبوؤن ڈیرے استادہ ہین فرش ستھرا پاکیزہ صاف بچھا جا بجا لوگ بیٹھے ہین ہر مجمع کے قریب نقارے بج رہے
مجلس مین راگ ناچ ہو رہے ہین چھوٹے بڑے ملکین کھڑی ہی ہین کھانے پک رہے ہین یہہ کیفیت دیکھکر پوچھنے لگا ای
یار کہہ تو آج اس شہر مین کیا شادی ہی وہ بولی کہ اس شہر کی رسم ہی برسوین دن ہر ایک امیر و غریب بلکہ بادشاہ و وزیر بھی
اپنی اپنی لڑکیونکو جو بالغ ہین دلہن بنا کر او عطر اور ارگجے مین لسا کر خیمون مین بٹھا دیتے ہین پھر جنگل کیطرف سے ایک بڑا
سانپ آتا ہی اور ایک جوانکی شکل بنکر ہر ایک خیمے کے اندر جا کر اون سبہونکو دیکھکر جو پسند آتی ہی اوسکو لیجاتا ہی ہم و سب سے
بیچاری کی لقا ب سے پڑا لکیہ مجبور شادی رچاتی ہین دیکھیے کسکی لڑکی پسند کرے ہر ایک کو ڈر کا ہی آج نقارے بجتے
دیکھے ہین کل جہانی بیٹھے دیکھو گے ایکدن کی شادی اور سات دنکا غم ہمکو ہر سال ہے شام کیوقت منفر آئیگا کسی نہ
کسیکے سر پر آفت لائیگا یہہ ماجرا حاتم نے اپنے جیمین کہا کہ یہہ کام حسن کا ہی فی الحقیقہ وہ سانپ نہین پھر اون سے مخاطب ہو کر
کہا ای عزیزو یہہ تمپر بڑی بلا آئی ہی اونہون نے کہا کیا کرین ہمین کچھ بنا چارہ نہین جو خدا چاہی سو کرے یہ مثل مشہور ہے
سنگ آمد و سخت آمد لیکن ہم کچھ نہین سکتے جو اللہ کیواسطے اس بلا کو دور کرے حاتم نے کہا آفت کو
اسی رات دفع کرتا ہون تم اپنے سردار پاس لیچلو وے سنتی ہی اوسکو ہاتھون ہاتھ لیگئے بادشاہ نے کہا بابا یہ بات کہ حاتم نے کہا
یہہ سچ ہے اوسنے کہا ای جوانمرد اگر تیرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو ہم سپاہ و رعیت سمیت تیری اطاعت کرینگے
حاتم بولا مین جو کام کرتا ہون خدا کیواسطے کرتا ہون لالچ نہین اگر مر جاتا ہون مولی کی راہ مین مرتا ہون اگر یہہ کام
کر نکلا تو کسی پر احسان نہین جو کچھہ تم سے کہون سو قبول کرو بادشاہ نے فرمایا بسر و چشم

کہا جسوقت وہ آوے اور جب لڑکے کو پسند کرکے لیچلے اوسوقت اوسے کہو کہ صاحب تم لیجانے میں مختار ہو مگر اتنی بات
تم ہماری سنو کہ ہمارا شہر ایک سردار زادہ مدت کے بعد آج آیا ہے اب ہم سب کے سب اسکے تابع ہیں اوسکے بے کہے
اس لڑکیکو تمہارے ساتھ نہیں کرسکتے اگر تمہارے ساتھ کریں تو ہمیں خطا ہے کیونکہ تم غصہ ہوگی تو ایک بر ہمیں
ہمارے ملک کو خراب کروگے جو وہ غصہ ہوگا تو ایک پل میں خاک سیاہ کردیگا القصہ بادشاہ نے تمام دن حاتم کو اپنی
بارگاہ میں بٹھا رکھا جب شام ہونے کو ہوئی تب اوسکے آمد آمد کا غل ہوا لوگوں نے کہا اے جوان وہ موذی آیا اوس شاہ سے عرض کی کہ میں
بھی دیکھوں پھر اوٹھ کھڑا ہوا اور دیکھا کہ اژدہا آسمان سے سر نکالے ہوئے چلا آتا ہے اوسکی دراز کا ٹھکانا نہیں دیو بھی اوسکا
سامنا نہیں کرسکتا آدمی کا تو کیا مقدور ہے جو آنکھ اوٹھا کر دیکھے پتھر اور درخت اوسکی چھاتی کے نیچے آتا ہے وہ پسکر سرمہ ہوجاتا ہے حاتم
یہہ حالت دیکھ پناہ پکڑی جب وہ نزدیک آیا اور اپنی دم ایسی سخت کرکے ہلائی کہ سب آدمی سر جھکائی زمین پر گر پڑے پھر وہ چاروں
طرف نگاہ کر زمین پر لوٹنے لگا ایک خوبصورت آدمی بنگیا تب وہ لوگ اوٹھکر ادب سے سلام کیا اور بادشاہ اوسکے آگے جا کر اپنے خیمہ میں لے آیا اور اوسے
تخت جواہر نگار پر بٹھایا وہ ایکدم ٹھیکر اوٹھا کہ اپنی لڑکیاں ہمیں دکھاؤ بادشاہ نے کہا بہت بہتر اوسنے بارگاہ میں نکلکر سب
سرداروں اور غریبوں کی لڑکیاں دیکھیں پھر کچھ پسند نہیں کیا بادشاہ کی خیمہ میں آیا جہاں شہزادی
بیٹھی تھی اوسکو منظور کرکے سوال کیا مجھے اسکی خواہش ہے یہہ بات سنکر بادشاہ نے کہا کہ ایک بڑا سردار زادہ چند روز
سے نکل گیا تھا بالفعل آیا ہے اب اوسکے حکم کے بغیر نہیں کرسکتے والا ایک آن میں ستیا ناس کریگا صلاح یہہ ہے کہ آپ اوسکو بلوائیں
وہ جو کچھ کہیگا سو ہم کرینگے اوسنے کہا کہ اب تک وہ کہاں تھا آج کیونکر آیا اچھا بلواؤ یہہ تو وہاں قنات کے پیچھے چھپ رہا
تھا بلاتے ہی اوسکے روبرو کھڑا ہوا اوسکو دیکھکر کہا اے جوان میں ایکمدت سے اس شہر میں آتا ہوں پر تو کبھی مجھکو نظر نہیں آیا
اب کہاں سے آگیا سچ بتا کون ہے اور کسواسطے ہمارے فرمانبرداروں کو گمراہ کرتا ہے شاید اس ملک کو خراب کریگا
حاتم نے کہا جبتک میں شہر میں نہ تھا تو تو نے چیرا کیا اب اس ملک کا مالک میں آگیا ہوں جو کوئی
ہمارے باپ دادا کی رسمیں بجا لاتا ہے اوسکو بیٹی دیتا ہوں جن نے پوچھا وہ کیا رسم ہے بیان کرو حاتم
نے کہا میرے پاس مہرہ ہے اوسکو گھسکر پلاتا ہوں وہ بولا یہہ رسم ہے تو تھوڑے آب میں پی لونگا حاتم نے
اپنی جیب سے نکالکر تھوڑے پانی میں گھسکر پلایا جن سمجھا تھا کہ اسکا پینا میرے حق میں قاتل ہوگا
ایک قلم علم جنی فراموش کیا اوسپر پشیمانی سے کہنے لگا کہ اب کوئی اور رسم ہو تو اوسکو بھی بجا لانیکو مستعد
ہوں حاتم بولا دوسرے رسم یہہ ہے کہ ایک گول میں تم اوترو ہم اوسکا منہ بند کریں پھر او
باہر نکل آؤ تب خوشی سے تمہاری ساتھ لڑکی کو کردیں اور جو اوس میں سے نہ نکلا تو ہزار لعل اور
دو ہزار الماس اور ایک موتی مرغابی کے انڈے کے برابر جو ہیں تو گنہگاری دو
کہنے لگا جلد لاؤ وہ گول کہاں ہے حاتم نے ایک بڑا سا سنگ اکراجسکے آگے رکھا اور کہا

بسم اللہ وہ فوراً اوسمین اوتر پڑا حاتم نے اوسکی منہ پر ڈہکنا ڈہانک مضبوط باندہکر اسم اعظم پڑہنا شروع کیا
اور اوس سحر کہا کہ آپ باہر نکل اوس اسم اعظم کی برکت سے اوسکا ڈہکنا پہاڑ سے سوا بہاری ہو گیا کتنا ہی
اوسنے زور کیا پر نکل نسکا تب حاتم نے لوگون سے کہا کہ اب اسکے پاس لے آئیے اور لکڑیان رکہکر آگ بہڑکا دو انہون
نے وہین اوسکے کہنے پر عمل کیا جب آگ مین جلایا جلنے لگا پر کسی نے اوسکی فریاد نہ سنی آخر جلکر خاک ہو گیا پہر
حاتم نے سب لوگون سے کہا اب تہوڑی سی زمین کہدوا کر اوسکو گڑوا دو اور اپنے گہرون مین جا کر چین کرو
خدا نے اس بلا کو تمہارے سر سے دور کیا نہین تو خدا جانے تمہارا کیا حال ہوتا اور وہ سودائی کیا سلوک کرتا
بادشاہ نے یہہ حال دیکہکر حاتم کی تعریف بہت سی کی باشندے شہر کے سب پانون پر گر پڑے پہر بادشاہ
نے بہت سی اشرفیان اور روپیہ اور کئی کشتیان ملبوس جواہر کی منگوا کر اوسکے سامنے رکہین حاتم نے کہا مجہے درکار
نہین خدا نے سب کچہہ دیا ہے اگر منظور ہے تو فقیرون کے حوالہ کرو جو خدا کی خوشی ہو اور تمہین اجر دے کیونکہ جو شخص
خدا کی راہ مین صدقہ دیتا ہے وہ مزدوری نہین لیتا شہریار نے اوسی گہڑی فقیرون محتاجون کو بلوایا اور اوس مال کو
تقسیم کر دیا حاتم کو تین روز تک مہمان رکہا وہ چوتہے دن رخصت ہو کر آگے بڑہا چند روز کے بعد اوس پہاڑ کے نیچے جا پہنچا
جسکا ذکر اوس پیر مرد نے کیا تہا اور اوس پر چڑہا جب اوس سے گذر گیا تب ایک شہر جنگل دکہائی دیا اوسمین جا کر تب
دیکہے ہر قسم کے جانور کہانا کہاتا ہوا کئی روز تک چلا گیا جب اوس سے نکلا ایک دوراہا نظر آیا کہ ٹہر کر اپنے دل مین سوچنے لگا کہ اوس
پیر مرد نے کہا تہا داہنی طرف کی راہ مین بہت سی آفتین ہین تو اوس سے نجات ہو اسوقت اوسکے کہنے پر عمل کیا چاہیے اور
ناہین یہی خدا کو منظور ہے یہہ خیال پیدا ہوا بائین طرف کی راہ کو روانہ ہوا تہوڑی سی دور جا کر اپنے دل مین سمجہا کہ اس راہ سے جانا کچہہ
خالی نہین بہتر یہہ ہے کہ یا کام ہو جائیگا اور جو اللہ مارا جاونگا تو بہی درجہ ثواب ہوگا یہہ بات ٹہرا کر اس راستہ سے پہر اوس
داہنی طرف چلا ایک ببول کا ایک جنگل کانٹون سے بہرا دکہائی دیا توکل بخدا اوسمین پہنچا اور قدم اوٹہا پر بہزار خرابی
تہوڑی راہ چلی کی آخر درختون کے کانٹون سے کپڑے ٹکڑے ٹکڑے ہو بدن لہو لہان ہوا اور زمین کے کانٹون سے تلوے چہد گئے پانون سوج گئے تب معلوم ہو کر
کہنے لگا کہ وہ بزرگ سچ کہتا تہا مجہہ کمبخت نے اوسکا کہنا نمانا اپنے آپکو مصیبت مین ڈالا اندیشہ یہہ ہے کہ اسکے
آگے بیابان کوہی اور جنگل پر خطر ہو تو وہان پناہ کیصورت کیونکر ہوگی غرض بہزار خرابی وہ چند روز مین اوس
جنگل سے گذرا کہنے لگا مجبور ہون کچہہ تدبیر نہین کر سکتا اتنے مین ایک بڈہا سفید ریش نورانی صورت
داہنی ہاتہہ کیطرف نمودار ہوا اور کہنے لگا کہ اے جوان تو نے بزرگ کا کہنا نمانا آخر پشیمان ہوا حاتم بولا
مین نے قصور کیا تب اوس بزرگ نے فرمایا کہ جیب سے کن مٹی کا مہرہ نکال کر زمین پر ڈال اور آپ غائب
ہو گیا مہرہ زمین پر ڈالتے ہی سب زمین زرد ہو گئی پہر سیاہ آخر سبز ہو گئی چہپکلیان جو دوڑی
آتی تہین [illegible] تمام ہو گئین حاتم نے یہہ احوال دیکہکر

متعجب ہو کر کہا کہ الٰہی انمین کیا دشمنی ہو گئی جو ایک ایک کو مار کر مر گئی یقین ہے کہ اس مہرکا یہہ اثر ہے
خدا کا شکر کرنا چاہیے جسنے اسوقت مین ایسے ولی کو بھیجا اوسنے مجھکو یہہ بھید بتایا اور بلیات سے بچایا ورنہ مجھکو
نگلا ہوئی گڑ ڈالتین پھر غور کر کے جو دیکھا تو ایک کو اونمین سے جیتا نپایا اور ارادہ کیا مہرکو اوٹھا لیجیے وہین
دھیان آیا شاید اسکے اوٹھانے سے وہ اوٹھین اور مجھ کو کھا جائین تو جان کی جان جائے اور محنت کی محنت برباد
ہووے جلدی نکلیا چاہیے یہانتک صبر کیا کہ اونکا گوشت پوست گلگیا ہڈی پسلی آ رہی تب حاتم اپنا مہرہ
اوٹھا کر آگے چلا تھوڑے دنون کے بعد ایک جنگل اژدہات ملا وہان اونکا ہر ایک ریزہ اوسکے پاؤن کو گفش کو
چھید کر پشت پا سے گذر جاتا تہا زخم پڑ جاتے تھے یہہ اپنے کپڑے پھاڑ کر جوتیون کے اندر رکھہ لیتا آخر کار اس
اوسکے پاؤن چھلنی ہو گئی تب اپنے دلمین کہنے لگا کہ اے حاتم تیرے برابر جہان مین کوئی بیوقوف ہوگا کیونکہ او
بزرگ نے منع کیا تھا کہ داہنا راستہ بہت بڑا ہے اودہر سے نہ جانا اور خدا نے گوش و چشم آدمی کو اسواسطے دیے
ہین کہ بھلے برے کو سنے دیکھے سنبھل کر چلے سوچ کر قدم دہرے تو بھلا چنگا ہو کر اوسکو چھوڑ کر بائین طرف
کیون گیا تہا پھر یہہ کیا بدبختی ہے جو یہہ اوسکو چھوڑ کر اوہی طرف گیا خیر اب پچتانے سے کیا فایدہ جو
کچھہ پڑے گوارا کر جسطرح سے چلا جائے چل خدا نباہنے والا ہے آخر کار بہزار محنت و مشقت اوس جنگل
کو طے کیا الحمد للہ کہکر ایک جگہہ بیٹھہ گیا وہان سے جوتیان اوتار کر جو دیکھین تو تمام پاؤن چھلنی ہو گئے اژدہات کے ریزہ
ہر ایک سوراخ مین نظر آتے ہین نکالنے لگا جب سب نکال چکا پاؤن پر کپڑا لپیٹ کر جوتیان پہنکر لنگڑاتا ہوا چل نکلا
اور اپنے جیمین خوش تہا کہ مینے سب بلاؤن سے نجات پائی مگر یہہ نہ جانتا تہا کہ ایک اور آفت عظیم درپیش ہے چند قدم
اوس جنگل مین چلا تہا جو وہانکے بچھو آدمی کی بو پاکر دوڑے چند اونمین سے بلی کے برابر تھے اور کتنے لومڑی کے
برابر آنکھین اونکی گنیار کی سی پانو مرغ کے سے گردنین بلی کی صورت حاتم کی نگاہ اونپر پڑی سہم کر کانپنے لگا
اور ایسا گھبرایا کہ حسرت جانکی نری ہاتھہ پاؤن پھول گئے ادہر اودہر تکنے لگا وہی پیر مرد پھر مددگار آ پہنچا ہاتھہ پکڑ کر کھینچنے
لگا کہ خاطر جمع رکھہ ہراسان نہو استقلال کو ہاتھہ سے نہ دے حاتم بولا اے مرد خدا کیا کرون مجھکو طاقت نہین
حاتم کھڑا دیکھتا تہا کہ آپسمین لڑ کر تین روز کے عرصہ مین وہ بھی تمام ہو گئے یہہ بھی وہان دیکھہ رہا تہا چوتھے روز
مہرکو اوٹھا کر شکر کا دوگانہ ادا کر کے روانہ ہوا چند روز کے بعد ایک شہر عظیم الشان دکھائی دیا یہہ اوسمین
داخل ہوا لوگون نے جو اسے اجنبی دیکھا پاس آ کر پوچھا اے جوان تو کس راہ سے آیا حاتم نے کہا اپنی طرف کی راہ سے وہ
حیران ہو کر کہنے لگے کہ جیتا کیونکر بچا چھپکلیون اور ببول کے کانٹون کی مصیبت اژدہات جنگل اور بچھوؤن
کی آفت تجھپر پڑی حاتم بولا غریب بلاؤن مین مبتلا ہوا تہا لیکن مدد الٰہی سے اس راہ مین اژدہات کے ریزون اور ببول کے کانٹون
کے سوا کوئی گزند باقی نہین سوداگر جو وہان اوترے ہوئے تہے سن پا ملکو شکر ستہ ہے کہ اب اسی راہ سے آیا جایا کرینگے

شہر بھی آباد ہو جاویگا آخرش وہ وہانسے چلے گئے یہہ خبر بادشاہ کو پہنچی کہ یہہ کاروان ایک مسافر
کے کہنے سے معلوم ہوا کہ جس راہ میں اژدہات اور ببول کا جنگل ملتا ہے اوس رستے پہلے کی حکم کیا اب سے سرکاری اونکے
پیچھے جاوین اونکا حال دریافت کرین اور حاتم کو بلاکر پاس رکھا اور کہا اے مسافر اوسنے حادثہ مسافرت کو صدمے
بہت اوٹھائے چندروز یہان دم لو پھر جہان جاہو وہان جائیو مطلب یہہ تھا اگر سچا ہے فبہا ورنہ سولی دونگا اس
ارادہ پر چندروز اوسکو رکھا اور نگہبان معین کئے کہ کہین جانے نہین اور وہ لوگ جو رستے کی خبر لینے گئے تھے اوس قافلے کے
پیچھے لگ گئے جا بجا اوسکے اوترنیکے نشان پائے آفت کہین نہ دیکھی جب چپکلیون کے جنگل سے صحیح و سلامت گذر اوہ پھر چندروز کے
بعد اپنے شہر مین آ پہونچے بادشاہ سے عرض کی کہ جو کچھہ اوس مسافر نے کہا سچ ہے وہ کوئی آفت اس راہ مین نہین ہے تب شہریار
نے ہر ایکطرف اشتہار بھجوایا کہ فلانی راہ آفتون سے پاک ہو چکی جسکا جی چاہے بیدغدغہ آئے جائے اور حاتم سے بہت سے معذرت
اوسکے اور کہا اے جوان مجھسے خطا ہوئی معاف کر یہہ بہت سا زر و جواہر اوسکے آگے رکھا حاتم بولا کچھہ آپکا قصور ظاہر مجھے
معلوم نہین ہوتا کیونکہ جس روز سے تمہارے شہر مین آیا ہون بآرام تمام رہا ہون یہہ کیا سبب ہے جو تم معذرت کرتے ہو فرمایا
تم نہین جانتے کہ مین ظاہر سلوک کرتا تھا فی الحقیقۃ تمہارے لئے معین کئے تھے کہ جبتک اوس جنگل کے راہ کی خبر نہ آوے تم جانے
نپاؤگے اگر جھوٹ ہوتا تو شہر کے باہر تمکو سولی دیتے حاتم نے عرض کی یہہ عین انصاف ہے تم عبث عذر کرتے ہو جو جھوٹ نہ
کہتا تھا پہلے تو میرے نکا دستور نہین ہے تمہاری اس بات سے آزردہ نہین ہوتا کیونکہ جاد لونکو یونہی چاہئے خدا تمکو اپنی پناہ
مین رکھے تمہارا ملک ہمیشہ تمہارے قبضہ مین رہے اور جو مجھہ پر عنایت ہوا ہے میرے کس کام کی ہے مجھکو کہین بار برداری نہین کہا بادشاہ نے
فرمایا خاطر جمع رکھو مین بار برداری اور محافظ تمہارے وطن تک پہنچانیکے لئے ہمراہ کر دونگا حاتم نے کہا مجھے ایک کار ضرور
درپیش ہے جبتک اوسے نکرلونگا وطن کیطرف منہ نکرونگا شہریار نے پوچھا وہ کونسا کام ہے اگر ہمکو معلوم ہو تو ہم بھی شریک ہوین حاتم
بولا یہہ حضرت کا الطاف ہے لیکن مین خالق کے سوا کسی سے مدد نہین چاہتا مگر ایک رہبر ساتھہ کر دیجئے جو شہر قطان
کا رستہ بتادیوے یہہ بھی احسان سے خالی نہین بادشاہ نے فرمایا تمکو اوس شہر مین کیا کام ہے کہا مینے سنا ہے
کہ حمام بادگرد اوسی سرزمین مین بنا ہے اوسکے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون شاہ نے ارشاد کیا اے جوان اس خیال
کو دل سے اوٹھا کہ جو کوئی اوسطرف گیا جیتا نہین پھرا آپکو کیون ہلاکت مین ڈالتا ہے وہ بولا جو ہونی ہو
سو ہو مجھے جانا اور وہان کی خبر لانا ضرور ہے غرض ہر چند بادشاہ نے منع کیا مگر اوسنے نمانا ناچار دو آدمی
ساتھہ کر دئیے کہ شہر قطان کی راہ پر اوسکو پہنچا دو حاتم رخصت ہو کر شہر سے نکلا چندروز کے بعد ایک مقام
پر پہونچکر رہبرون نے عرض کی کہ ہماری سرحد تمام ہو چکی یہہ سرحد شہر قطان کی ہے ہمین رخصت کرو حاتم نے
وداع کر کے آگے کا رستہ لیا جب قریب پہونچا اوس نواح کے لوگ اوسکو کہنے لگے کہ اے جوان کس راہ سے آیا ہے اوسنے کہا
فلان اطراف سے اگرچہ اوسمین بہت سی آفتین ہین لیکن خدائے کریم نے اس راہ کو اپنے کرم سے پاک کر کے صحیح و سلامت یہانتک

پہنچایا یہہ بات سنکر بہت خوش ہوئے حاتم شہر قیطان میں داخل ہوا اور کاروانسرا میں وہ اترا ایک دن
دو موتی بیش قیمت اور دو لعل گران بہا کہ اونکا ثانی سرکار عالی میں نہ تہا ایک سپاہی کہکر بادشاہ کے
درِ دولت پر گیا چوبدار درون نے اپنے بادشاہ سے کہا کہ ایک سپاہی کسی شہر سے آیا ہے اسنے حضور میں جا کر عرض کی سکو
ارشاد ہوا کہ اسکا حال تحقیق کر کے آئے چوبدار دوڑے حاتم سے عرض کی کہ کون آئے ہو کیا نام اوس نے کہا میں
سوداگر ہون شاہ آباد سے آیا ہون ملازمت کا امیدوار ہون یہہ سنکر داروغہ کی وساطت سے حضور پرنور میں پہنچا کہ
ایک جوان طرحدار خوش گفتار سوداگر پیشہ شاہ آباد سے آیا قدمبوسی کی آرزو رکہتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ بلا لاؤ وہ جا کر
حاتم کو حضور میں لے آئے وہ جگہ جگہ تسلیم بجا لایا گر کر آداب سے تحفہ پیش کیا اور تعریف کر کے آگے رکہا اور جواہر نذر کیا دیا بادشاہ
اوسے دیکہکر کمال خوش ہوا احوال دریافت کیا اوسنے عرض کی کہ میں ایک مدت سے سوداگری کرتا تہا اب اس دنیا کو
ہیچ سمجہکر تجارت چہوڑ دی سلاطینون کے ملاقات ترک کی سیاحی اختیار کی اس شہر میں حضرت کے اوصاف حمیدہ سے
کے باعث تیار ہو کر آیا بادشاہ نے اس گفتگو کو سنکر نہایت نوازش فرمائی اور کہا کہ اے جوان چند روز اس ملک میں رہ
اور اپنی صحبت سے مسرور کر ہماری یہی نذر ہے حاتم نے یہہ سنکر التماس کی کہ اگرچہ ہم لوگون کو دو چار روز بہی
ایک جگہ رہنا دشوار ہے پر تجہہ جیسے بادشاہ صاحب انصاف دوست کی خدمت میں حاضر رہنا سب طرح بہتر ہے
میں نے دل و جان سے منظور کیا بادشاہ نے پوچہا تم کہان اترے ہو اوسنے عرض کی کہ کاروانسرا میں یہہ سنکر
دیوان خاص کے نام حکم بہیجا کہ ایک مکان مختصر پاکیزہ آراستہ کرو اور بکاول سے کہدو کہ دونوں وقت سات سات
خوان خاصہ کے بے تکلف بہیجا کرے اور کتنے خدمتگار بہی کاروبار کے لئے معین کر دو یہہ کہکر حاتم کی طرف متوجہ ہوا کہ اے جوان
ہماری خوشی اسی میں ہے کہ وہان سے آجا اور یہیں رہنا اختیار کر ہماری مجلس کی رونق بڑہا اور اپنا کلام
شیرین سنا غرض کہ وہین رہا بادشاہ سے صحبت رہی چہہ ماہ گذر گئے آخر حارث اسیر ایسا مبتلا ہوا جو ایکدن
نہ دیکہتا تو اوسے چین نہ پڑتا ناچار بلوا لیتا اور اکثر اپنے ندیمون سے اوسکی تعریف کرتا کہ اگر یہہ شخص میرے ملک میں
اپنی بود و باش اختیار کرے تو اوقات بخوبی کٹے وہ یہہ سنکر کہنے لگا حضرت بجا فرماتے ہیں یہہ مرد ایسا ہی خوش
کلام ہے اسکا رہنا مناسب ہے ایکدن جو حاتم نے حارث شاہ کو خیر و خوش دیکہا کئی لعل و زمرد و الماس بیش قیمت
پیش نذر کئے اونے فرمایا اے جوان بار بار کیون شرمندہ کرتا ہے تو خود بہی حاضر ہے کچہہ فرمائش نہیں
کرتا حاتم نے کہا شاہ کی عمر دراز ہو اور سلطنت ہمیشہ قائم رہے میری آرزوئین سب بر آئیں
مگر ایک باقی ہے سو وہ تا دم مرگ نجائیگی شاہ نے پوچہا وہ ایسی کیا ہے اگر ہمت کرے تو اپنی بیٹی
حوالہ کر دون ملک تو کیا چیز ہے حاتم نے کہا آپ کی بیٹی کو میں اپنی بہن جانتا ہون یہہ وہم بہی ان
میرے دل میں نہیں ممکن اور تمنا ہے پر اس سوچ میں التماس نہین کرتا شاید قبول نہووین کہکر

لوگون مین مشہور نہ ہون بادشاہ نے ارشاد کیا اے عزیز مین تیرے لطف کا ممنون احسان ہون
اگر تخت خلافت بھی چاہے تو اپنی بخشون بلکہ سواے اسکے جو چاہے سو تیرا ہے حاتم نے ہاتھ جوڑکر عرض کی یہ آپ
کیا فرماتے ہو ... سے اور تخت خلافت آپکو مبارک رہے میری غرض وہی ہی جو شب کو کی
خاطر ... کہا ... آپ قول دین تو عرض کرون بادشاہ نے عہد کیا تب حاتم نے التماس
حمام بادگرد کی ... جو ارشاد ہو تو اوسکی سیر کرون بادشاہ یہہ سنتے ہی سہم گیا تو ہوا حاتم نے کہا پیرو مرشد آپ کسقدر
کیون متفکر ہین ... آپکو فرما دیا ہے ... جو آپکی مرضی ہو بجا لاؤن شہریار نے سر اوٹھا کر فرمایا اے عزیز
کیونکہ متفکر نہ ہوون ... مین ... قسم کہائی ہے کہ کسکو حمام بادگرد کیطرف نجانے دونگا تجھکو وہان
جانیکی پروانگی دون تو عہد شکنی ہوتی ہے دوسرے یہہ کہ تجھ جیسا جوان خوبصورت نیک سیرت اپنی جان سے ہاتھ دہوے
جیتے جی ... یہہ کہ جیسا ... ایسا آجتک میرے پاس نہین آیا جو تجھے ... یہہ کہ اگر تجھکو رخصت دون تو درد جدائی
کیونکر سہون ... یہہ کہ اگر اجازت نہ دون تو قول سے جہوٹا ہون حاتم نے کہا انشاء اللہ جلد پھر آپکی خدمت مین
حاضر ہونگا کسیطرح اندیشہ خاطر مبارک مین نہ لائیے ہو سو اب مجھے اجازت دیجیے کیونکہ مین اس مرض تا مقدور دست بردار
ہونگا اسواسطے کہ ... شاہزادہ حسن بانو برزخ سوداگر کی بیٹی پر عاشق ہوا ہے وہ سات سوال کہتی ہے شاہزادہ
عہدہ برا ہوسکا ... اوسپر رحم کہا اگر اپنے ذمہ لیے بلکہ عہد کیا کہ مین انکو پورا کرونگا چنانچہ چہہ سوالونکا جواب ہو چکا
یہان ایک ساتوان سوال باقی ہے جناب الہی سے توقع رکہتا ہون کہ وہان جا پہنچون اور حمام بادگرد کی خبر
حسن بانو سے جا کہون اور اوسکا بیاہ شاہزادہ سے کرا دون کہ مدت کے بعد عاشق و معشوق اپنی مراد کو پہنچین
اسبات کو سنکر بادشاہ نے کہا اے جوان آفرین تیری ہمت پر اور تیرے ماں باپ پر کہ تو غیرونکے واسطے آپکو رنج و مصیبت مین
ڈالتا ہے لیکن اپنا مرنا گوارا کیا اسلیے کہ ادہر گیا اودہر نہین آیا سبب شاہزادہ سوداگر بچے وہان جاکر سلامت نہ پہرے
اغلب ہے کہ انکو بہی اوسنے بہیجا ہو مگر یہہ تو کہہ کس شہر کا رہنے والا ہے اور تیرا کیا نام ہے اسنے کہا میرا وطن یمن اور نام حاتم
ہے یہ سنتے ہی حارث بیتاب ہوا اور اپنے برابر اوسکو بٹھا کر کہنے لگا کہ نشان بادشاہت تیری پیشانی سے ظاہر ہو
نیکنامی مشہور ہے بلکہ اور زیادہ ... تیرا نام ضرب المثل ہو جائیگا اور جو کوئی ایسا پیدا ہوگا تیرا ثانی کہلائیگا
پہر کہکر اپنے وزیر سے فرمایا کہ سامان ارک حمام بادگرد کے دربان کو شقہ لکھکر حوالہ کرو اوسکے بعد حاتم کو
گلے لگایا اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچکر کہنے لگا اللہ حافظ جسوقت حاتم آنکھون سے
اوجہل ہوا بادشاہ تخت سے اوٹھکر غمزدون کیطرح محل مین گیا اور حاتم شہر سے نکل جنگل
کیطرف چلا پہر ایسون سے قال مقال کرتا چلا جاتا تھا پندرہ روز کے بعد حمام نظر آنے لگا
حاتم نے اون سے پوچھا کہ کونسا پہاڑ دکھائی دیتا ہے اونہون نے عرض کی یہی حمام کا دروازہ ہے

دیکھنے مین نزدیک معلوم ہوتا ہے مگر ہیہات روز مین پہنچیگا یہہ کہکر آگے بڑہا ساتوین دن دروازہ
کے متصل جا پہنچے حاتم کیا دیکھتا ہے کہ وہان ایک پہاڑ کے دامن مین داخل ہوا وہان کے ہمراہیون
کے اکثر خویش و اقربا تھے باہم ملے اور پوچھنے لگے کہ تمہارا آنا کیونکر ہوا اونہون نے کہا کہ اسی جوان
یمنی کے ساتھہ بادشاہ نے بھیجا ہے اور ایک نامہ بھی دربانون کے واسطے لکہا ہے القصہ حاتم
سامان ارک کے خیمہ مین آیا صاحب سلامت کی شقہ کو حوالہ کیا وہ اوٹھکر استادہ ہوا اور نامہ سر پر رکہہ
لیا بادشاہ کی مہر کو دیکھکر بوسہ دیا کہولکر دیکھا تو اسمین یون لکھا تھا کہ اس جوان یمنی کے ساتھہ ہمنے عہد
کیا تھا اسلئے بھیجا ہے کہ اگر اسکو سمجھا کے کسیطور سے اولٹا پہیر دے تو ہم خوش ہونگے اور جو یہہ نمانے تو لاچار
حمام مین بھیج دینا لیکن تا مقدور اسکے پہیرنے مین سعی کرنا وہ خط پڑھکر اوٹھکھڑا ہوا اور حاتم کو بہ تعظیم تمام
کرسی پہ بٹھایا مہمانداری کی شرطین بخوبی بجا لایا قصہ کوتاہ چند روز تک حسب الحکم سمجھایا پتھر
کو جونک نہ لگی چنانچہ اوسکی نصیحتون کے جواب مین یون کہا کہ تم اس خیال سے ہاتھہ اوٹھاو جبکہ مین نے
بادشاہ کا کہنا نمانا تمہاری کب سنتا ہون مجھے قصد یہہ ہے کہ جلد رخصت کرو سامان ارک نے
جو دیکھا کہ میری نصیحت مطلق اثر نہین کرتی ناچار بادشاہ کو عرضی لکھی کہ یہہ جوان اپنی ہٹ نہین
چھوڑتا اور نصیحت کسیکی نہین مانتا اب جو حکم ہو بجا لاؤن بادشاہ کو جب وہ عرضی گذری پڑھ کر
سر دہنا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا آخر مجبور ہی لکھہ بھیجا اگر وہ راضی نہین ہوتا تو مزاحمت نکرو
جانے دو شاید اسکی عمر ہو چکی حمام کا بہانہ ہو وہان تو سامان ارک جوان کا منتظر تھا اور حاتم کو اپنے
چلنے کی پڑ رہی تھی غرض اودھر سے تقاضا تھا ادھر امروز فردا اسی حیص بیص مین فرمان بادشاہی
آپہنچا کہ اسکو نہ روکو جانے دو اوسپر بھی سامان ارک نے نصیحت کے طور پر کہا اے عزیز اب بھی کچھہ
نہین گیا اگر زندگی عزیز ہے تو باز آ نہین تو پچھتائیگا بلکہ جان سے جائیگا حاتم نے کہا وہ کیا امر ہے جسکے واسطے
مجھے معذور رکھتے ہو کہین جانے دو تب ناچار ہو کر کہنے لگا پہر حاتم کو دروازہ پر لیگیا وہان بھی کچھہ ہو کر بہت سا سمجھایا
پر سمجھہ مین کچھہ نہین آیا حاتم نے ایسا دروازہ تمام عمر نہ دیکھا تھا جو آنکہ اوٹھا کر دیکھی تو ایک تختہ لگا ہوا ہے اوسپر لکھا تھا
کہ یہہ طلسمات کیومرث کیوقت مین بنا ہے اسکا نشان مدت تک رہیگا اور جو کوئی اس طلسمات مین جائیگا جیتا نہ
نکلیگا وہین بہوکا پیاسا حیران رہیگا اگر اوسکی زندگی ہے تو ایک باغ مین رہیگا وہان جا کر حیات کے دن پورے
کریگا پہر باہر نہ نکل سکیگا جب اس نوشتہ کو دیکھا حاتم نے کہا کہ جو کچھہ حقیقت تھی سو دروازہ پر لکھی دیکھی اندر جانا
کیا ضرور ہے چاہتا تھا کہ وہان سے اولٹا پہرے وہین یہہ خیال آیا کہ حسن بانو اندر کا حال پوچھیگی تو کیا جواب دونگا شرمندہ
ہونگا اب جو ہو سو ہو اندر چلو پہر لوگونکو رخصت کرکے آپ اندر گیا بارہ قدم پہنچے پہر کر جو دیکھا تو دروازہ کا نشان نپایا

نہ وہ دروازہ نظر آیا مگر ایک جنگل لق و دق موجود تھا اور کچھہ نہ دکھائی دیا متفکر ہوا کہ ابھی دس بارہ
قدم چلنے کی نوبت نہین پہنچی کہ دروازہ نظر سے غائب ہو گیا بلکہ آثار بھی دکھائی نہین دیتے کسطرح اسکو
ڈھونڈھیے باہر نکلنے غرض تمام دن اسی تلاش مین رہا دروازہ نملا تب دل مین کہنے لگا حمام کا بہانہ تھا
کہ پانون رکھتے ہی اجل کے ہاتھہ مین پڑ گیا اب بن جان دیئے چھٹکارا نہین غرض وہ اسی پائین نکلکر اضطراب سے
ادہر اودہر بھٹکتا رہا چندروز کے بعد ایک سمت کا رستہ لیا تھوڑی دور گیا ہوگا ایک آدمی کی نظر پڑی
اوسطرف روانہ ہوا کیا دیکھتا ہو کہ وہ اب اودہر کو آتا ہے جب نزدیک پہنچا تب اوس صورت طلسم نے سلام کیا
اور آئینہ بغل سے نکالکر حاتم کے ہاتھہ مین دیا حاتم نے لیکر اپنا منہہ دیکھا اور پوچھا کیا تو حمام کو جو آرسی کہتا تا
ہے اوسنے کہا البتہ حاتم نے پوچھا کہ حمام کو چھوڑکر کدہر جاتا ہے وہ بولا جو حمام مین آتا ہے اسیطرح جس شخص کو آتا دیکھتا ہون آگے سے
لیجا کر حمام مین نہلاتا ہون اور انعام کا امیدوار ہوتا ہون اگر آپ بھی چلکر حمام کیجیے تو آپکی بدولت کچھہ مل رہیگا حاتم
نے کہا بہتر میرے بدن پر سفر کی گرد سے میل جم رہا ہے چاہتا ہون کہ اوسے چھڑا لون گا تو اکیلا ہے اوسنے عرض کی کہ آدمی
تو بہت ہین مگر آج غلام کی باری ہے الغرض آگے آگے حاتم اور پیچھے نائی چلے جاتے تھے دو تین کوس چلے تھے
کہ ایک گنبد نظر آیا جب نزدیک آیا حمامی حمام کے اندر گیا اور حاتم کو بٹھایا وہ جبہی داخل ہوا دروازہ بند ہو گیا آخر
حمامی اوسے حوض پر لیگیا اور کہنے لگے آپ اوسمین اوتریں تو مین بدن پر پانی ڈالون اور میل چھڑاؤن حاتم نے کہا اپنا
کپڑے اوتارون مگر بے لنگی یہہ نہین ہو سکتا تب حمامی نے ایک لنگی پاکیزہ بہت عمدہ حوالے کی حاتم نے اوسکو باندھا
کپڑے رکھدیئے اور حوض مین اوتر پڑا اور پھر ایک حمامی نے ایک بڑا طاس گرم پانی سے بھر کر اوسکے ہاتھہ مین دیا اوسنے
بدن پر ڈال لیا اوسنے پھر بھر کر دیا اوسنے اوسے بھی اپنے اوپر اولٹ لیا تیسرے مرتبہ جو پانی سر پر ڈالا تہین ایک
تراقا ہوا کہ حمام مین اندھیرا ہو گیا ایک ساعت کے بعد تاریکی جاتی رہی تو کیا دیکھتا ہے کہ حمام ہے نہ حمامی نہ
حوض ایک سناٹا ہوا گنبد ہے اوسکا تمام صحن پانی سے بھرا نظر آتا ہے ایک دم نہ گذرا تھا کہ پانی پنڈلیون تک آ گیا
حاتم عاجز ہو گیا ادہر اودہر دیکھنے لگا اور وہ بڑھکر گھٹنون سے بھی اونچا پہنچا تب گھبرایا کہ الٰہی پانی تو ہر دم بڑھتا
جاتا ہے نکلنے کی صورت نظر نہین آتی یقین ہوا کہ اسمین ڈوب مرونگا یکایک مضطرب ہو کر دروازہ کے چارون طرف
سر ٹکرایا پر رستہ نپایا اتنے مین پانی ڈباؤ ہو گیا پھر اک تھا پیرنے لگا اور جی مین کہنے لگا کہ حمام سے جو آدمی نہین
نکل سکتے اسکا یہی سبب ہے کہ پیرتے پیرتے تھک کر ڈوب جاتے ہین اب مین ہاتھہ پاؤن مارتے مارتے تھک جاؤنگا باہر
نکلنا تو معدوم حارث شاہ اسی دن کے لئے منع کرتا تھا الغرض حاتم اسی سوچ مین تھا کہ پانی اسقدر بلند ہوا کہ سر اوسکا
گنبد مین جا لگا اور سینہ نہایت اندہا ہوا ہاتھہ پاؤن شل ہو گئی قریب تھا کہ ایک دفعہ ہی ڈوب جائے وہین ایک زنجیر لٹکی
دکھائی دی حاتم نے بے اختیار دونون ہاتھون سے پکڑ لی کہ بھلا ایک ساعت تو دم لون کہ پھر ویسی ہی آواز آئی کہ گنبد کے باہر ہو گیا آنکھہ

ایک جنگل مین کھڑا پایا ہر طرف دیکھنے لگا میدان کے سوا کچھ نظر نہ آیا جی مین خوش ہوا کہ بارے اس طوفان سے نجات
پائی اور طلسمات سے رہائی ملی آگے بڑھا غرض ایک عمارت عالیشان چمکتی نظر آئی آبادی کی امید پر اوسی طرف
چلا جب نزدیک پہنچا ایک باغ خوش قطع پر فضا دیکھا دل مین سوچنے لگا کہ اس بہار کا باغ یہان کسنے بنایا ہو
البتہ اسکے قریب کسی طرف بستی ہوگی جب متصل پہنچا دروازہ کھلا پایا چلا گیا آخر ناچار ہو کر ایک مکان کیطرف روانہ
ہوا وہان طرح طرح کے درخت میوہ دار دیکھے بھوکا تو تھا میوہ توڑ کر کھانے لگا جتنا کھاتا تھا پیٹ نہ بھرتا تھا غرض
بہت سے قریب کھایا پر سیر نہوا لیکن جب تھک گیا پھر سیر کرتا تماشا دیکھتا ایک بارہ دری کے قریب جا پہونچا
اوسکے متصل بہت سے آدمی پتھر کے سنگے کھڑے تھے مگر ایک رنگ سے بنے تھے سو بھی پتھر حاتم حیرت مین آگیا کہ یہہ کیا بھید ہے
اسکا عقدہ کیونکر کھلے اسی فکر مین تھا کہ طوطی نے آواز دی کہ اے جوان کیون کھڑا ہے مگر جان سے ہاتھ دہو چکا ہے
حاتم نے سر اوٹھایا تو ایک طوطی پنجرے مین اور یہہ عبارت ایوان پر لکھی پائی اے بندہ خدا اس حمام باد گرد
سے جان سلامت نہ لیجائیگا کیونکہ یہہ طلسمات کیومرث شاہ بادشاہ کا ہے ایکدن کیومرث شاہ بادشاہ شکار کھیلتا ہوا
اسجگہہ آنکلا تھا اتفاقا اوسنے ایک الماس پڑا دیکھا اوٹھا لیا پھر جو اوسکو تلوایا تو تین مثقال کا تھا حیران
ہو کر حکیمون سے کہا اسکا ثانی مل سکیگا یا نہین اونہون نے عرض کی کہ آدم کے وقت سے لیکر ایسا دیکھا نہ سنا
تب اوسنے کہا کہ تدبیر کیا اسکو پوشیدہ کرنا کہ کسیکو پاتھہ نہ لگے یہہ بات ٹھہر کر حمام باد گرد کا طلسمات بنایا اسی
طوطی کو وہ الماس نکالکر پنجرے مین رکھکر یہان لٹکا دیا اور کرسی جواہر نگار پر تیر و کمان اسواسطے رکھدیا ہے
کہ جو کوئی اس طوطی کے طلسم مین وارد ہو اور پھر باہر نکلنے کا قصد کرے تو یہہ تیر و کمان اوٹھا کے
اس طوطی کے سر مین ایک تیر مارے اگر لگا تو طلسم سے رہا ہوا اور پھر ابھی نجات پائیگا ورنہ پتھر کا ہو جائیگا
حاتم نے اوسکو پڑھکر چارون طرف دیکھا کہ جہانتک جو تھان کھڑے ہین حاتم حیرت زدہ ہوا کہ اگر اس طلسم سے نکلیگا
نہوئی تو اسی سرگردانی مین رہیگا بہتر یہہ ہے کہ جیتے ہاتھہ اوٹھا پتھر جا سب فکرون سے چھوٹیگا بسم اللہ
کہکے تیر و کمان اوٹھا کر ایک تیر اوسی لگایا طوطی پھڑک کر چھت سے جا لگی تیر نے خطا کی حاتم گھٹنون تک پتھر
کا ہو گیا طوطی کہنے لگی اے جوان جہان سے جا یہہ مکان تیرے قابل نہین ہے حاتم وہان سے کود کر مع تیر و کمان سو قدم پرے
جا پڑا اور اوسکے پاؤن ایسے بھاری ہو گئے کہ اوٹھا نہ سکتا تھا اپنی اس حالت پر آنسو بھر لایا اور کہنے لگا یہہ کیا بر گشتہ
کس خرابی اور خستگی سے ایک مدت مین یہان پہونچا اب ایڑیان رگڑ کر مرنا کیا انصاف ہے اس سے بہتر یہہ ہے کہ ایک تیر
اور لگاؤن نہین بتون مین شامل ہو جاؤن یہہ سوچ کر دوسرا تیر پھر مارا اوسنی بھی خطا کی اور حاتم ناف تک پتھر کا ہو گیا
اوسوقت طوطی نے یہہ بات کہی اے جوان بے سمجھ یہہ جگہہ تیرے لائق نہین ہے حاتم نے وہان سے ایک
جست کی اور دو سو قدم پرا اوچھل کر بتون قریب پہنچ گیا اور اپنی حالت دیکھ کر زار زار

آدمی کہنے لگا مجھسے نامراد کوئی نہین جو تو اونکا سیر انجام کرتا ہے پہر ایک آدمی سرودل پردہ سے کھینچی اور
کہا حاتم اپنی مرگ آنکھون سے نہ دیکھا چاہیے بہتر ہے کہ آنکھون پر پٹی باندہ اور یہہ ایک تیر جو بسالو کہا ہو تو کل بجدا
اسکو بہی لگا جاپ کیونکہ ایسا جینا مرنے سے بدتر ہے دفعتہ طوطی کو تاک کر آنکھون پر پٹی باندہ بلکہ اللہ اکبر کہکر وہ تیر
مارا وہین طوطی کی روح پرواز کرگئی پنجرے کے باہر نکل پڑی اتنے مین ایک آندہی آئی گھٹا اوٹھی بجلی کڑکنے لگی اندہیرا
ہوگیا سو جینے سے رہگیا شور وغوغا ایسا بلند ہوا کہ حاتم بیہوش ہوکر گر پڑا یہہ وہم ہوا کہ مین بہی بت ہوگیا ایکساعت
کے بعد آندہی رفع ہوگئی ابر جاتا رہا شور وغل موقوف ہوگیا سورج نکل آیا حاتم نے جو آنکھین کہولین تو آپکو بتون کے بیچ
پڑے دیکھا جب ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے تو دیکھا کہ نہ وہ حمام ہے نہ وہ باغ نہ وہ کرسی نہ وہ پنجرا نہ وہ طوطی مگر ایک
الماس زمین پر پڑا تارا سا چمکتا ہے حاتم نے دوڑکر اوٹھا لیا اور سجدہ شکر ادا کیا وہ سب کے سب آدمی حاتم کو دیکھکر
کہنے لگے اے جوان تو اس جگہہ کیونکر سلامت ہے وہ باغ کدہر گیا حمام کیا ہوا آپ نے وہ تمام سرگذشت کہی وہ دوڑکر
اوسکے پاؤن پر گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم آج سے تمہارے غلام ہوچکے یہہ طوق بندگی جیتے جی ہمارے ہاتھ سے نہ نکلیگا اسبات کو
سنکر حاتم نے اونکی بہت سی تسلی خاطرداری کی اور اپنے ساتھ لیکر شہر قطان کا راستہ لیا مگر یہہ نہ جانتا تہا کہ مین
کدہر جاتا ہون اور شہر قطان کا راستہ کدہر ہے لیکن ہادی حقیقی اوسکو راہ پر لیجاتا تہا تہوڑی دور چلا تہا وہی
دروازہ نظر آیا جس راہ سے داخل ہوا تہا جو ہین اوس سے باہر نکلا اسامان ارک کا لشکر دکہائی دیا اودہر متوجہ ہوا اور
اوسکے جاملا اوسکو دیکہتے ہی نہایت تپاک سے بغلگیر ہوا اور کرسی زرین پر بٹہایا آئین شائستہ ضیافت عطر
وپان کی رسم کے بعد حاتم نے تمام وہان کا حال بیان کیا وہ چار روز رہا پہر وہان سے بہت سے لوگ ساتھ لیکر
شہر قطان کیطرف روانہ ہوا چند روز کے بعد شہر قطان مین داخل ہوا حارث شاہ سے ملازمت کی بادشاہ نے الطاف
ونوازش فرمائی اپنے برابر تخت پر بٹہایا احوال پوچہا اوسنے وہانکا ماجرا مفصل عرض کیا اور الماس بادشاہ کے روبرو رکہدیا
کہ حضور کی نذر ہے لیکن اتنا چاہتا ہون کہ ایکبار حسن بانو کو دکہا دون پہر حضور مین بہیجدونگا بادشاہ نہایت
خوش ہوا اور فرمایا بارک اللہ حاتم نے عرض کی یہہ بیچارے جو تیرے ساتھ آئے ہین پتہر کے ہوگئے تہے اکثر اونمین
شہزادے اور سوداگر بچے ہین بالفعل اسباب وسواری کے محتاج ہین امیدوار ہون کہ ایک ایک گہوڑا اور اسباب وخرچ راہ
ہر ایک کو عنایت ہو تو اپنے وطن کو جائین یہہ بہی حضرت کو دعا دینگے حارث شاہ نے اوسکے کہنے کے موافق کیا پہر حاتم بہی
رخصت ہوا تب بادشاہ نے بہت سا مال واسباب شتر بار اوسکے ساتھ کرکے نہایت عظمت وشان سے روانہ کیا حاتم
کئی مہینے کے عرصہ مین طے کرکے شاہ آباد مین داخل ہوا لوگون نے اوسکو پہچان کر حسن بانو کو اطلاع دی کہ حاتم
واپس آگیا حسن بانو نے جو یہ ارشاد کیا دوڑ آیا عرض حسن بانو نے حاتم کو اندر بلایا احوال پوچہا اوسنے تمام کیفیت بیان کی وہ سنتی رہی
جب ہوچکا تب الماس بہی نکالکر دیا تب حسن بانو نے سرنیچا کرلیا اور شرمندہ سی ہوگئی کہ چپ ہوگئی حاتم نے کہا مین اپنا وعدہ پورا کرچکا تو

اب تو بھی وہ عاشق ہے اور آہستگی و خوشی سے التماس کیا کہ میں بھی تیری ہو چکی ہوں جو چاہے سو کر جسکو
چاہے اسے بخش دے اپنے پاس رکھا چاہتا ہے تو رکھ مختار ہے اسباب کو حاتم نے سنکر کہا کچھ تو نے کہا میں نے
کیا جو میں کہوں سو تو کر سچ تو یہ ہے کہ میں نے یہ محنت و مشقت اپنے واسطے نہیں کھینچی بلکہ عبداللہ منیر شامی
شہزادے کے لیے لازم ہے کہ اوسے قبول کر کیونکہ وہ مدت سے تیرے فراق میں رو رہا ہے اور تیری جدائی
کے درد سے جان کھو رہا ہے اپنے بیمار عشق کو شربت وصال پلانا ہی بھلا ہے اسمین قصور کرنا عبداللہ
اور عبدالناس سے برا ہے حسن بانو بولی کہ اب تم میرے باپ کی جگہ ہو جو میرے حق میں مناسب جانو سو کرو وہ میرے
شوہر بننے کے لائق ہو تو مجھے کچھ عذر نہیں یہ سنتے ہی حاتم نے منیر شامی شاہزادہ کو بلا بھیجا کہ تم پوشاک
بدل کر سج کے نہایت زرق برق سے میرے پاس آؤ شاہزادہ بڑے ٹھاٹھ سے شاداں اور فرحاں آیا
حاتم نے اوسکو بھی ایک حجرا و کرسی پر اپنے پاس بٹھایا حسن بانو نے پردے سے جھانک کر جو دیکھا ہزار
جان سے عاشق ہوئی اور نیچی نظر کیے شرم کھا کر دوسرے مکان میں چلی گئی حاتم بھی منیر شامی کو لیے
کاروانسرای آیا رات کی رات وہاں رہا صبح کو حسن بانو نے ایک مکان نہایت عالیشان خالی کروا دیا اسمین
منیر شامی سمیت داخل ہوا نوبت رکھوا دی بیاہ کی تیاری شروع ہوئی مجلس نشاط جمائی کئی دن کے
بعد ساچق بادشاہوں کے طور پر بھجوائی دوسرے دن ادھر سے مہندی بھی اسی ٹھاٹھ سے آئی
صبح کو بیاہ کی تیاری ہونے لگی مکانوں کے فرش بدلے براتیوں نے کپڑے جھمجھماتے پہنے اور بھی طائفے
بہت سے بلوائے دو رستہ روشنی کے ٹھاٹھ مینا کاری کی ٹٹیوں سمیت دلہن کے محل تک بندھوائے
آتشبازی کی چادریں بھی جابجا قرینہ سے استادہ کروائیں لاکھوں گنج ستاروں کے گڑوائے آدھی رات گئے
نہایت تجمل سے منیر شامی بیاہنے کو چڑھا ابیات دولہا کا گھوڑے پہ ہونا سوار + وہ موتی کا سہرا جواہر نگار +
ٹھہر کر وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل + وہ ہاتھی وہ دونوں طرف مورچھل + وہ فانوسیں آگے زمرد نگار
کہ ہو سبز مینا بھی جس پر نثار + ہزاروں تماشی کے تخت رواں + اور اہل نشاط اوس پہ جلوہ کناں
وہ شہنائیوں کی سہانی دھنیں + جنہیں گوش زہرہ مفصل سنیں + وہ پھلجھڑیوں سے سرو چمن جابجا
پھولوں کا انار تھا اناروں کی کثرت سے بازار گلزار تھا مہتابوں کی روشنی سے جو وہ ہوں لگی چاندنی رات تھی ستاروں کی چمک سے
دن کے ہلو روشن رات تھی غرض تمام آتشبازی کی کیفیت روشنی کی کثرت براتیوں کی جمعیت نہ زبان کو یارا جو کہے نہ قلم کو
طاقت جو لکھے ابیات جب آئی دلہن کے مکان پر برات + کہوں اوس گھڑی عالم کی کیا میں بات + یہاں مجلس نشاط وہاں سے زیادہ کر
آراستہ تھی ساچق رسمے رتھی ناچ ہو رہا تھا کتنے اشخاص بیٹھے تھے دولہا کو ہاتھوں ہاتھ لے آئے مسند شاہانہ پر بٹھایا
حاتم توشا کے پاس جا کر ایک مسند پر خوش خرم بیٹھا اور برات بھی نیچے بیٹھے قریب سب شریک مجلس [illegible]

دو دو دن کا مسند پہ آ بیٹھنا برابر عشقون کا جا بیٹھنا مطوالف [illegible] کہا تا وہ آسمعو مین [illegible]

غرض [illegible] کا سماں راگ کا بیان کچھ کہا نہیں جاتا دیکھنے سے تعلق رکھتا [illegible] پلا دوستے ہمدم بیٹھا [illegible]

سلامت ہو [illegible] اور یاران ہنسنے لگے اور دولہا کو محل کی ڈیوڑھی پہ لیگئے [illegible] بیگمین دلہن

[illegible] اندر لیگئین دلہن کے پاس مسند پر بٹھایا [illegible] جو [illegible]

[illegible] دیکھی ایسی نقشہ حسن مین جو ہو رہی تھی شہزادہ [illegible] اندر بیٹھا

پر کرسی مصحف دیکھتے ہی غش کر گیا [illegible] گھبرا کر دوڑی گلاب پاش لا کر گلاب چھڑکا [illegible]

[illegible] تحسین کی اسکے بعد جو رسمین باقی رہی تھین ہو چکے [illegible]

لوگو مین ایک جشن [illegible] سوار کیا بڑی دھوم دھام سے شادیانہ بجوا [illegible] آیا ہر دن [illegible]

محل سے باہر [illegible] پانچوین دن بر آمد ہوا حاتم کے پاؤن پر گر پڑا شہزادی [illegible] سا کچھ کہنے لگا

[illegible] رخصت چاہی منیر شامی نے دو چار روز اور بھی اسکو رخصت نہ کیا صحبت نشاط دوبارہ گرم کی

[illegible] حاتم [illegible] ہو کر کہا کہ بھائی اب مجھے رخصت کر بہتر ہے [illegible]

منیر شامی [illegible] رخصت کیا وہ نہایت خوشی خرمی مین [illegible] روانہ ہوا [illegible] شہر کے قریب جا

پہنچا بادشاہ کو اسکی آنے کی خبر ہوئی وزیر کو پیشوا بھیجا وہ اسکو نہایت جاہ و جلال سے بادشاہ کی حضور مین لیگیا اوسنے

[illegible] دوڑ کر چھاتی سے لگا لیا یہ پاؤن پر گر پڑا بادشاہ نے سر اوٹھا کر سینے سے لگا پیشانی چومی محل مین لیگیا اسنے دو کر اپنی

والدہ کو مجرا کیا اسنے بھی سر پاؤن تک بلائین لین یہ قدمبوس ہوا اسنے اٹھا کر چھاتی سے لگایا [illegible] محل مین مبارکبادی کی

دھوم مچی شہر مین آمین آمین ہوئی گھر گھر شادیانے بجے بادشاہ نے ہر ایک چھوٹے بڑے کو [illegible] کے موافق خلعت دیا زر و جواہر بخشا

[illegible] کو غنی کر دیا اور حاتم کا نیلے سر سے ملکہ زرین پوش کے ساتھ بیاہ کیا پھر سب کے سب خدا کا شکر بجا لائے عیش و عشرت مین مشغول

ہوئے ملک آباد ہوا ہر ایک غنی غریب کا دل شاد ہوا بادشاہ لیتے دیوان حاتم پر جا بیٹھا نہ ہوئے کہنے لگا آفاق مین

ایسے بھی لوگ ہین جو غیر کے واسطے اپنا سکھ چھوڑ دین اور اوسکے کام مین دکھ سہین فی الحقیقت دونون جہان مین بھلے وہی

ہین جیسا سنا تھا ویسا ہی انھین کا اچھا ہے چند کلمہ ارشاد کرکے بادشاہ نے گوشہ پکڑا اور حاتم کو قائم مقام کیا غرض حمد سے برس و سیاہ

حیف نو روز مین حاتم کی ہفت سیر تمام ہوئی منیر شامی اپنے مطلب کو پہونچا آخر یہ رہا نہ وہ رہا ایک کہانی کہنے سننے کو رہ گئی شعر

ہے طے کدھر جہان مین حاتم کہاں رہا ٭ افسانہ اسکا خلق کی بیچ میان رہا

الحمد للہ کہ یہ کتاب مطبع دبدبۂ احمدی لکھنؤ میں احمد علی خان کے اہتمام سے ماہ جنوری ۱۸۹۳ء میں پہلی مرتبہ طبع ہوئی ٭

CALL No. { ۸۹۱۵۴۳۹ ۱۹۴۴۲
ACC. NO. ۴۹۲

AUTHOR

T08.05.99

...CKED AT THE TIME

Date | No. | Date | No.
T29.04.91. T15.06.92.
T18.06.91. T25.06.92.
T25.08.93.

MAULANA AZAD LIBRARY
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of **Re. 1-00** per volume per day shall be charged for text-books and **10 Paise** per volume per day for general books kept over-due.